بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقائدِ اسلامیہ کی اقسام، عقائد کی تفصیل، ادیانِ عالم اور فرقِ باطلہ پر آسان اور مفصل کتاب جو صرف نحو کے طالب علموں کو ابتدائی ایام میں پڑھائے جانے کی غرض سے لکھی گئی ہے

اَلْقَذْفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ

تدریس العقائد

تصنیف

شیخ الحدیث والتفسیر غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلیکیشنز جھوک فقیر پنڈ دادنخان

0303-4367413

☆......☆......☆

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب تدریس العقائد
مصنف شیخ الحدیث والتفسیر غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی
کمپوزنگ : محمد عمران قادری، محمد کاشف سلیم قادری
صفحات :
قیمت : روپے
بارِ اول : تعداد-/1000 اگست 2022ء
بارِ دوم : تعداد-/1100 دسمبر 2023ء
ناشر : رحمۃ للعالمین پبلیکیشنز جھوک فقیر پنڈ دادنخان
ملنے کے پتے
جھوک فقیر پنڈ دادنخان تحصیل وضلع جہلم
0303-4367413

☆......☆......☆

مصنف کی ویڈیوز دیکھنے کے لیے ہمارا چینل اور پیج وزٹ کریں

utube:Ghulam Rasool Qasmi Official

یاایھا الناس (فیس بک پیج)

fb:Ghulam Rasool Qasmi Official

www.islamtheworldreligion.com

☆......☆......☆

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

Islam The World Religion

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

پہلا باب: اصول وضوابط 7

پہلی فصل: اسلامی عقائد کی اقسام 9

ضروریاتِ اسلام، ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت و جماعت، ثابتاتِ محکمہ ظنیاتِ محتملہ۔

دوسری فصل: توحید ورسالت کا صحیح تصور 12

تیسری فصل: حجیتِ حدیث 13

چوتھی فصل: دین کا تواتر اور اجماع کی حجیت 14

پانچویں فصل: تقلید کی شرعی حیثیت 19

صراطِ مستقیم اور سبیل المومنین، ہرفن کے ماہرین ہوتے ہیں، اجتہاد کیلیے اہلیت ہونا ضروری ہے، اجتہادی خطاء کی حقیقت۔

چھٹی فصل: اہلِ سنت کی کتب کی اوّلیت 27

ساتویں فصل: کچھ اصولی غلطیوں کی اصلاح 29

سیاق وسباق کا لحاظ ضروری ہے، محکمات پر اعتماد ضروری ہے، کفر کا مقابلہ کرنے کے لیے سنی ہونا ضروری ہے، بدگمانی مت کرو، بے اعتدالیاں۔

دوسرا باب: اجزائے ایمان 35

پہلی فصل: اللہ تعالٰی کی توحید 37

Islam The World Religion

علم کی اہمیت، یہ کائنات مخلوق ہے، اس کائنات کا کوئی خالق ضرور ہے، اللہ ایک ہے، اللہ کریم کی صفات میں شرک کے خلاف چند آیات، دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار واقع نہیں۔

دوسری فصل: فرشتوں پر ایمان 44

تیسری فصل: قرآن پر ایمان 44

چوتھی فصل: نبوت پر ایمان 46

ضرورتِ قانون اور ضرورتِ نبوت انبیاء علیہم السلام کے معجزات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے شواہد، ختمِ نبوت، خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پانچویں فصل: قیامت پر ایمان 55

چھٹی فصل: تقدیر پر ایمان 56

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر شرعی دلائل۔

ساتویں فصل: ادیانِ عالم 58

سورۃ اخلاص کی روشنی میں ادیانِ عالم، ایمان اور اسلام۔

تیسرا باب: خلافت وامامت 61

پہلی فصل: اسلامی حکومت کا قیام 63

دوسری فصل: صحابہ کرام کے فضائل 65

صحابہ کرام کے فضائل احادیث میں، اہل بیت اطہار کی شان قرآن میں، اہل بیت اطہار کی شان احادیث میں، سب سے زیادہ فضائل، مشاجراتِ صحابہ، سَبّ کا معنی، لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ سے

Islam The World Religion

ملتے جلتے الفاظ دیگر صحابہ کے بارے میں، واقعہ کربلا، اسلام میں شہادتوں کا سلسلہ، صحابہ کرام اور دیگر اولیاء کی کرامات، افضلیتِ شیخین اور محبتِ ختنین، صدیق اکبر کی خلافت بوجہِ افضلیت تھی، صحابہ کرام میں سب سے بڑا عالم کون؟، سب سے زیادہ بہادر کون؟

چوتھا باب: امت پر صحابہِ کرام کے احسانات 105

ہم پر کس کس کی پیروی لازم ہے، تمام صحابہ کرام علم کے دروازے ہیں، جن صحابہ کرام کو علمی خدمات کے لیے نامزد بھی کیا گیا، سائل کو متعلقہ عالم کے پاس بھیجنا، کس کس کا بغض منافقت کی نشانی، سب سے زیادہ محبوب کون کون؟ آپ کریم ﷺ نے کس کس کو بھائی کہا؟، اسد اللہ کون کون ہے؟ قاتلِ کفار کون کون ہے، نبی کریم ﷺ کا پرچم بردار کون کون تھا، کس کس کے لیے فرمایا: میرے ماں باپ فدا، فُزْتُ وَ رَبِّ الْکَعْبَۃِ کس کس نے کہا؟ مختلف صحابہ کا مختلف مواقع پر انتخاب، کون کون اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، غزوات کے دوران کون کون وقتی طور پر خلیفہ بنا، کاغذ اور قلم کب کب مانگا گیا؟ مولا کون کون ہے؟، حدیث: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ کا شانِ ورود جنت کے سردار کون کون ہیں؟ میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے، المودۃ فی القربیٰ سے کیا مراد ہے؟ اہلِ بیت میں کون کون شامل ہیں؟ آل سے کیا مراد ہوتی ہے؟ بارہ خلفاء کون کون ہیں؟

پانچواں باب: قبر و قیامت 141

پہلی فصل: موت اور اس کی تعریف 143

دوسری فصل: قبر اور عذاب و ثوابِ قبر 144

Islam The World Religion

تیسری فصل: علاماتِ قیامت 148

چوتھی فصل: یومِ قیامت 154

چھٹا باب: تقابلِ ادیان 159

پہلی فصل: غیر مسلم ادیان 161

دہریہ، ہندومت، جین مت، بدھ مت، تاؤازم، کنفوشس ازم، شنٹو ازم، ستارہ پرست، صابئین، یہودی، عیسائی، ثنویہ مذہب، منکرینِ ختمِ نبوت، سکھ مت، فلاسفہ، اسلام۔

دوسری فصل: اسلامی فرقے 187

معتزلہ، روافض (بے ادب بے نصیب، روافض کے فرقے، روافض کی پہچان، اہل سنت کو ناصبی کہنے کی وجہ)، خوارج (خوارج کی پہچان)، مرجئہ، جبریہ، قدریہ، فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ۔

تیسری فصل: عصرِ حاضر کے اہم فتنے 200

بیرونی فتنے (منکرینِ ختمِ نبوت کا فتنہ، مستشرقین کا فتنہ، ملحدین کا فتنہ)۔ اندرونی فتنے (ارتداد کا فتنہ) اندرونی فتنوں کی ابتداء، خوارج کا فتنہ روافض کا فتنہ، قدریہ کا فتنہ، جہالت کے فتنے، شرارت کے فتنے، اصلاح کا طریقہ

★...★...★

Islam The World Religion

پہلا باب:

اصول وضوابط

Islam The World Religion

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیۡبِہٖ الۡکَرِیۡمِ سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

عقیدہ کا لفظ عقد سے بنا ہے، اس کا معنی ہے: گرہ۔ مضبوط نظریہ ہونے کی وجہ سے اسے عقیدہ کہا جاتا ہے۔ عقائد کو ایمانیات، علم الکلام، فقہِ اکبر اور السنۃ بھی کہا جاتا ہے۔

پہلی فصل:

اسلامی عقائد کی اقسام

(1)۔ضروریاتِ اسلام

یہ ایسے عقائد ہیں جو قرآن مجید یا حدیثِ متواتر یا اجماعِ صحابہ سے ثابت ہوں اور ان دلائل کی اپنے مفہوم پر دلالت قطعی اور واضح ہو۔ ان دلائل کے قطعی الثبوت ہونے کیوجہ سے ان میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوتی اور قطعی الدلالت ہونے کی وجہ سے ان میں تاویل نہیں چلائی جاسکتی، مثلاً: قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فرمادو اللہ ایک ہے، اس کا ثبوت قطعی ہے کیونکہ یہ قرآن کی آیت ہے، اور اس کی دلالت بھی قطعی ہے کیونکہ اس کا کوئی دوسرا معنی نہیں ہوسکتا۔ ایسے عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ کا منکر بھی کافر ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو واجب الوجود ماننا، اس کے وجوبِ وجود، استحقاقِ عبادت اور مستقل صفات میں کسی کو شریک نہ ماننا، اسے بے عیب سمجھنا، فرشتوں کو ماننا، آسمانی کتابوں کو ماننا، انبیاء ورسل کو ماننا، قیامت کو ماننا، تقدیر کو ماننا، نبی کریم ﷺ کو آخری نبی ماننا، حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ رکھنا، کبائر کو قابلِ معافی سمجھنا، قرآن کو محفوظ سمجھنا اور اسکے ایک ایک لفظ کو تسلیم کرنا، عذابِ قبر کو حق سمجھنا، نفسِ معراج کو حق سمجھنا، شفاعت کا جواز ماننا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا عقیدہ رکھنا، ختمِ نبوت کے بعد کسی پر وحی کا نزول تسلیم نہ کرنا اور کسی کو مامور من اللہ نہ سمجھنا، انبیاء اور ملائکہ کو معصوم سمجھنا، غیر نبی کو انبیاء علیہم السلام سے افضل نہ ماننا، سیدہ صدیقہ پر بہتان کو غلط سمجھنا، نماز روزہ حج زکوۃ اور جہاد کو ماننا۔

Islam The World Religion

(2)۔ضروریاتِ مذہب اہلِ سنت وجماعت

یہ ایسے عقائد ہیں جن کے ثبوت اور دلالت میں سے ایک چیز قطعی ہو اور دوسری چیز ظنی ہو۔ جیسے قرآن شریف کی آیت: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر:2)۔ میں لفظ اِنْحَرْ کا ثبوت قطعی ہے مگر اس کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں، لہٰذا اس کی دلالت ظنی ہے، اس لیے قربانی کا منکر اہلِ سنت سے خارج ہوگا، مگر کافر نہیں ہوگا۔ اسی طرح خلفاء اربعہ علیہم الرضوان کی خلافت، شیخین کو افضل سمجھنا اور ختنین سے محبت کرنا، موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا، تمام صحابہ واہلِ بیت علیہم الرضوان کا ادب کرنا، اجماعِ امت کی حجیت کو تسلیم کرنا، ہمیشہ جماعت کا ساتھ دینا اور شذوذ سے بچنا ضروریاتِ اہلِ سنت میں سے ہیں۔

(3)۔ثابتاتِ محکمہ

یہ ایسے عقائد ہیں جو ظنی دلائل سے ثابت ہوں۔ یہ دلائل اس قدر وزنی ہوتے ہیں کہ جانبِ خالف کو پچھاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ جیسے صحیح خبر واحد اور قولِ جمہورِ اہلِ سنت۔ ان کا خلاف بھی کوئی معمولی آفت نہیں، اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے یَدُ اللہِ عَلَی الْجَمَاعَةِ۔ مثلاً انبیاء کی فرشتوں پر افضلیت، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر افضلیت۔ یا رسول اللہ کہنے کا جواز۔

(4)۔ظنیاتِ محتملہ

یہ نظریات ایسی ظنی دلیل سے ثابت ہوتے ہیں جو محض راجح ہو اور جانبِ خلاف کے لیے گنجائش بھی موجود ہو۔ مثلاً محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْن سمجھنا، حاضر ناظر سمجھنا، مختارِ کل سمجھنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیتِ حسی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ ہونا، علماء وشہداء کے شفیع بننے کا عقیدہ، مزارات کی زیارت اور صاحب مزار سے توسل، بخاری شریف کو اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللہِ سمجھنا۔

بعض کام ایسے ہیں جن کا تعلق عقیدے سے نہیں بلکہ عمل سے ہے اور عصر حاضر

Islam The World Religion

میں اختلافی ہونے کی وجہ سے انہیں عقائد کے ساتھ نتھی کر دیا جاتا ہے۔مثلاً ایصال ثواب کے لیے دن مقرر کرنا ،میلاد شریف منانا ،محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی پر انگوٹھے چومنا ،جنازہ کے بعد دعا مانگنا ،ایصال ثواب کی مختلف صورتیں مثلاً سوئم ، چالیسواں ،عرس وغیرہ۔ یہ سب باتیں مستحب ہیں ،ان کا کرنا ثواب ہے لیکن ان کے ترک سے گناہ لازم نہیں آتا۔

ایک محقق کو معلوم ہونا چاہیے کہ کونسی دلیل سے کیا ثابت ہوتا ہے اور کون سے دعویٰ پر کونسی دلیل درکار ہوتی ہے۔آج کچھ لوگ ایسے ہیں جو قطعی باتوں کے انکار کو بھی کفر نہیں کہتے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو ظنیاتِ محتملہ اور مستحبات پر شرک کا فتویٰ داغ رہے ہیں۔ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ مکفر محض اپنے پسندیدہ احتمال پر مصر ہوتا ہے اور اس احتمال کے منکر کو کافر کہہ رہا ہوتا ہے۔جبکہ فریقِ مخالف کے پاس قول مختار ہوتا ہے۔ چور الٹا کوتوال کو ڈانٹتا ہے۔نہ صرف ڈانٹتا ہے بلکہ اسے کافر کہتا ہے۔اس صورتِ حال کا اصل سبب جہلا کی فتویٰ بازی اور فاروقی ڈنڈے کا فقدان ہے۔

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد
گر فرقِ مراتب نکنی زندیقی

★...★...★

Islam The World Religion

دوسری فصل:

توحید ورسالت کا صحیح تصور

اَلْاِشْرَاکُ ھُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِیْکِ فِی الْاُلُوھِیَّۃِ بِمَعْنٰی وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ کَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنٰی اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَۃِ کَمَا لِعَبَدَۃِ الْاَصْنَامِ یعنی الوہیت میں کسی کو اللہ کا شریک ثابت کرنا شرک ہے، الوہیت میں شریک کرنا اس معنی میں ہے کہ اس شریک کو واجب الوجود مانا جائے جیسے مجوسی مانتے ہیں، یا عبادت کا حقدار مانا جائے جیسے بت پرست مانتے ہیں (شرح عقائد نسفی صفحہ ۷۸)۔

بعض لوگوں کے ہاں تصورِ توحید بالکل غلط ہے جیسے دور سے سننے اور موت کے بعد سننے کو شرک کہنا۔ حالانکہ شرک کی آسان اور سادہ تعریف یہ ہے کہ خاصہ خداوندی کو غیر میں تسلیم کرنا شرک ہے۔ خاصہ وہ ہوتا ہے کہ یُوْجَدُ فِیْ شَیْءٍ وَلَا یُوْجَدُ فِیْ غَیْرِہٖ یعنی جو ایک چیز میں پایا جائے اور اس کے علاوہ کسی چیز میں نہ پایا جائے۔ جبکہ دور سے سننا یا مرنے کے بعد سننا اللہ تعالیٰ کا خاصہ تو کیا اسکی شان کے ہی لائق نہیں: مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ (الحج:74)۔

اسی طرح بعض لوگوں کے ہاں تصورِ رسالت بالکل غلط ہے جیسے انبیاء علیہم السلام اور حضور نبی کریم ﷺ سے بشری تقاضوں کی نفی اور قرآن وسنت کی تصریحات اور امورِ واقعہ کو شانِ رسالت کے خلاف قرار دینا۔ اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس کی مثالیں خود تلاش کر لیں۔

بعض لوگوں کے ہاں خلافت وامامت کا تصور بالکل غلط ہے۔ بلکہ ان لوگوں کے ہاں توحید ورسالت اور امامت تینوں کا تصور غلط ہے، جیسے خلفاء اثناء عشرہ کو اپنا مخصوص اصطلاحی مفہوم پہنانا، انہیں معصوم سمجھنا، ان پر وحی کا نزول ماننا، انہیں مامور من اللہ سمجھنا، انہیں صرف فاطمی بلکہ صرف حسینی ہونے تک محدود کرنا، تمام خصائص نبوت ان میں تسلیم کرنا۔ ان باتوں سے ملحدین اور منکرین ختم نبوت کو واضح فائدہ ملتا ہے۔

★...★...★

Islam The World Religion

تیسری فصل:

حجیتِ حدیث

اللہ کریم فرماتا ہے: وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ یَتَفَكَّرُوۡنَ (النحل:44)۔

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لیے نازل کیا ہے تا کہ آپ لوگوں کے سامنے ان باتوں کی واضح تشریح کر دیں جو ان کے لیے اتاری گئی ہیں اور تا کہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔

اس آیت میں قرآن کی وضاحت کرنا نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری بتائی گئی ہے، نبی کریم ﷺ کے یہی وضاحتی الفاظ حدیث کہلاتے ہیں۔

اللہ کریم فرماتا ہے:

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ یعنی بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان میں اپنا رسول انہی میں سے بھیجا، جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے، اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے (آل عمران: ۱۶۴)۔

کتاب و حکمت کی تعلیم بھی وضاحتی الفاظ یعنی حدیث کے بغیر ممکن نہیں۔

لفظی وضاحت کے ساتھ ساتھ عملی نمونہ پیش کرنا بھی نبی کریم ﷺ کے ذمے ہے، فرمایا:

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)۔

ترجمہ: تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین عملی نمونہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں میں خط لکھے کہ:

اِنَّ نَاسًا یُجَادِلُوْنَكُمْ یَعْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ فَخُذُوْهُمْ بِالسُّنَنِ فَاِنَّ اَصْحَابَ السُّنَنِ اَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰهِ یعنی لوگ تم سے قرآن پڑھ کر جھگڑا کرتے ہیں تم انہیں سنت دکھا کر پکڑا کرو۔ بے شک سنتوں کے ماہر کتاب اللہ کو بہتر جانتے ہیں (الشفاء ۲/۱۱)۔

حدیث کے بغیر قرآن کا ترجمہ و تفسیر کرنے والا اس کے مفہوم میں اپنی من مانی کر سکتا

Islam The World Religion

ہے۔اسی طرح حدیث کو چھوڑ کر قرآن کو آیات کے ربط کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرنے والا اگر ربط دینے میں غلطی کر گیا تو حقائق کو بگاڑ کر رکھ دے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مستشرقین اور منکرین حدیث جب قرآنی آیات میں اپنی طرف سے ربط پیدا کرتے ہیں تو ان کا وہ خودساختہ ربط صحیح احادیث کے خلاف ہوتا ہے۔ربط بذاتِ خود اچھی چیز ہے مگر مسلمان کبھی بھی حدیث کے خلاف پیدا کیے گئے ربط کو قبول نہیں کر سکتا خواہ اس کی جان چلی جائے۔

★...★...★

چوتھی فصل:

دین کا تواتر اور اجماع کی حجیت

ہر زمانے میں دین کی آگے منتقلی تواتر اور اجماعِ امت کے ذریعے ہوتی رہی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

(1)۔ اللہ کریم فرماتا ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ (فاتحہ:5 تا7)۔

ترجمہ: ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا۔ان کے راستے پر نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ ہی ان کے راستے پر جو گمراہ تھے۔

(2)۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا یعنی اور جو شخص اپنے سامنے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے،اور مومنوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے،اس کو ہم اسی راہ کے حوالے کر دیں گے جو اس نے خود اپنائی ہے،اور اسے دوزخ میں جھونکیں گے،اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے(النسآء:115)۔

اس آیت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور مومنین کی پیروی کا حکم موجود ہے۔یہیں سے سنت اور جماعت ماخوذ ہے۔

Islam The World Religion

(3)۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ (آلِ عمران:110)۔

ترجمہ: (مسلمانو) تم وہ بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں کے فائدے کے لیے وجود میں لائی گئی ہیں، تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

(4)۔ نیز فرماتا ہے: فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا (البقرۃ:۱۳۷)۔

ترجمہ: اگر یہ لوگ اسطرح ایمان لائیں جس طرح تم لوگ ایمان لائے ہو تو یہ ہدایت پا گئے۔

(5)۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ یعنی قیامت کے دن کچھ چہرے سفید ہوں گے (آل عمران:۱۰۶)۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ یعنی سفید چہرے والوں سے مراد اہلِ سنت ہیں اور کالے چہروں سے مراد اہلِ بدعت کے چہرے ہیں (تفسیر ابنِ کثیر جلد ا صفحہ ۵۳۶، قرطبی جلد ۴ صفحہ ۱۶۳، درِ منثور جلد ۲ صفحہ ۶۳، خازن جلد ا صفحہ ۲۸۶، مظہری جلد ۲ صفحہ ۱۱۶، منہاج السنۃ از ابنِ تیمیہ جلد ا صفحہ ۲۵۶، فتاویٰ اہل حدیث جلد ا صفحہ ۴۷، فتح القدیر جلد ا صفحہ ۳۷۱)۔

(6)۔ اللہ کریم عزوجل فرماتا ہے:

وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (الانعام:153)۔

ترجمہ: اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، بس اسی کی پیروی کرو، اور چھوٹے چھوٹے مختلف راستوں کی پیروی مت کرو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے، وہ تمہیں اسی بات کا حکم دیتا ہے تاکہ تم متقی بنو۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَطًّا، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا سَبِيلُ اللّٰهِ، ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَالَ هٰذِهِ سُبُلٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ وَقَرَأَ "إِنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ الآية (مسند احمد: 4142، 4437، سنن الدارمی:208، وَرَوَى مِثْلَهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ برقم:11)۔ صحیح

Islam The World Religion

ترجمہ :   حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے زمین پر خط کھینچا۔ پھر فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر اسکے دائیں بائیں بہت سے خط کھینچے اور فرمایا یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اس راستے کی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''یہ میرا سیدھا راستہ ہے، بس اس کی پیروی کرو''۔

(7)۔   حدیث میں صاف الفاظ ہیں کہ: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَأَیْتُمْ اِخْتِلَافاً فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ یعنی اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں ہونے دے گا، جب تم اختلاف دیکھو تو ہمیشہ بڑے گروہ کے ساتھ ہو جانا (ابن ماجہ: ۳۹۵۰)۔

(8)۔   نیز فرمایا: عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ یعنی تم پر لازم ہے کہ جماعت کا ساتھ دو (ترمذی: حدیث ۲۱۶۵)۔

(9)۔   اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ، وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ، وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا، اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، جس نے جماعت کو چھوڑا اسے آگ میں ڈالا جائے گا (ترمذی: ۲۱۶۷)۔

(10)۔   نیز فرمایا: مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْراً فَمَاتَ فَمِیْتَۃٌ جَاھِلِیَّۃٌ یعنی جس نے ایک بالشت بھی جماعت کو چھوڑا اور اسی حال میں مر گیا تو وہ جہالت کی موت مرا (بخاری: ۷۰۵۳، ۷۰۵۴، مسلم: ۴۷۹۰)۔

(11)۔   نیز فرمایا: مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ قِیْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ یعنی جس نے ایک بالشت بھی جماعت کو چھوڑا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی (ابوداؤد: ۴۷۵۸، مسند احمد: ۲۱۴۵۳، مستدرک حاکم: ۴۰۵)۔

(12)۔   نیز فرمایا: اِنَّ الشَّیْطٰنَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَأْخُذُ الشَّاذَّۃَ وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَاِیَّاکُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ یعنی شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، جیسے ایک بھیڑیا بکریوں کا ہوتا ہے، وہ اس بکری کو پکڑ لیتا ہے جو شاذ یعنی اکیلی بھاگ جائے یا ریوڑ سے دور ہو جائے یا کنارے کنارے چرتی ہو۔ تنگ راہوں اور گھاٹیوں سے بچ کے رہو۔ اور جماعت و جمہور کا ساتھ مت چھوڑو (مسند احمد: ۲۱۹۲۸)۔

Islam The World Religion

(13)۔ حدیث میں ہے کہ میری امت کے تہتر (۷۳) فرقوں میں سے نجات پانے والا وہ فرقہ ہو گا کہ مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَاَصۡحَابِیۡ یعنی جس راستے پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں (ترمذی : ۲۶۴۱)۔ جس پر نبی کریم ﷺ ہوں وہ سنت ہے اور جس پر صحابہ کرام ہوں وہ جماعت کا راستہ ہے اور جو سنت اور جماعت کی پیروی کرے وہ اہلِ سنت و جماعت ہے اور یہی نجات پانے والا طبقہ ہے۔

(14)۔ اس موضوع پر قطعی دلائل کی روشنی میں علماء نے لکھا ہے کہ : اَلۡاِجۡمَاعُ حُجَّۃٌ قَطۡعاً وَیُفِیۡدُ الۡعِلۡمَ الۡجَازِمَ عِنۡدَ الۡجَمِیۡعِ مِنۡ اَہۡلِ الۡقِبۡلَۃِ وَلَا یُعۡتَدُّ بِشِرۡذِمَۃٍ مِّنَ الۡحَمۡقَی الۡخَوَارِجِ وَالشِّیۡعَۃِ لِاَنَّہُمۡ حَادِثُوۡنَ بَعۡدَ الۡاِتِّفَاقِ یُشَکِّکُوۡنَ فِیۡ ضَرُوۡرِیَّاتِ الدِّیۡنِ یعنی اجماع تمام اہل قبلہ کے نزدیک حجت قطعی ہے اور اس سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔ یہاں مٹھی بھر خارجی اور رافضی احمقوں کی بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ لوگ صحابہ کا اجماع منعقد ہو جانے کے بعد پیدا ہوئے ہیں اور ضروریاتِ دین میں شکوک وشبہات پیدا کرتے رہتے ہیں (مسلم الثبوت مع شرح فواتح الرحموت جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)۔

(15)۔ اجماعی مسئلہ وہی ہے جسے اگلے مجددین نے اجماعی قرار دیا ہو، جیسے امام شافعی، امام غزالی، امام نووی، علامہ سیوطی، حضرت مجدد الفِ ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی علیہم الرحمہ۔

الحاد، قادیانیت ، رافضیت اور تفضیلیت یعنی ہر باطل فرقہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے دین کی مخالفت کرنا چاہتا ہے اور سیدھا انکار کرنے کی بجائے قرآن وسنت کے راویوں خصوصاً حضرت ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر، صحاح ستہ وغیرہ کے مصنفین خصوصاً امام بخاری، حضور غوثِ اعظم، امام ذہبی، علامہ ابنِ حجر عسقلانی، امام ابوبکر خلال، امام دارقطنی، علامہ ابن کثیر، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت مجدد الفِ ثانی اور امام احمد رضا خان بریلوی جیسی ہستیوں کو ناصبی کہتا ہے۔

مرزا قادیانی بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ: فہم ابو ہریرہ حجت کے لائق نہیں (روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 169)۔ ابو ہریرہ غبی تھا اور اچھی درایت نہیں رکھتا تھا (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 127)۔

Islam The World Religion

(16)۔ ایسی بات کہنا کفر ہے جس سے پوری امت اور تمام سابقہ مجددین کی تکفیر یا تضلیل ہوتی ہو۔قاضی عیاض رحمہ اللہ لکھتے ہیں: نَقْطَعُ بِتَکْفِیْرِ کُلِّ قَائِلٍ قَالَ قَوۡلًا یُتَوَصَّلُ بِهٖ اِلٰی تَضْلِیْلِ الْاُمَّةِ وَتَکْفِیْرِ جَمِیْعِ الصَّحَابَةِ یعنی ہم ایسی بات کہنے والے کی قطعی طور پر تکفیر کرتے ہیں جس سے پوری امت کا گمراہ ہونا اور تمام صحابہ کا کافر ہونا لازم آتا ہو(الشفاء جلد 2 صفحہ 247)۔مثلاً:ایمانِ ابی طالب کے منکر کو کافر یا بے ادب کہنا۔

(17)۔ کسی قولِ متروک ومردود کو لے کر اجماعی مسائل میں تشکیک پیدا کرنے میں تفضیلی اور قادیانی ایک ہی طرزِ تحقیق پر گامزن ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی صحابہِ کرام کے اختلافات سے فائدہ اٹھا کر برداشت کا درس دیتا ہے اور اپنی جھوٹی نبوت کے لیے بھی جگہ بنانے کی کوشش کرتا ہے، ملاحظہ کیجیے! مرزا کی کتاب: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 259۔

مرزا قادیانی ایک آدھ قول کو اپنا ذاتی مفہوم پہنا کر اسے اجماع کے خلاف قرار دے کر اجماع کے تحقق کا انکار کرتا ہے، حتیٰ کہ اجماع کے وجود کا ہی سرے سے انکار کرتا ہے(روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 295)۔تفضیلی بھی اسی ڈگر پر کام کرتے ہیں۔

(18)۔ کسی ایک عالم سے اختلاف ہو جانا ممکن ہے لیکن پورے طبقہِ علماء سے اختلاف کرنا یا انہیں برا کہنا دراصل دین اسلام سے بغاوت ہے۔مرزا قادیانی تمام علماء کو ملاں کہہ کر انکی توہین کرتا ہے(مرزا کی کتاب روحانی خزائن: جلد 22 صفحہ 168، جلد 17 صفحہ 18)۔

تفضیلی رافضی بھی علماءِ اسلام کو: قدیم وجدید ملاں لکھتے ہیں۔حتیٰ کہ امتِ مسلمہ کے مجددین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: وہ ہمارے لیے حجت نہیں۔

یہ نظریات تمام اہلِ سنت علماء ومجددین کی توہین اور ان کی تنقیص کے بہانے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متوارث اور متواتر دین کا انکار ہے۔یہی مرزا قادیانی سمیت دین کے ہر باغی کا راستہ ہے کا راستہ ہے۔

★...★...★

Islam The World Religion

پانچویں فصل:

تقلید کی شرعی حیثیت

قرآن وسنت کے ماہرین سے قرآن وسنت سمجھنے کا نام تقلید ہے۔اور تقلید سے چھٹکارا ہر گز ممکن نہیں۔تقلید عقائد میں نہیں ہوتی بلکہ احکام میں ہوتی ہے۔اہل سنت، ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرتے ہیں۔احناف امام ابوحنیفہ اور ان کی پوری ٹیم کی تقلید کرتے ہیں اور حسبِ موقع کسی نہ کسی قول کو ترجیح دیتے ہیں اور اگر سب کے دلائل برابر ہوں تو قولِ امام اعظم کو ترجیح دیتے ہیں۔اگر تمام احناف متفق ہو جائیں اور کسی جھگڑے کا اندیشہ نہ رہے تو بعض معاملات میں تلفیق بھی اختیار کر لیتے ہیں جیسے مفقود الخبر کی زوجہ کا مسئلہ معروف ہو چکا ہے۔

صراطِ مستقیم اور سبیل المومنین

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ، قَالَ كَيْفَ تَقْضِي اِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَآءٌ؟ قَالَ اَقْضِي بِكِتَابِ اللهِ، قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ، قَالَ اَجْتَهِدُ رَأْيِيْ وَلَا اٰلُو قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى صَدْرِهٖ وَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ لِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَسُولُ اللهِ

(ابوداؤد:3592،ترمذی:1327،سنن الدارمی:170)۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن بھیجا تو فرمایا: جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ آئے گا تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی کتاب سے۔فرمایا: اگر اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ گے تو پھر؟ عرض کیا رسول اللہ ﷺ کی سنت سے۔فرمایا: اگر رسول اللہ کی سنت میں بھی نہ پاؤ تو پھر؟ عرض کیا پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا۔اور فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے نمائندے کو ایسی بات کی توفیق بخشی جو اللہ کے رسول کو پسند ہے۔

Islam The World Religion

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنِّی لَا أَدْرِی مَا بَقَائِی فِیكُمْ فَاقْتَدُوا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِی وَأَشَارَ إِلَى أَبِی بَكْرٍ وَّعُمَرَ (ترمذی:3663،ابن ماجہ:97،مسند احمد:23307 ،السنن الکبریٰ للنسائی:11175،مصنف ابن ابی شیبہ 7/473)۔صحیح

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ تمہارے اندر میں نے کتنا عرصہ باقی رہنا ہے۔میرے بعد آنے والے ان دو کی پیروی کرنا اور حضرت ابوبکر وعمر کی طرف اشارہ فرمایا۔

عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَیْءٍ فَكَانَ فِی كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ بِهِ فَإِنْ لَّمْ یَكُنْ فِی كِتَابِ اللّٰهِ وَ كَانَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیهِ شَیْءٌ قَالَ بِهِ فَإِنْ لَّمْ یَكُنْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِیهِ شَیْءٌ قَالَ بِمَا قَالَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ فَإِنْ لَّمْ یَكُنْ لِأَبِی بَكْرٍ وَ عُمَرَ فِیهِ شَیْءٌ قَالَ بِرَأْیِهِ (مستدرک حاکم:446)۔ صحیح وافقہ الذہبی

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن ابی بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو اگر وہ اللہ کی کتاب میں ہوتا تو آپ کتاب اللہ سے اس کا جواب دیتے اور اگر کتاب اللہ میں موجود نہ ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں موجود ہوتا تو آپ اسی سے اسکا جواب دیتے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا جواب منقول نہ ہوتا تو آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے جواب دیتے۔اگر حضرت ابوبکر وعمر کی طرف سے اس مسئلہ کے بارے میں کوئی قول نہ ہوتا تو آپ اپنے اجتہاد کی روشنی میں فیصلہ کرتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِی قَوْلِهِ تَعَالَى: اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیمَ ، قَالَ : هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ صَاحِبَاهُ ، قَالَ أَبُو الْعَالِیَةِ : فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلْحَسَنِ ، فَقَالَ: صَدَقَ وَاللّٰهِ وَنَصَحَ ، وَاللّٰهِ هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ (مستدرک حاکم:3075)۔صحیح وافقہ الذہبی

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:" اَلصِّرَاط

Islam The World Religion

الْمُسْتَقِيْمَ " کی تفسیر میں فرمایا کہ: اس سے مراد رسول اللہ ﷺ اور ان کے دونوں یار ہیں، حضرت ابو العالیہ تابعی فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ بات حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہی تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم انہوں نے سچ فرمایا اور بڑی بھلائی کی بات فرمائی، اللہ کی قسم صراطِ مستقیم سے مراد رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر ہیں۔

عَنْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَسْأَلُهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنِ اقْضِ بِمَا فِيْ كِتَابِ اللهِ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللهِ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللهِ وَلَا فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُوْنَ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللهِ وَلَا فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُوْنَ، فَإِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ وَإِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ، وَلَا أَرَى التَّأَخُّرَ إِلَّا خَيْرًا لَّكَ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ (نسائی:5399)۔صحیح

ترجمہ: حضرت قاضی شریح فرماتے ہیں کہ: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف راہنمائی لینے کے لیے خط لکھا۔ انہوں نے انہیں جواباً لکھا کہ جو کچھ اللہ کی کتاب میں ہے اس سے فیصلہ کرو۔ اگر اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت سے، اگر اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں بھی نہ ہو تو پھر جو فیصلے اگلے نیک لوگوں نے دیے ہیں انکی روشنی میں فیصلہ کرو۔ اگر اللہ کی کتاب، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صالحین کے فیصلوں میں بھی اسکا حل نہ ہو تو پھر اگر چاہو تو آگے بڑھو (یعنی خود اجتہاد کرو) اور اگر چاہو تو پیچھے رہو۔ ویسے میرے خیال میں تمہارا پیچھے رہنا بہتر ہے۔ والسلام علیکم۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فَمَنْ عَرَضَ لَهُ قَضَاءٌ فَلْيَقْضِ فِيْهِ بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا قَضٰى بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُوْنَ، فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا قَضٰى بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ وَلَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُوْنَ، فَلْيَجْتَهِدْ رَأْيَهُ، وَلَا يَقُوْلُ إِنِّيْ أَخَافُ وَإِنِّيْ أَخَافُ، فَإِنَّ

Islam The Ward Religion

الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ، فَدَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلٰى مَا لَا يُرِيبُكَ (نسائی:5397)۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، هٰذَا الْحَدِيثُ جَيِّدٌ جَيِّدٌ جَيِّدٌ، ابو عبدالرحمن هو الامام النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کے سامنے مقدمہ پیش ہو تو وہ اس سے فیصلہ کرے جو اللہ کی کتاب میں ہے اور اگر اسکے پاس کوئی ایسا مسئلہ آ جائے جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو پھر وہ اسکے مطابق فیصلہ کرے جو اسکے نبی ﷺ نے فیصلہ کیا ہے۔ اگر اسکے پاس کوئی ایسا مسئلہ آ جائے جو اللہ کی کتاب میں بھی نہ ہو اور اسکے نبی ﷺ نے بھی اسکے بارے میں کوئی فیصلہ نہ دیا ہو تو اس کے مطابق فیصلہ کرے جو صالحین نے فیصلہ دیا ہے۔ اور اگر اس کے پاس کوئی ایسا مسئلہ آ جائے جو اللہ کی کتاب میں بھی نہ ہو اور اسکے نبی نے بھی اسکے بارے میں کوئی فیصلہ نہ دیا ہو اور صالحین نے بھی اسکے بارے میں کوئی فیصلہ نہ دیا ہو تو اب اپنی رائے سے اجتہاد کرے اور اس طرح نہ کہے کہ میں ڈرتا ہوں میں ڈرتا ہوں۔ بے شک حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں۔ پس مشکوک کو چھوڑ کر یقینی بات کو پکڑ لو۔ حضرت ابو عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بڑی زبردست چیز ہے، زبردست چیز ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا، اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ جو شاذ ہوا، وہ آگ میں گرا دیا گیا (ترمذی:2167)۔ صحیح

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلٰى ضَلَالَةٍ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْاِخْتِلَافَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ (ابن ماجہ:3950)۔ صحیح، ورواہ ابن ابی عاصم فی السنة :84 بسند ضعیف، ورواہ الحاکم عن ابن عمر (مستدرکِ حاکم:395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403)۔ اسنادہ حسن

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ جب تم اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ بڑے گروہ کے ساتھ ہو جاؤ۔

ہر فن کے ماہرین ہوتے ہیں

اجتہاد جاری ہے تو اختلاف ہوگا، اختلاف ہوگا تو تقلید ہوگی۔ جہاد میں امیر کی اطاعت ضروری ہے، حج کے لیے ایک کمانڈ ضروری ہے، تو پھر جہاد اور حج کے لیے بھی حکام کی تقلید کرنا ہوگی۔ بعض علوم فرض کفایہ ہیں ہر مسلمان پر فرض عین نہیں، ان میں بھی تقلید ضرور ہوگی۔

امت کی اکثریت تقلید کر رہی ہے۔ ان کا جہنمی ہونا سمجھ سے باہر ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس وقت امت چار اماموں کی تقلید پر متفق ہو چکی ہے (عقد الجید صفحہ 33)۔

اللہ کے وجود کا منکر کسی نہ کسی طرح اللہ کو مانتا ہے۔ مذہب کا منکر کسی نہ کسی طرح مذہب کو جانتا ہے، اسی طرح تقلید کا منکر بھی کسی نہ کسی طرح تقلید کو مانتا ہے۔

ہر فن کے ماہرین ہوتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے: عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْ بَكْرٍ، وَ اَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللهِ عُمَرُ، وَ اَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَ اَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْناً وَاِنَّ اَمِيْنَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ (ترمذی: 3791، السنن الکبریٰ للنسائی: 8242، مجمع الزوائد: 14918، 14919)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہے، اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے، سب سے زیادہ حیاء والا عثمان ہے، سب سے بڑا قاری ابی بن کعب ہے، میراث کا سب سے بڑا ماہر زید بن ثابت ہے، حلال اور حرام کا سب سے بڑا عالم معاذ بن جبل

Islam The World Religion

ہے،خبردار!ہرامت کاایک امین ہوتا ہے اوراس امت کاامین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔

عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْأَلَ عَنِ الْقُرْآنِ فَلْيَأْتِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ ، وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْأَلَ عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَلْيَأْتِ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ (مستدرک حاکم:5187)۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب میں فرمایا: جو شخص قرآن کے بارے میں پوچھنا چاہے وہ اُبی بن کعب کے پاس جائے۔ جو حلال اور حرام کے بارے میں پوچھنا چاہے وہ معاذ بن جبل کے پاس جائے۔

حضرت انس بن مالک سے کسی نے حج کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو مسئلہ بتادیا مگر ساتھ ہی فرمایا: اِفْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ جس طرح تیرے حکمران کررہے ہیں اسی طرح کرتا جا (بخاری:1653)۔

مدینہ والوں نے ابن عباس سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا جس نے طواف کر لیا اور حائضہ ہوگئی، فرمایا: تَنْفِرُ یعنی وہ گھر جاسکتی ہے۔لوگوں نے کہا: ہم زید کا قول چھوڑ کر آپ کے قول پر عمل نہیں کریں گے لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ (بخاری:1671)۔

اجتہاد کے لیے اہلیت ضروری ہے

اجتہاد کے لیے ضروری ہے کہ کسی مجتہد کا اجتہاد قرآن حدیث یا اجماع امت اور تسلیم شدہ سابقہ اجتہاد کے خلاف نہ ہو۔نااہل اگر اپنی رائے سے مسئلہ بتائے تو گناہگار ہوگا۔عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ (ترمذی:2952،ابوداود:3652)۔

جبکہ مجتہد غلطی بھی کرے تو اجر ملے گا۔عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ، فَاجْتَهَدَ وَأَصَابَ، فَلَهُ أَجْرَانِ، وَ إِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ وَأَخْطَأَ، فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ (بخاری:7352،

Islam The World Religion

مسلم:4487، ابوداؤد:3574،ابن ماجۃ:2314)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب حاکم نے فیصلہ دیا۔اس نے اجتہاد کیا اور درست اجتہاد کیا تو اسے دو اجر ملیں گے۔اور جب حاکم نے فیصلہ دیا۔اس نے اجتہاد کیا اور خطا ہوگئی تو اسے ایک اجر ملے گا۔

اجتہادی خطاء کی حقیقت

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ اجتہادی مسائل میں اللہ کی طرف سے حق متعین ہوتا ہے یا نہیں۔اشاعرہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجتہادی مسائل میں حق متعین نہیں ہوتا بلکہ مجتہد جس تحقیق کو حق سمجھے، اللہ کریم اسی کو حق تسلیم فرمالے گا۔اس لحاظ سے مجتہد صائب اور مجتہد خاطی دونوں حق پر ہوتے ہیں۔دوسری طرف ماتریدی علماء فرماتے ہیں کہ: اجتہادی مسائل میں اللہ کریم کی طرف سے حق متعین ہوتا ہے اور اجتہادی مسائل میں ایک طرف حق اور دوسری طرف خطاء ہوتی ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے: نبراس صفحہ 353۔

اسی بنیاد پر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: سب کے پاس تاویل موجود تھی اور سب حق پر تھے فَکُلٌّ ذَھَبَ اِلٰی تَاوِیْلٍ صَحِیْحٍ (الغنیۃ صفحہ 161)۔حضرت امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ دونوں طرف حق موجود تھا کُلُّھُمْ کَانُوْا عَلٰی حَقٍّ فِیْ اِجْتِھَادِھِمْ (کتاب الابانۃ صفحہ 122)۔

(16)۔دین یہی ٹھیک ہے۔متداول کتابیں ہی معتبر ہیں۔قادیانی، مستشرق، رافضی وغیرہ سب متداول کتب اور اجماع و جمہور سے باغی ہیں۔مسئلے کا اصل حل یہ ہے کہ:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: ذمہ دار حضرات پر سب سے پہلے نہایت ضروری ہے کہ علماء اہلِ سنت و جماعت شَکَرَ اللہُ سَعْیَہُمْ کی تحقیقات کے مطابق اپنے عقائد درست رکھیں۔کیونکہ عاقبت کی نجات انہی بزرگوں کی بے خطاء تحقیقات کی تابعداری پر موقوف ہے اور فرقہ ناجیہ بھی یہی لوگ اور انکے تابعدار لوگ ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انکے اصحابِ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے طریق پر

Islam: The World Religion

ہیں۔ان علوم سے جو کتاب وسنت سے حاصل ہوئے ہیں وہی معتبر ہیں جوان بزرگوں نے کتاب وسنت سے اخذ کیے ہیں اور سمجھے ہیں، کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ بھی اپنے فاسد عقائد کو کتاب وسنت سے ہی اخذ کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ پس ان کے اخذ کردہ معانی سے کسی معنی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے(مکتوباتِ امام ربانی مکتوب نمبر 193)۔

اس اصول سے بھاگنے والے لوگ:

(ا)۔اسلامی اصولوں سے جان چھڑا کر نئے اصول وضع کر کے دین کی شکل بگاڑنا چاہتے ہیں اور اپنے نئے اصولوں کا نام میزان رکھا ہے۔یہ لوگ مستشرقین کے پروردہ ہیں۔

(ب)۔سبیل المومنین اور ایمان کا پٹہ اپنی گردن سے اتار کر آزاد تحقیق کا جملہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے جس کی آڑ میں جس حدیث کو چاہیں یہ لوگ رد کر دیتے ہیں اور جسے چاہیں موضوع سے صحیح بنا ڈالتے ہیں، پھر اس کی من مانی شرح کرتے ہیں اور امت کے اجماع کو کچھ بھی نہیں سمجھتے، اس لیے کہ وہ ملحدین کی طرح آزاد ہیں۔یہ لوگ ایران کے کاشت کیے ہوئے پودے ہیں۔

(ج)۔اولیاء اور مجددین پر فرداً فرداً گرفت کرتے ہیں حالانکہ ان میں سے کسی کا کوئی تفرد اسلام میں حجت نہیں بلکہ ان کے اجماعی اور جمہوری فیصلے حجت ہیں۔

(3)۔ حدیث پاک میں ہے کہ: لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا وَبَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ یعنی تم پر ہر بعد میں آنے والا زمانہ پہلے سے زیادہ شر سے بھرا ہوگا(بخاری:۷۰۶۸،ترمذی:۲۲۰۶)۔

سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ (مشکوٰۃ:۱۹۳)۔

ترجمہ: تم میں سے جو بھی کسی کے طریقے پر چلنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ ان لوگوں کے راستے پر چلے جو وفات پا چکے ہیں، اس لیے کہ زندہ آدمی فتنے سے محفوظ نہیں ہوتا۔

اگلے لوگوں کا ادب واحترام بعد والوں پر لازم ہے۔بعد والوں کا اگلوں پر لعنت بھیجنا قیامت کی نشانی ہے(ترمذی:۲۲۱۱،مشکوٰۃ:۵۴۵۰)۔

★...★...★

Islam The World Religion

چھٹی فصل:

اہلِ سنت کی کتب کی اوّلیت

سنی کتب زمانے کے لحاظ سے مقدم ہیں اور یہ پہلی دوسری اور تیسری صدی میں مرتب ہو چکی تھیں۔ مثلاً:

* مؤطا امام مالک (متوفی ۱۷۹ھ)۔
مؤطا امام محمد (متوفی ۱۸۹ھ)۔
کتاب الآثار از امام ابو یوسف (متوفی ۱۸۲ھ)۔
کتاب الخراج از امام ابو یوسف (متوفی ۱۸۲ھ)۔
کتاب الآثار از امام محمد (متوفی ۱۸۹ھ)۔
مسند شافعی از امام شافعی (متوفی 204ھ)۔
المصنف از عبدالرزاق (متوفی 211ھ)۔
المصنف از ابن ابی شیبہ (متوفی 235ھ)۔
مسند امام احمد از امام احمد بن حنبل (متوفی 242ھ)۔

* اس پہلے دور کے بعد اہلِ سنت کی صحاح ستہ کی باری آتی ہے۔
امام بخاری (متوفی ۲۵۲ھ)۔ امام مسلم (متوفی ۲۶۱ھ)۔
امام ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ امام ابوداؤد (متوفی ۲۷۵ھ)۔
امام نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔ امام ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔

جبکہ رافضی کتب موخر ہیں جو چوتھی اور پانچویں صدی میں لکھی گئیں۔ ان کی کتاب اصول کافی کے صفحہ نمبر 2 پر لکھا ہے کہ امامِ عالی مقام نے فرمایا: دَعُوْا مَا وَافَقَ الْقَوْمَ فَاِنَّ الرُّشْدَ فِيْ خِلَافِهِمْ کہ جو حدیث اہل سنت کے موافق ہو اسے چھوڑ دو، بے شک ہدایت انکی مخالفت کرنے میں ہے۔

اصولِ کافی کی اس عبارت سے واضح ہوا کہ ان کی ساری کتابیں اہلِ سنت کی کتابوں کو

Islam The World Religion

دیکھ دیکھ کر ان کا الٹ بنا کر بعد میں لکھی گئی ہیں۔

ان کے مصنفین کی تاریخ ہائے وفات اس طرح ہیں، موازنہ کر لیجیے، سارا کھیل سمجھ میں آجائے گا۔

* الکافی	مصنفہ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی	متوفی ۳۲۹ ھجری۔
من لایحضرہ الفقیہ	مصنفہ ابوجعفر الصدوق قمی	متوفی ۳۸۱ ھجری۔
* الاستبصار	مصنفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی	متوفی ۴۶۰ ھجری۔
تہذیب الاحکام	مصنفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی	متوفی ۴۶۰ ھجری۔
نہج البلاغہ	مصنفہ شریف رضی	متوفی ۴۰۴ ھجری۔

ایک نہایت اہم بات یہ بھی ہے کہ اہل سنت کی تمام کتب سند کے ساتھ لکھی گئی ہیں جبکہ نہج البلاغہ میں سند سرے سے موجود ہی نہیں، اس کے مصنف کا نام شریف رضی ہے جو 404 ہجری میں فوت ہوئے، یہ ہے نہج البلاغہ کی حقیقت۔

اس کے علاوہ چونکہ تقیّہ اس مذہب کی بنیادی تعلیم ہے لہٰذا باتوں کو اماموں کی طرف منسوب کر دینا ان کے لیے کوئی بڑی بات نہ تھی بلکہ عین عبادت تھی۔

★...★...★

Islam The World Religion

ساتویں فصل:

کچھ اصولی غلطیوں کی اصلاح

سیاق وسباق کا لحاظ ضروری ہے

(1)۔ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی ہی ان کا مسیح تھا اور وہی امام مہدی۔ اپنے اس عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے یہ حدیث پڑھتے ہیں: لَا مَهْدِيَ اِلَّا عِيْسٰى یعنی کوئی مہدی نہیں سوائے عیسیٰ کے۔ حالانکہ یہ پوری حدیث اس طرح ہے: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ یعنی قیامت شریر ترین لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ بن مریم کے سواء کوئی ہدایت پر نہیں ہوگا (ابنِ ماجہ:۴۰۳۹)۔ پوری حدیث سے واضح ہوا کہ یہاں مہدی بمعنی امام مہدی نہیں بلکہ یہ لفظ اپنے لفظی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی مہدی بمعنی ہدایت یافتہ۔

(2)۔ یہی حال روافض کا ہے: آیتِ تطہیر یعنی: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ (الاحزاب:33) اپنے سیاق کی روشنی میں کیا بتاتی ہے؟ آیتِ محصنات یعنی: وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (النساء:24)۔ کا سیاق کیا بتاتا ہے؟ آیتِ بنات یعنی: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الاحزاب:59) کا سیاق کیا سمجھاتا ہے؟ طلباء خود جستجو فرمائیں۔

(3)۔ تفضیلیوں کی ایک خیانت اچھی طرح یاد رکھ لیں کہ جن کتابوں میں مسئلہ تفضیل کو اختلافی لکھا گیا ہے وہاں سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ کے درمیان تفضیل بیان ہو رہی ہوتی ہے اور تفضیلی بددیانت اسے شیخین پر فٹ کر دیتے ہیں۔

مثلاً تفضیلی لوگ امام دارقطنی کا قول پیش کرتے ہیں کہ: حضرت علی کی تفضیل رفض نہیں ہے اور نہ ہی بدعت ہے بلکہ صحابہ اور تابعین میں سے کافی لوگ اس طرف گئے ہیں۔

حالانکہ امام دارقطنی کا مکمل قول اس طرح ہے کہ مجھ سے عثمان اور علی کے درمیان

Islam The World Religion

افضلیت کا سوال پوچھا گیا تو میں نے یہ جواب دیا تھا، مگر جمہور امت حضرت عثمان کو افضل سمجھتے ہیں۔اور جہاں تک ابوبکر و عمر کا تعلق ہے تو ان کے افضل ہونے میں تو شک ہی نہیں، بلکہ جو ابوبکر و عمر کی افضلیت کی مخالفت کرے گا وہ پکا رافضی ہے(سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۱۰۴۴)۔اصل عبارت یوں ہے: وَالْاَفْضَلُ مِنْهُمَا بِلَا شَكٍّ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ ،مَنْ خَالَفَ فِيْ ذَا فَهُوَ شِيْعِيٌّ جَلْدٌ۔

(4)۔ یہ لوگ افضلیتِ شیخین کے موضوع پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب تکمیل الایمان کی عبارت میں اور ایمانِ ابی طالب کے موضوع پر مدارج النبوۃ کی عبارت میں بھی بالکل اسی طرح کی ڈنڈی مارتے ہیں۔ دیگر علماء کی عبارات میں بھی باقاعدہ بے ایمانی کرتے ہیں۔

(5)۔ روافض کا سوال تھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صدقات تقسیم کرنے میں مہاجرین کو انصار پر فضیلت کیوں دی؟ حضرت میر سید شریف جرجانی نے اس کا جواب دیا ہے کہ :اس تفضیل کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اجتہادی تھا: مَسْئَلَةٌ اِجْتِهَادِيَّةٌ۔مگر رافضیوں کے ایک "ریسرچ سکالر" نے اس خاص تفضیل کو ابوبکر و عمر کی افضلیت والا مسئلہ بنا ڈالا۔مسلمانو یاد رکھو! روافض اور خصوصاً ان ریسرچ سکالروں کی ہر بات کا جواب سوال کے اندر یا آگے یا پیچھے موجود ہوتا ہے۔ان کی ساری زندگی کی محنت کو برباد کرنے کے لیے یہی ایک اصول بہت ہے۔

(6)۔ روافض نے ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک قول تیار کیا ہے کہ: ہم کہتے تھے کہ اہلِ مدینہ میں سب سے افضل علی بن ابی طالب ہیں۔لیکن ابنِ مسعود کا صحیح قول یہ ہے کہ: ہم کہتے تھے کہ اہلِ مدینہ میں سب سے اقضیٰ علی بن ابی طالب ہیں(مستدرکِ حاکم: 4714)۔ کاتب نے اقضیٰ کی جگہ افضل لکھ دیا۔

ابن عبدالبر لکھتے ہیں: وَهٰذَا عِنْدِي حيث فِيهِ تَصْحِيفٌ مِمَّنْ رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ هَكَذَا،وَإِنَّمَا الْمَحْفُوظُ فِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَقْضَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ یعنی میرے نزدیک اس میں کتابت کی غلطی ہے، اصل محفوظ لفظ افضل نہیں بلکہ اقضیٰ ہے(الاستذکار جلد 5 صفحہ 194)۔

Islam The World Religion

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا کر یمن بھیجا تو ان کی درخواست پر انہیں اچھے فیصلے کرنے کی دعا دی تھی (ابوداؤد: 3582، ترمذی: 1331، مسند احمد: 638)۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: هُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّ ذٰلِكَ قَالَهٗ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ بَعْدَ قَتْلِ عُمَرَ یعنی یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ ابن مسعود نے یہ بات عمر فاروق کی شہادت کے بعد فرمائی (فتح الباری ۷/ ۶۸)۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ خود دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ: اِجْعَلُوْا اِمَامَكُمْ خَيْرَكُمْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَ اِمَامَنَا خَيْرَنَا بَعْدَهٗ یعنی سب سے افضل آدمی کو اپنا امام بناؤ، بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد ہم میں سے افضل کو ہمارا امام بنایا تھا (الاستیعاب صفحہ 433)۔

اگر بالفرض یہ قول درست بھی ہو تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں بیٹھ کر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانے کے بعد فرمایا کہ ہم کہتے تھے کہ اہلِ مدینہ میں سب سے افضل علی بن ابی طالب ہیں۔ یہ بہترین تطبیق ہوگی۔ اس لیے کہ ابن مسعود کے اس قول میں زمانے کی کوئی تصریح نہیں، جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِاَبِيْ بَكْرٍ اَحَدًا ، ثُمَّ عُمَرَ ، ثُمَّ عُثْمَانَ ، ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ (بخاری: 3697، ابوداؤد: 4627)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ابوبکر کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، پھر عمر، پھر عثمان، پھر ہم نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے، ان کے درمیان افضلیت نہیں دیتے تھے۔

اس قول میں زمانۂ نبوی کی تصریح موجود ہے۔ یہ الفاظ بھی ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں کہا کرتے تھے (ابوداود: 4628، ترمذی: 3707)۔ یہ الفاظ بھی ہیں کہ: یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی تھی تو آپ ﷺ انکار نہیں فرماتے تھے (مسند ابویعلی: 5597، المعجم الکبیر للطبرانی: 12953، المعجم الاوسط: 8702)۔

Islam The World Religion

(7)۔ ایک مصنف نے مسئلہ ابو طالب پر روح المعانی کے حوالے سے لکھا ہے: یہ مسئلہ اختلافی ہے۔حالانکہ اس کے فوراً بعد سید آلوسی فرماتے ہیں: شیعہ سنی کے درمیان (یعنی یہ مسئلہ شیعہ سنی کے درمیان اختلافی ہے نہ کہ اہل سنت کے درمیان) فَقَدْ ذَهَبَ شِيْعَةٌ وَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ مُفَسِّرِيْهِمْ اِلٰى اِسْلَامِهٖ۔اور اس عبارت کے اوپر لکھا یہ ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ : (اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ) الخ نَزَلَتْ فِيْ اَبِيْ طَالِبٍ ، اَلَحَّ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُّسْلِمَ فَاَبٰى. فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ (روح المعانی20/222)۔ علماء کرام روح المعانی کا یہ مقام خود ضرور دیکھیں،انشاءاللہ آپ آٹھ آٹھ آنسو روئیں گے۔

محکمات پر اعتماد ضروری ہے

(1)۔ محکمات کو متشابہات پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔قطعی اور صریح دلائل کے مقابلے پر خود ساختہ ظنی اشارے اور ہیرا پھیریاں،ضعیف اور موضوع احادیث،اجماعِ امت کا انکار اور تاریخی خرافات پر اعتماد کرنا الحاد ہے اور دین کے اصولوں سے انحراف ہے۔

پادری فانڈر نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تصریح کے باوجود بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے تین خدا ثابت کرنے کی کوشش کی۔مرزا قادیانی کو آیت خاتم النبیین نظر نہیں آئی اور اس نے اس کے مقابلے پر درودِ ابراہیمی وغیرہ سے نبوت کا اجراء ثابت کرنا چاہا۔

(2)۔ کچھ لوگوں کے باطل عقائد اور نفسانی خواہش کے خلاف جب کوئی حدیث آتی ہے تو یہ لوگ اسکے راوی کو برا کہنے لگتے ہیں،مثلاً حیات مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیثیں روایت کیں تو مرزا قادیانی حضرت ابو ہریرہ کے خلاف بول اٹھا (روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 169)۔اسی طرح افضلیت شیخین کا منکر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے خلاف بولتا ہے۔جدید رافضی (اندر سے معتزلہ) امام بخاری کے خلاف بولتا ہے۔

(3)۔ تاریخ پر عقائد کی بنیاد رکھنا غلط ہے۔تاریخ میں صحابہ اور اہل بیت سب کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔مثلاً یہ جھوٹ بھی لکھا ہے کہ سب وشتم کا آغاز سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کیا اور بعد میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے (نور الابصار فی مناقب آل النبی المختار صفحہ 152)۔

Islam: The World Religion

شہادتِ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے تاریخ کی کتابوں میں صحابہ اور اہل بیت سب کے خلاف خرافات موجود ہیں۔

کفر کا مقابلہ کرنے کے لیے سنی ہونا ضروری ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہِ کرام کو برا کہنا، قرآن میں تحریف یا بے ترتیبی کا عقیدہ رکھنا، سرِ عام ماتم کر کے ہر سال دینِ اسلام کا حلیہ بگاڑ کر پیش کرنا، یہ سب باتیں اسلام کی بدنامی کا سبب ہیں۔ اسلام کا دفاع اور کفر کا مقابلہ کرنے کے لیے سنی ہونا پڑتا ہے۔

بدگمانی مت کرو

ہمیں بدگمانی سے بچنے کا حکم ہے اور حسنِ ظن سے کام لینے کا حکم ہے۔ جبکہ بعض لوگ کفر کا فتویٰ لگانے میں جلدی کرتے ہیں اور صحت کا پہلو تلاش کرنے کی بجائے کھوج لگا لگا کر منفی پہلو تلاش کرتے ہیں، یہ اس دور کے بدبخت لوگ ہیں۔ روافض نے صحابہ کرام کے بارے میں یہی حرکت کی ہے۔ اسی ذہن والوں نے نبیوں میں عیب ڈھونڈ لیے ہیں۔

ہر مسلمان کے اسلام لانے سے پہلے کی خطائیں معاف ہیں، انہیں دہرانا اور ان پر گرفت کرنا اسلام کے خلاف سازش ہے۔ جیسے جنگِ بدر میں حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب اور حضرت عقیل کفار کے ساتھ تھے (بخاری:2537، و ترجمۃ الباب)۔

بے اعتدالیاں

(1)۔ سادات ہر فرقے میں موجود ہیں۔ شیعہ، دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث، منکرینِ حدیث، حتیٰ کہ قادیانیوں میں بھی سادات ہونے کے دعویدار موجود ہیں، مرزا کی ساری کتابیں چھاپنے والے کا نام سید عبدالحی ہے۔ لہٰذا سید ہونے سے اہلِ حق ہونا لازم نہیں آتا۔ سید اگر رافضی ہو اسے باواجی کہا جائے لیکن سید اگر وہابی ہو تو اسے بے ایمان کہا جائے، اس کے سید ہونے کا لحاظ اور ادب سب ختم! ہمیں اس فرق پر ضرور سوچنا ہوگا۔

(2)۔ کچھ دوستوں نے علامہ ابو الشکور سالمی رحمہ اللہ کی کتاب التمہید کو نصاب میں شامل

Islam The World Religion

کرنے پر زور دیا، بہت اچھی بات ہے۔لیکن اس کتاب کو نصاب میں شامل کرنا اندر سے کمزور ساتھیوں کے لیے بہت مشکل ہے، اس لیے کہ اس کتاب میں لکھا ہے کہ:

اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی ہیں رضی اللہ عنہم۔ اور اہل سنت کی پہچان یہ ہے کہ ابوبکر وعمر کو افضل مانا جائے اور عثمان وعلی سے محبت کی جائے (التمہید صفحہ 165)۔اس امت میں بڑے عالم ابوبکر صدیق ہیں اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اَعلم کہنا رافضیوں کا عقیدہ ہے (التمہید صفحہ 182)۔سیدنا علی المرتضیٰ کے ساتھ شیخین کی نسبت زیادہ محبت کرنا بدعت اور فسق ہے (التمہید صفحہ 182)۔سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے افضل سمجھنا رافضیت ہے (التمہید صفحہ 166)۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کا حق حاصل تھا، اور ان پر لعن طعن کرنا جائز نہیں (التمہید صفحہ 168)۔سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلافت نہیں سونپی تھی (التمہید صفحہ 169)۔

★...★...★

Islam The World Religion

دوسرا باب:

اجزائے ایمان

Islam The World Religion

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیۡدًا (النسآء:۱۳۶)۔

ترجمہ: اور جو کفر کرے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اسکے رسولوں اور روز قیامت کا تو بے شک وہ گمراہ ہو کر حق سے بہت دور جا پڑا۔

اِنَّا کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰہُ بِقَدَرٍ (القمر:49)۔

ترجمہ: ہم نے ہر چیز کو ناپ تول کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

یہ چھ چیزیں ضروریات اسلام ہیں: توحید پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، قیامت پر ایمان اور تقدیر پر ایمان۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ان شاء اللہ ان چھ چیزوں کو چھ فصلوں میں بیان کیا جائے گا۔

★...★...★

پہلی فصل:

اللہ تعالیٰ کی توحید

انسان کے لیے سب سے پہلے یہ جاننا اور اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے: فَاعۡلَمۡ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (محمد:19)۔

ترجمہ: جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور فرماتا ہے: فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ مَوۡلٰىکُمۡ ؕ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ (الانفال:40)۔

ترجمہ: جان لو کہ اللہ تمہارا والی ہے جو خوب حمایتی اور خوب مددگار ہے۔

ان آیتوں میں فَاعۡلَمۡ اور فَاعۡلَمُوۡۤا کے حکم سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت تصدیق قلبی انسان پر واجب ہے۔ اور فرماتا ہے: قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا یعنی کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر بھی ایمان لائے (البقرة:136)۔

Islam The World Religion

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان کا زبانی اقرار بھی ضروری ہے۔ یہ ہے: اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ۔

علم کی اہمیت

پوری دنیا میں علم پر سب سے زیادہ زور اسلام نے دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں بھی علم شامل ہے۔ علم کے منکرین سے ہم پوچھتے ہیں کہ: کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ علم کوئی چیز نہیں؟ اگر آپ کہیں کہ ہمیں علم ہے کہ علم کوئی چیز نہیں، تو آپ نے خود علم کے وجود کا اقرار کرلیا۔ اگر آپ کہیں کہ ہمیں کچھ علم نہیں کہ علم کوئی چیز نہیں، تو آپ نے اپنے عقیدے کی بنیاد جہالت پر رکھ دی ہے۔ اگر کہا جائے کہ ہر لفظ کا ایک مدلول ہے، پھر اس مدلول کا بھی کوئی مدلول ہے، اس طرح یہ تسلسل بتا تا ہے کہ علم کا وجود ہی نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے خود تسلسل کو تسلیم کرلیا ہے جو محال ہے، لہٰذا ہر لفظ کا مدلولِ اوّل ہی اس کا علم ہے۔

اسلام کے بنیادی علوم قرآن، سنت اور مغازی ہیں۔ باقی مضامین کو ضرورتاً اور ردِعمل کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانے کی خرابیوں کی اصلاح کے لیے ان تینوں موضوعات پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔ اب ہم اسلامی عقائد کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

یہ کائنات مخلوق ہے

اس کائنات کی تمام چیزوں میں سے کسی چیز کا متحرک ہونا اس چیز کے حادث یعنی پیدا کی گئی چیز ہونے کا ثبوت ہے، اس لیے کہ جو چیز حرکت کرتی ہے وہ ایک جگہ کو خالی کر کے اس جگہ پر چلی جاتی ہے جہاں وہ پہلے نہیں تھی، یہ انتقال اس چیز کے قدیم نہ ہونے کا ثبوت ہے۔ اسی طرح کسی چیز کا گھٹنا یا بڑھنا بھی اس کے حادث ہونے کا ثبوت ہے۔ کسی چیز کا مرکب ہونا یعنی کئی اجزاء سے مل کر بننا بھی اس کے حادث ہونے کا ثبوت ہے۔ کسی چھوٹی چیز کا کسی بڑی چیز کا جزو ہونا بھی اس کے حادث ہونے کا ثبوت ہے۔ کسی چیز کا نگاہ کے احاطے میں آ جانا اور اس کی اطراف (Dimentions) کا موجود ہونا بھی اس کے حادث ہونے کا ثبوت ہے۔ کسی چیز کا اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لیے کسی دوسری چیز کا محتاج ہونا بھی اس کے حادث ہونے کا ثبوت

Islam The World Religion

ہے جیسے پھول کی خوشبو اپنے وجود کے لیے پھول کی محتاج ہے۔

اس کائنات کا کوئی خالق ضرور ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ‌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ، اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِىۡ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِمَا يَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآ بَّةٍ وَّتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ (البقرۃ:163، 164)۔

ترجمہ: تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، اس کے سواء کوئی عبادت کا حق دار نہیں، اور وہ نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔ جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لیے آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات اور دن کے ایک دوسرے کے بعد آنے میں، ان کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں، بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں بے شمار نشانیاں ہیں۔

اس آیت میں چھ (6) چیزیں ارشاد فرمائی گئی ہیں: (1)۔آسمان و زمین کی تخلیق: اس میں سورج چاند ستارے کی پوجا اور دھرتی ماتا جیسے عقائد کی نفی کی گئی ہے۔ (2)۔رات دن کا آنا جانا: اس میں زمانے کو خدا ماننے کی نفی کی گئی ہے۔ (3)۔سمندر میں جہازوں کا چلنا: اس میں ہر نئی اور عجیب چیز کو خدا بنا لینے کی نفی کی گئی ہے۔ (4)۔آسمان سے پانی کا اترنا اور اس کے ذریعے سے زمین کا زرخیز ہونا اور جانوروں کا پلنا: اس میں سبب اور مسبب میں فرق سمجھایا گیا ہے (5)۔ہواؤں کا چلنا: اس میں ہوا سے لی جانے والی بے شمار خدمات کی طرف اشارہ ہے۔ (6)۔آسمان اور زمین کے درمیان بادلوں کا پابند ہونا: اس میں بادلوں کی تخلیق و ساخت، ان کا وزن، ان کا دوڑنا، گرجنا، برسنا، برق، ژالہ باری، ان کا سایہ بتا کر اپنی قدرت کے گہرے شاہکار

Islam The World Religion

سمجھائے گئے ہیں۔لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ میں مصنوع سے صانع پر استدلال سمجھایا گیا ہے اور خصوصاً یَعْقِلُوْنَ کے لفظ میں عقلی استدلال کے شائقین کو متوجہ کیا گیا ہے۔اگر ان چیزوں کے خالق کا بھی کوئی خالق ہو تو پھر اس کا بھی کوئی خالق ماننا پڑے گا اور اس سے تسلسل لازم آئے گا جو کہ محال ہے۔اگر متعدد خالق مانے جائیں تو ان کا اختلاف اور ان کا اتحاد دونوں فساد برپا کریں گے۔اگر ایک خالق دوسرے خالق کو موقع دے تو اس طرح ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی۔

اللہ تعالیٰ کے وجود پر اس طرح کی بہت سی آیات موجود ہیں، مثلاً:(یونس: 101، الاعراف:185، الانعام:79، الذاریات:21، نوح:14)۔

اللہ ایک ہے

قرآن میں دو خداؤں کی نفی کی گئی ہے:لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ (النحل:۵۱)۔ تین خداؤں کی بھی نفی کی گئی ہے:لَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَةٌ (النسآء:۱۷۱)۔بہت سارے خداؤں کی بھی نفی کی گئی ہے:لَوْ كَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ (الانبیاء:۲۲)۔گویا بالترتیب تثنیہ، تین اور کثیر کی نفی اور پھر فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ کے الفاظ سے شرک فی الصفات کی بھی نفی کر دی گئی ہے۔

ایک جگہ مزید وضاحت کے ساتھ فرمایا: مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ (المومنون:91)۔

ترجمہ: نہ تو اللہ نے اپنا کوئی بیٹا بنایا ہے، اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا، اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتے۔پاک ہے اللہ ان صفات سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

اللہ کریم کی صفات میں شرک کے خلاف چند آیات

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآىِٕهٖ ؕ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (الاعراف:180)۔

ترجمہ: اور حسین نام اللہ ہی کے ہیں، تو اس کو انہی ناموں سے پکارو۔ اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں۔ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں، اس کا بدلہ انہیں دیا جائے گا۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (الاسراء:110)۔

ترجمہ: کہہ دو کہ: چاہے تم اللہ کو پکارو، یا رحمن کو پکارو، جس نام سے بھی پکارو گے، سب اسی کے بہترین نام ہیں۔ اور تم اپنی نماز نہ بہت اونچی آواز سے پڑھو، اور نہ بہت پست آواز سے، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقہ اختیار کرو۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ، هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الحشر:22،23،24)۔

ترجمہ: وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ چھپی اور کھلی ہر بات کو جاننے والا ہے۔ وہی ہے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے۔ وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو بادشاہ ہے، مقدس ہے، سلامتی دینے والا ہے، امن بخشنے والا ہے، سب کا نگہبان ہے، غالب ہے، ہر کمی پوری کرنے والا ہے، تکبر کا مستحق ہے۔ پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ اللہ وہی ہے جو پیدا کرنے والا ہے، وجود میں لانے والا ہے، صورت بنانے والا ہے، اسی کے سب سے اچھے نام ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں وہ اس کی تسبیح کرتی ہیں، اور وہی غالب ہے، حکمت والا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ یعنی کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے (الشوریٰ:11)۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (بخاری:2736)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو جس نے انہیں یاد کرلیا وہ جنت میں داخل ہوا۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار واقع نہیں

انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے مگر اس کا وقوع دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں ہوگا۔ اللہ کریم فرماتا ہے: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ یعنی آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں (الانعام: 103)۔ نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات اللہ کریم کو دیکھا ہے، یہ نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ یعنی اس کا حجاب نور ہے، اگر وہ اسے کھول دے تو اس کی ذات کے انوار حدِ نگاہ تک مخلوق کو جلا دیں (مسلم: 179)۔

اسی پر تمام علماء و صوفیاء کا اجماع ہے: قَدْ أَطْبَقَ الْمَشَائِخُ كُلُّهُمْ عَلَى تَضْلِيلِ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ وَتَكْذِيبِ مَنِ ادَّعَاهُ یعنی تمام صوفیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جس نے اللہ کو دیکھنے کا قول کیا اور ایسا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے (التعرف لمذہب اہل التصوف صفحہ 48)۔

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ لکھتے ہیں: فِي الدُّنْيَا بِقُلُوبِهِمْ وَفِي الْآخِرَةِ بِأَجْسَادِهِمْ یعنی دنیا میں دل کی آنکھوں سے اور آخرت میں جسمانی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا جائے گا (فتوح الغیب مقالہ نمبر 45)۔

لیکن قیامت کے بعد ضرور دیدار ہوگا، اللہ کریم فرماتا ہے: وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ، إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ یعنی قیامت کے دن کچھ چہرے ہرے بھرے ہوں گے، اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے (القیامۃ: 22،23)۔

معتزلہ قیامت کے دن اللہ کو دیکھنے کے منکر ہیں اور اس آیت میں نظر سے مراد نظر انتظار لیتے ہیں۔ لیکن اِلیٰ کے حرف سے ظاہر ہے کہ یہاں نظر سے مراد انتظار نہیں ہے بلکہ نظارہ کرنا مراد ہے۔ نیز ایسا مسلسل انتظار ایک سزا ہے جو مقام مدح پر مراد نہیں ہوسکتا۔ نیز اللہ کریم فرماتا ہے: كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ یعنی ہرگز نہیں! حقیقت یہ ہے کہ

Islam The World Religion

کافرلوگ اس دن اپنے پروردگار کے دیدار سے محروم ہوں گے (المطففین :15)۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أُنَاسًا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَعَمْ، هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيرَةِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ، قَالُوا: لَا، قَالَ وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا (بخاری:4581،مسلم:454)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، کیا تم دوپہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں تکلیف محسوس کرتے ہو، جب اس میں بادل نہ ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم چودھویں رات میں چاند کو دیکھنے میں تکلیف محسوس کرتے ہو، جب اس میں بادل نہ ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے دن اللہ عزوجل کو دیکھنے میں صرف اتنی تکلیف محسوس کرو گے جتنی ان دونوں میں سے ایک کو دیکھنے میں محسوس کرتے ہو۔

★...★...★

Islam The World Religion

دوسری فصل:

فرشتوں پر ایمان

(1)۔ فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں، انکے وجود کا انکار کفر ہے اور ان کا ذکر حقارت سے کرنا کفر ہے: بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ (الانبیاء:26)۔اسی لیے حضرت جبریل علیہ السلام کو درزی یا کمی کہنا کفر ہے۔

(2)۔ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول فرشتے ہیں، انہوں نے ہی قرآن مجید اللہ کریم سے لیا اور نبی کریم ﷺ تک پہنچایا۔تمام فرشتے معصوم ہوتے ہیں: لَا يَسۡبِقُوۡنَهٗ بِالۡقَوۡلِ وَهُمۡ بِاَمۡرِهٖ يَعۡمَلُوۡنَ (الانبیاء:27)۔

(3)۔ جبکہ نبیوں اور رسولوں کے سواء کوئی انسان معصوم نہیں۔جمہور مسلمانوں کے نزدیک سیدنا جبریل علیہ السلام ایک لحاظ سے (مِنۡ وَجۡهٍ) نبی کریم ﷺ کے اُستاد ہیں۔کسی صحابی کو سیدنا جبریل علیہ السلام کا استاد کہنا بدترین قسم کا کفر ہے اور اسلام اور ختم نبوت کے خلاف ہے۔

★...★...★

تیسری فصل:

قرآن پر ایمان

قرآن اللہ کا کلام ہے اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے: قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا (بنی اسرائیل:88)۔

ترجمہ: کہہ دو کہ: اگر تمام انسان اور جنات اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا کلام بنا کر لے آئیں، تب بھی وہ اس جیسا نہیں لا سکیں گے، چاہے وہ ایک دوسرے کی مدد کر لیں۔

عَنۡ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ : مَا مِنَ الۡاَنۡبِيَاءِ مِنۡ نَبِيٍّ اِلَّا قَدۡ اُعۡطِيَ مِنَ الۡاٰيَاتِ مَا مِثۡلُهٗ اٰمَنَ عَلَيۡهِ الۡبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ

Islam The World Religion

الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَی اللّٰہُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَھُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (بخاری 4981، مسلم:385)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء میں کوئی نبی ایسا نہیں جسے معجزات نہ دیے گئے ہوں، انہی معجزات کے حساب سے لوگ اس پر ایمان لائے۔ جو چیز مجھے بطور معجزہ عطا ہوئی ہے وہ اللہ کی طرف سے آنے والی وحی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے پیروکاران سب سے زیادہ ہوں گے۔

قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا ہے: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر:9)۔

قرآن مجید کی ترتیب کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا ہے: إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (القیامۃ:17)۔ قرآن کی ترتیب کی صحت کا منکر قرآن کی حفاظت کا ہی منکر ہے، صرف انکار کرنے کی شرارت جداگانہ ہے۔

اللہ کا کلام مخلوق نہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے: إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (النحل:40)۔ اگر کلام اللہ مخلوق ہو تو اللہ تعالیٰ کا اپنے قول کو کُنْ کہنا لازم آئے گا۔

ثانیاً: قرآن میں اللہ کے امر اور نہی موجود ہیں، جبکہ اللہ کریم خلق اور امر میں مغائرت رکھتے ہوئے فرماتا ہے: أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (الاعراف:54)۔

ثالثاً: اللہ تعالیٰ قرآن کے لیے تعلیم اور انسان کے لیے تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: الرَّحْمٰنُ، عَلَّمَ الْقُرْآنَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ (الرحمٰن:1 تا 3)۔

رابعاً: عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: مَنْ قَالَ: اَلْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ فَهُوَ عِنْدَنَا كَافِرٌ، لِأَنَّ الْقُرْآنَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَفِيهِ أَسْمَاءُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (السنۃ:1)۔

ترجمہ: حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: جس نے کہا کہ قرآن مخلوق ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے، اس لیے کہ قرآن اللہ عزوجل کا علم ہے، اور اس میں اللہ عزوجل کے اسماء ہیں۔

Islam The World Religion

چوتھی فصل:

نبوت پر ایمان

ضرورتِ قانون اور ضرورتِ نبوت

دنیا کا کوئی انسان خواہ کسی ملک میں رہتا ہو، ملکی قانون کا پابند ہونا اس کی مجبوری ہے۔تو پھر کیوں نہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا قانون مان لیا جائے، اسی قانون کو شریعت کہتے ہیں۔

جس طرح ہر مشینری کے ساتھ اس مشینری کو چلانے کے لیے تحریری طور پر ایک لائحہِ عمل (Technical Manual) دیا گیا ہوتا ہے، اسی طرح انسان کو پیدا کرنے والے نے بھی ایک لائحہِ عمل عطا فرمایا ہے، اسی کا نام شریعت ہے۔اور جس طرح کسی مشینری کے ساتھ اسے سکھانے والا عملہ بھیجا جاتا ہے، اسی طرح انسانی شریعت کے ساتھ عملی نمونہ کے طور پر انبیاء علیہم السلام کو بھیجا جاتا ہے۔

ان انبیاء علیہم السلام کی ذمہ داری ہے کہ قانون کی وضاحت فرمائیں اور اپنے لائے ہوئے قانون پر عمل (Demonstrate) کر کے دکھائیں۔اللہ کریم فرماتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں عملی نمونہ موجود ہے(الاحزاب:۲۱)۔

انبیاء علیہم السلام کے معجزات

اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی صداقت کے ثبوت کے طور پر انہیں معجزات عطا فرماتا رہا۔ معجزات انسانی سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں اسی لیے وہ انسانوں کو عاجز کر ڈالنے کی وجہ سے معجزات کہلاتے ہیں۔معجزات مشکل اور بعید از عقل ہوتے ہیں لیکن محال اور خلافِ عقل نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی علمِ غیب اس کے بتائے بغیر نہیں جان سکتا اور اپنے رسولوں کو غیب پر مطلع کرتا ہے، فرماتا ہے: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن:27،26)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: وہ عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی ایک کو بھی آگاہ نہیں کرتا، سوائے اسکے کہ وہ بطور رسول کسی پر راضی ہو۔

اور فرماتا ہے: ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهِ اِلَيۡكَ (آل عمران:44)۔

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَخْطَبِ الْاَنْصَارِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا، حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّہْرُ، فَنَزَلَ فَصَلّٰی، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا، حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا ھُوَ کَائِنٌ، فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا (مسلم:7267)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عمرو ابن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی اور منبر پر تشریف لے گئے، ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا، آپ منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے، پھر ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت آ گیا، پھر منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، پس آپ نے ہمیں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا۔ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے وہ خطبہ زیادہ سے زیادہ یاد رکھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے شواہد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی محمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ محمد کا معنی ہے تعریف کیا گیا، دنیا میں ایسا خوبصورت نام کسی مذہبی پیشوا کا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب کا نام قرآن ہے، قرآن کا معنی ہے پڑھی جانے والی کتاب، دنیا میں کسی کتاب کا نام اتنا خوبصورت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا نام اسلام ہے، اسلام کا معنی ہے سلامتی میں آنا، پوری دنیا میں اتنا خوبصورت اور وسیع نام کسی مذہب کا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کا نام مکہ ہے، مکہ کا معنی ہے وسط اور مرکز، ایسا خوب صورت نام دنیا میں کسی شہر کا نہیں۔ پوری دنیا کے رسول کے لیے یہی مرکزی

Islam The World Religion

شہر مناسب ترین تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کے دوست، زوجہ مطہرہ، چچا کے بیٹے اور گھر کے خادم علیہم الرضوان کا سب سے پہلے ایمان لانا نہایت عظیم شواہدِ نبوت ہیں۔

اتنی عظیم مانتا کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا الوہیت کا دعویٰ نہ کرنا، کسی سے خود کو سجدہ نہ کروانا، خود کو عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ کہنا، اور ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا (بخاری قبل حدیث 634، مسلم: 826) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاص کا ثبوت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دولت جمع نہ کرنا بلکہ اللہ سے رزقِ گزارا مانگنا (بخاری: 6460)، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کا تقسیم نہ ہونا حتیٰ کہ ازواجِ مطہرات کو بھی میراث نہ ملنا (بخاری: 6730، مسلم: 4579)، صدقات نہ کھانا (بخاری: 1491، مسلم: 2473)۔ یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور شفافیت کے ثبوت ہیں۔

روم کے بادشاہ ہرقل نے حضرت ابوسفیان سے دس سوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھے تھے، جن میں سے ہر سوال کا جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں تھا۔ ہرقل نے یہ بھی پوچھا تھا کہ کیا انہوں نے کبھی جھوٹ بھی بولا ہے؟ حضرت ابوسفیان نے کہا: نہیں۔ ہرقل نے کہا: جو بندوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ اللہ پر جھوٹ کیسے باندھ سکتا ہے (بخاری: 7)۔

قرآن مجید اپنی فصاحت کے حوالے سے چیلنج دیتا ہے کہ: اگر تمہیں قرآن میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورۃ بنا کر لے آؤ: فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ (البقرۃ:24)۔

قرآن شریف کی پیش گوئیاں سو فیصد درست ثابت ہوئیں، مثلاً: الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۙ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ یعنی قریبی علاقے میں روم مغلوب ہوا، اور یہ لوگ مغلوب ہونے کے بعد جلد ہی غالب آئیں گے (الروم: 1 تا 3)۔

قرآن مجید کی یہ پیش گوئی درست ثابت ہوئی اور واقعی چند سالوں میں روم والے ایرانیوں پر غالب آگئے۔ نیز وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جیسے جیسے سائنس ترقی کر رہی ہے، قرآن کی باتیں درست ثابت ہو رہی ہیں۔

اللہ جل شانہ نے قرآن مجید کو کمالات کا جامع قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: أَوَلَمۡ

Islam The World Religion

يَكْفِهِمْ أَنَّآ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ یعنی کیا ان لوگوں کے لیے اتنا کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر بے مثال کتاب اتاری جو ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے، بلاشبہ اس کتاب میں رحمت ہے اور ایمان والے لوگوں کے لیے نصیحت ہے (العنکبوت:51)۔

نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی کثرت، خصوصا خلفائے اربعہ اور ان کا عظیم کردار، نبی کریم ﷺ کی تعلیمی، معاشی اور سیاسی حکمتِ عملی، انسانی زندگی کے ہر گوشے پر رہنمائی آپ ﷺ کی عظمت کے ثبوت ہیں۔ اور بے شمار حسی معجزات مثلاً: چاند کو دو ٹکڑے کرنا (القمر:1) اور انگلیوں سے پانی پھوٹنا (بخاری:169) وغیرہ آپ ﷺ کی نبوت کے ثبوت ہیں۔

ختمِ نبوت

(1)۔ نبی کریم ﷺ پوری دنیا کے نبی ہیں، اللہ کریم نے فرمایا: قُلْ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا یعنی فرما دو: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں (الاعراف:158)۔

(2)۔ دین مکمل ہو چکا ہے، اللہ کریم نے فرمایا: اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا یعنی آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا (المائدۃ:3)۔

(3)۔ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں، اللہ کریم نے فرمایا: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں (الاحزاب:40)۔

پوری دنیا کا نبی ہونا، دین کو مکمل کر دینا اور آخری نبی ہونا، یہ تینوں دعوے ہمارے نبی کریم ﷺ کے سوا کسی نے نہیں کیے۔ نبی کریم ﷺ نے دین کو مکمل کر کے امت کے حوالے کر دیا، آپ ﷺ کے بعد وقوع پذیر ہونے والے تاریخی واقعات پر دین کا دار و مدار رکھنا

Islam The World Religion

عقیدہ تکمیل دین کے خلاف ہے۔

(4)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهُ نَبِیٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فُوْا بِبَیْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْا حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (بخاری:3455،مسلم:4773،ابن ماجہ:2871)۔

ترجمہ: بنی اسرائیل میں سیاست کا کام انبیاء کرتے تھے۔ جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا تھا، اور اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اب خلفاء ہوں گے تو کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا: پہلے خلیفہ کی بیعت کو نبھانا، بس پہلے کی بیعت کو نبھانا۔ تم ان کا حق ادا کرتے رہنا، اللہ ان سے انکی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا۔

(5)۔ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَهُ وَاَجْمَلَهُ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَتَعَجَّبُوْنَ لَهُ وَ یَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (بخاری:3535،مسلم:5961)۔

ترجمہ: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی نے حسین و جمیل گھر بنایا، مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ اب لوگ گھوم پھر کر مکان دیکھنے لگے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہونے لگے۔ مگر یہ بھی کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(6)۔ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِیْبًا مِّنْ ثَلَاثِیْنَ كُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ (بخاری:3609،مسلم:7342)۔

ترجمہ: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے قریب فریبی جھوٹے پیدا نہ ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کہے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

(7)۔ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ترمذی:2219)۔صحیح

Islam The World Religion

ترجمہ: میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(8)۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيُ الَّذِيْ يُمْحىٰ بِيَ الْكُفْرُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى عَقِبِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَيْسَ بَعْدَهٗ اَحَدٌ رَوَاهُ مُسْلِم وَ رَوَاهُ الْبُخَارِي اِلىٰ وَاَنَا الْعَاقِبُ (بخاری:3532،4896،مسلم:6105،ترمذی:2840)۔صحیح

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں مٹانے والا ہوں میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور میں اٹھانے والا ہوں، لوگ میرے پیچھے پیچھے اٹھیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد ایک بھی نہ ہو۔

(9)۔ وَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ (کتاب الاوائل للطبرانی:39)۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے نبی آدم ہیں اور سب سے آخری محمد ہیں۔

خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(1)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ آخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهٗ تَكْلِيْمًا وَقَالَ آخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللهِ وَرُوْحُهٗ وَ قَالَ آخَرُ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَعِيْسٰى رُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ، اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ، وَاَنَا

Islam The World Religion

حَامِلُ لِوَآءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ ، وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا فَخْرَ ، وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ بِحِلَقِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَآءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ ، وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ (ترمذی:3616،مشکوٰۃ فی مسلم:5940، ومسند احمد:2692)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ مل کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ باہر نکلے حتیٰ کہ انکے قریب آ گئے اور انہیں باتیں کرتے ہوئے سن لیا۔ ایک کہہ رہا تھا بیشک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے، دوسرے نے کہا موسیٰ سے اللہ نے خوب کلام کیا ہے، اگلے نے کہا کہ عیسیٰ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں، اگلے نے کہا آدم صفی اللہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ انکے سامنے آ گئے اور فرمایا: میں نے تم لوگوں کا کلام اور تعجب سن لیا ہے۔ بیشک ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور انکی یہی شان ہے، موسیٰ نجی اللہ ہیں اور انکی یہی شان ہے اور عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور انکی یہی شان ہے، آدم صفی اللہ ہیں اور انکی یہی شان ہے۔ خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں مگر میں فخر نہیں کرتا، میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھاؤں گا جسکے نیچے آدم اور اسکے سارے بعد والے ہوں گے مگر میں فخر نہیں کرتا، اور میں قیامت کے دن پہلا شفاعت کرنیوالا اور پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں مگر میں فخر نہیں کرتا۔ اور میں سب سے پہلے جنت کی زنجیر کو حرکت دوں گا اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے کھول دے گا اور مجھے جنت میں داخل کر دیگا اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے مگر میں فخر نہیں کرتا، اور میں اللہ کے نزدیک تمام اولین اور آخرین سے زیادہ عزت والا ہوں مگر میں فخر نہیں کرتا۔

(2)۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَّ خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (مسلم:1167،ترمذی:1553،ابن ماجہ:567)۔صحیح، وفی روایۃ: بُعِثْتُ اِلٰى كُلِّ اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ (مسلم:1163)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے انبیاء پر

Islam The World Religion

چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع کلام عطا ہوا ہے اور مجھے رُعب کے ذریعے مدد دی گئی ہے اور میرے لیے غنیمت کے مال حلال کر دیے گئے ہیں اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنا دی گئی ہے اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میرے ذریعے سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ میں ہر گورے اور کالے کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

(3)۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم : اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اَنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ اَتَاہُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ (بخاری: 1374، مسلم: 7216، نسائی: 2050، ابوداؤد: 4752)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندے کو اُس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے احباب واپس لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تو اِس مرد محمد کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔

(4)۔ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ بعض کفار کو کسی وقتی لحاظ کی وجہ سے رعایت دی گئی، مثلاً: نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن ابی منافق کو اس کی موت کے بعد قبر سے نکال کر اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنا لعابِ دہن مبارک اس پر چھڑکا اور اسے اپنی قمیض مبارک پہنائی (بخاری: 1350، 1269)۔

ابولہب کو پیر کے دن عذاب میں تخفیف ملتی ہے (بخاری: 5101)۔ ابوطالب کو بھی تخفیف ملی (بخاری: 3883، مسلم: 510، مسندِ احمد: 1763)۔ ان احادیث کے تحت فتح الباری اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے۔

(5)۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہونے سے پہلے مکہ شریف میں نبی کریم ﷺ سے بارش کی دعا کرنے کی درخواست کی فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ هَلَكُوا، فَادْعُ اللهَ (بخاری: 1020)۔ اسی طرح ابو طالب کا یہ شعر کہنا:

Islam The World Religion

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ
(بخاری:1008)۔

بلکہ تمام قریش مکہ نبی کریم ﷺ کو پہچانتے تھے اور انہیں آپ ﷺ کی نبوت کا عرفان حاصل تھا: یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَھُمۡ (البقرۃ:146)۔

اور فرمایا: اَمۡ لَمۡ یَعۡرِفُوۡا رَسُوۡلَھُمۡ فَھُمۡ لَہٗ مُنۡکِرُوۡنَ (المومنون:69)۔ مگر یہ عرفان کافی نہیں ہے بلکہ کلمہ پڑھنا شرط ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ایمان اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب سے ثابت ہوتا ہے۔

(6)۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام فرشتے معصوم ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی عصمت تبلیغی ضرورت کے علاوہ لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ کے غیر مشروط حکم سے ثابت ہے۔ ان کے علاوہ مخلوقات میں سے کسی کو معصوم سمجھنے والا اہل سنت سے خارج ہے، بلکہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی غیر نبی پر وحی آنے کا عقیدہ رکھنا یا امامت کو منصوص ماننا ختم نبوت کا انکار ہے۔ کوئی بھی ولی یا امام، نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ولیوں اور اماموں کو انبیاء علیہم السلام سے افضل ماننا بھی ختم نبوت کے خلاف ہے۔

(7)۔ حضور نبی کریم ﷺ جسمِ اقدس سمیت معراج شریف کے لیے آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے، اللہ کریم فرماتا ہے: سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ یعنی پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنا دیا، تاکہ ہم انہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ ہر بات کو سننے والا، ہر چیز کو دیکھنے والا ہے (بنی اسرائیل:1)۔

حدیث شریف میں ہے: عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَآءِ یعنی ہمیں آسمان کی طرف عروج دیا گیا (مسلم:411)۔

★...★...★

Islam The World Religion

پانچویں فصل:

قیامت پر ایمان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ،فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (المومنون: 116،115)۔

ترجمہ: بھلا کیا تم یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم نے تمہیں یونہی بے مقصد پیدا کر دیا، اور تمہیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟، غرض بہت اونچی شان ہے اللہ کی جو صحیح معنی میں بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عزت والے عرش کا مالک ہے۔

اور فرماتا ہے: قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ یعنی کہہ دو کہ: ان کو وہی زندہ کریگا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام جانتا ہے (یٰسں:79)۔

اور فرماتا ہے: وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ، وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ (الاعراف:9،8)۔

ترجمہ: اور اس دن اعمال کا وزن ہونا اٹل حقیقت ہے۔ چنانچہ جن کے ترازو کے پلے بھاری ہوں گے، وہی فلاح پانے والے ہوں گے۔ اور جن کے ترازو کے پلے ہلکے ہوں گے، وہی لوگ ہیں جنھوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کر کے خود اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈالا ہے۔

اور فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ (النمل:4)۔

ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے اعمال کو مزین کر دیا، اب یہ لوگ بھٹکتے پھرتے ہیں۔

دنیا میں ظلم کر کے چھپ جانے والے یا کسی طرح بچ جانے والے مجرموں کو سزا کون

Islam The World Religion

دے گا اور کب دے گا؟ اس مشکل سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں سوائے اس کے کہ قیامت کے قیام اور بدلہ کے دن کو تسلیم کر لیا جائے، جس دن سب کا ریکارڈ سامنے آجائے گا۔

اللہ کریم فرماتا ہے: إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (یٰس:12)۔

ترجمہ: یقیناً ہم ہی مُردوں کو زندہ کریں گے، اور جو کچھ عمل انھوں نے آگے بھیجے ہیں ہم ان کو بھی لکھتے جاتے ہیں اور ان کے کاموں کے جو اثرات ہیں ان کو بھی۔ اور ہم نے ایک واضح کتاب میں ہر ہر چیز کا پورا احاطہ کر رکھا ہے۔

★...★...★

چھٹی فصل:

تقدیر پر ایمان

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر شرعی دلائل

انسان نہ اپنی مرضی سے پیدا ہوتا ہے اور نہ اپنی مرضی کی زندگی گزارتا ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے مرسکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسانی زندگی کے بارے میں کچھ فیصلے ایسے ہیں جو انسان کے بس میں نہیں ہیں، انہی فیصلوں کو تقدیر کہا جاتا ہے۔ پوری دنیا کے لیے یہ فیصلے اور ان کا پروگرام اللہ تعالیٰ کے ہاں طے شدہ اور تحریر شدہ ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے: مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (الحدید:22)۔

ترجمہ: کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں نازل ہوتی ہو یا تمہاری جانوں کو لاحق ہوتی ہو، مگر وہ ایک کتاب میں اس وقت سے درج ہے جب ہم نے ان جانوں کو پیدا بھی نہیں کیا تھا، یقین جانو کہ یہ بات اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

اور فرماتا ہے: أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

Islam The World Religion

يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِكَ ؕ قُلۡ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الۡقَوۡمِ لَا يَكَادُوۡنَ يَفۡقَهُوۡنَ حَدِيۡثًا (النساء:78)۔

ترجمہ: تم جہاں بھی ہو گے ایک نہ ایک دن موت تمہیں جا پکڑے گی، چاہے تم مضبوط قلعوں میں کیوں نہ رہ رہے ہو۔ اور اگر ان منافقوں کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، اور اگر ان کو کوئی برا واقعہ پیش آ جاتا ہے تو اے نبی! یہ آپ سے کہتے ہیں کہ یہ برا واقعہ آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ کہہ دو کہ ہر واقعہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھنے کے نزدیک تک نہیں آتے؟

بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اللہ کریم فرماتا ہے: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ یعنی حالانکہ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور جو کچھ تم بناتے ہو اس کو بھی۔ (الصافات:96)۔ جبکہ معتزلہ انسان کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں۔

★...★...★

Islam The World Religion

ساتویں فصل:

ادیانِ عالم

(1)۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ میں جس صراطِ مستقیم کی ہدایت طلب کی گئی ہے وہ یہود و نصاریٰ کے درمیان راہِ اعتدال ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ سے مراد یہودی ہیں، اور اَلضَّآلِّیۡنَ سے مراد عیسائی ہیں (ترمذی: ۲۹۵۴)۔

یہودیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناجائز اولاد ہیں جبکہ عیسائیوں کے نزدیک آپ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، اسلام ان کے درمیان صراطِ مستقیم اور راہِ اعتدال بتاتا ہے۔ یہودی نسل پرست ہیں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد ہی نہیں تھی، اسلام نسل کا احترام سکھاتا ہے مگر حق اور باطل کا معیار سب کے لیے قرآن وسنت کو قرار دیتا ہے۔ یہودی ناپاک کپڑے کو کاٹ دیتے تھے (بخاری: 226)، جبکہ عیسائی پاک پلید کا خیال ہی نہیں کرتے، اسلامی تعلیم ان کے درمیان ہے۔

اہلِ کتاب ہونے کے بہانے سے یہود و نصاریٰ کی تکفیر نہ کرنا قرآن کی واضح آیات وَقَالَتِ الۡیَهُوۡدُ عُزَیۡرُ ابۡنُ اللّٰهِ الآیۃ (التوبۃ: 30)۔ لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (المائدۃ: 73) وغیرہ کے خلاف ہے۔

(2)۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: یہود و نصاریٰ، مجوسی اور بت پرست وغیرہ کی تکذیب اور تکفیر قرآن میں منصوص ہے، امت میں متفقہ طور پر تسلیم شدہ ہے، یہ اصل اور بنیادی کفار ہیں، انکے علاوہ جتنے کفار ہیں وہ ان کے ساتھ ملحق ہیں۔ ہندو مذہب میں انبیاء کے وجود کا ہی انکار کیا جاتا ہے اور دہریہ اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہیں، یہ دونوں مذکورہ بالا ادیان والوں کی نسبت بدرجہ اولیٰ کفار ہیں (الاقتصاد فی الاعتقاد صفحہ 150)۔

(3)۔ وحدتِ ادیان کا عقیدہ خواہ کتنے روپ بدلے، وہی دینِ اکبری ہے۔ جہاد کو صرف دفاعی ماننا، تورات، زبور، انجیل اور قرآن کو اکٹھا کر کے نیا مذہب تشکیل دینا، تلفیق بین الادیان کو کوئی بھی شکل دینا، فرتھ جوف شوان (Frith Jof Shuan) کی پیروی کرنا سب باتیں

Islam The World Religion

اسلام کے خلاف ہیں۔مرزا قادیانی بھی جہاد کو صرف دفاعی جہاد قرار دیتا ہے(روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 451)۔ایک جگہ مرزا لکھتا ہے: جہاد کا یہ حکم مختص الزمان والوقت تھا ہمیشہ کے لیے نہیں تھا(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 6)۔

سورۃ اخلاص کی روشنی میں ادیانِ عالم

اللہ تعالیٰ سمجھ سے بالاتر ہے اسی لیے فرمایا: هُوَ، اس کا اسم علم: اللہ ہے، اس لیے فرمایا: اَللّٰہُ۔ وہ یکتا ہے اس لیے فرمایا: أَحَدٌ۔ اللہ تعالیٰ کو کسی نے خلق نہیں کیا اور نہ ہی وہ اپنے وجود اور اپنی بقا میں کسی کا محتاج ہے، بلکہ ہر چیز اپنے وجود کے لیے اور اپنی بقاء کے لیے اسی کی محتاج ہے، اس لیے فرمایا: اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ کو صاحبِ اولاد مانتے ہیں اس لیے فرمایا: لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں، اس لیے فرمایا: وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔

یہ سب کچھ نبی کریم ﷺ کی زبان رسالت سے کہلوایا، اس لیے شروع میں فرمایا: قُلْ۔اس ایک مختصر سورۃ میں تمام ادیانِ باطلہ کی تردید موجود ہے اور اس سورۃ کے ہر جملے کی تفصیل قرآن مجید میں الگ بھی موجود ہے۔طلباء اس بات کی شناخت کریں کہ اس سورت کی کون سی آیت میں کون سے مذہب کی تردید کی گئی ہے۔

ایمان اور اسلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قرآن میں اس طرح ہے: رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ یعنی اے اللہ ہم دونوں باپ بیٹے کو اپنا مسلمان بنا(البقرۃ:128)۔

نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ فرما دیجیے: أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ یعنی میں سب سے پہلا مسلمان ہوں(الانعام:163)۔

ایک اور مقام پر اللہ کریم فرماتا ہے: فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ یعنی ہم نے اس بستی میں سے تمام مومنوں کو نکال دیا، تو مسلمانوں کے ایک گھر کے سوا کچھ نہ پایا(الذاریات:36)۔اس آیت میں مومنین

Islam The World Religion

کو ہی مسلمان بھی کہا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہیں۔

معتزلہ اور روافض کہتے ہیں کہ: اسلام ظاہر میں ہوتا ہے اور ایمان باطن میں، دلیل یہ دیتے ہیں کہ: قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا یعنی یہ دیہاتی کہتے ہیں کہ: ہم ایمان لے آئے ہیں۔ ان سے کہو کہ: تم ایمان تو نہیں لائے، البتہ یہ کہو کہ ہم نے ہتھیار ڈال دیے ہیں (الحجرات:14)۔ گویا ایمان اور اسلام میں مغایرت ہے۔

جواب: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ: اسلام کا لفظ اس آیت میں اصطلاحی معنی میں نہیں بلکہ لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی جھکنا، ایمان کے بغیر پایا ہی نہیں جا سکتا۔

اگر حدیثِ جبریل میں ایمان اور اسلام پر الگ الگ سوالوں اور ان کے جوابوں سے استدلال کیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ: اس حدیث میں اسلام سے مراد اسلام کے ثمرات اور اس کی علامات ہیں، جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جانتے ہو کہ خدائے واحد پر ایمان لانا کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: گواہی دینا کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے اور یہ کہ مالِ غنیمت سے خمس ادا کرو (بخاری: 53)۔

اگر اسلام منافقت ہوتا تو اللہ کریم کبھی نہ فرماتا کہ: اَسۡلِمُوۡا یعنی مسلمان ہو جاؤ (الحج:34)۔ فَاِنۡ اَسۡلَمُوۡا فَقَدِ اهۡتَدَوۡا یعنی اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک یہ لوگ ہدایت پا گئے (آل عمران:127)۔

★...★...★

Islam The World Religion

تیسرا باب:

خلافت وامامت

Islam The World Religion

Islam The World Religion

پہلی فصل:

اسلامی حکومت کا قیام

اسلامی قوانین کے نفاذ کی کوشش کرنا فرض کفایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ یعنی بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہلوں کی طرف لوٹاؤ۔ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو (النساء:58)۔

اور فرماتا ہے: وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ یعنی جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کریگا تو وہی لوگ کافر ہیں (المائدۃ: 44)۔ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدۃ:45)۔ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (المائدۃ:47)۔

اور فرماتا ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء:59)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحبِ اختیار ہوں ان کی بھی۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اگر واقعی تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق حل کرو۔ یہی طریقہ بہترین ہے اور اس کا انجام بھی سب سے بہتر ہے۔

حدیث شریف میں ہے: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (مسلم:4793، مسند احمد:6423)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچا وہ قیامت کے دن اللہ سے اس طرح ملے گا کہ اس

Islam The World Religion

کے پاس جان چھڑانے کا کوئی بہانہ نہ ہوگا۔اور جو مر گیا اور اس کی گردن میں بیعت کا پٹہ نہیں تھا تو وہ جہالت کی موت مرا۔

عَنِ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ، إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ (بخاری:7150)۔

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کوئی بندہ نہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے رعیت کا حکمران بنایا ہو اور وہ خیر خواہی کے ساتھ ان کی نگہبانی کا فریضہ ادا نہ کرے، مگر وہ جنت کی خوشبو تک نہ پاسکے گا۔

عن عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (بخاری:893)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے ہر ایک کی رعایہ ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔امام نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔آدمی اپنے گھر بار کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھی جائے گی۔نوکر اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔

★...★...★

Islam The World Religion

دوسری فصل:

صحابہ کرام کے فضائل

صحابہ کرام پوری امت کے لیے حصولِ دین کا واسطہ، نبی کریم ﷺ کی کامیابی کا ثبوت، اور دینِ اسلام کے لیے مایہ افتخار ہیں۔ ان کی مخالفت دینِ اسلام کی مخالفت اور نبی کریم ﷺ کے خلاف ملحدانہ سازش ہے۔ صحابہ کی شان میں چند آیات پڑھیے، اللہ کریم فرماتا ہے:

(1)۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ټ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَــظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح:28,29)۔

ترجمہ: وہی وہ ذات ہے جس نے اپنا رسول ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اس دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب کر دے، اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں، آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں۔ تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں ہیں، اللہ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ہیں ان کے وہ اوصاف جو تورات میں مذکور ہیں۔ اور ان کے وہ اوصاف جو انجیل میں ہیں۔ ان کی مثال ایسے ہے جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہو گئی، پھر اپنے تنے پر اس طرح سیدھی کھڑی ہو گئی کہ کاشتکار اس سے خوش ہوتے ہیں۔ تاکہ اللہ ان کی شان دکھا کر کافروں کا دل جلائے۔ جو لوگ ان کی عظمت پر ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کیے ہیں، اللہ نے ان سے مغفرت اور زبردست

Islam The World Religion

ثواب کا وعدہ کرلیا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ عز وجل نے اپنے محبوب نبی ﷺ کی بعثت کا مقصد دینِ اسلام کو دنیا پر غالب کرنا بیان فرمایا ہے۔اس کے فوراً بعد نبی کریم ﷺ کی رسالت پر اپنی گواہی بیان فرمائی ہے۔اس کے فوراً بعد حبیب کریم ﷺ کے صحابہ کرام کے اوصاف بیان کرنے کے ساتھ ساتھ چار خلفائے راشدین کی طرف واضح اشارے بیان فرمائے ہیں۔اس کے فوراً بعد تمام صحابہ کرام کو ایک فصل کے ساتھ تشبیہ دے کر فصل کے مالک کا اپنی فصل دیکھ کر خوش ہونا اور فصل کے دشمنوں کا فصل کو دیکھ کر جلنا بیان فرمایا ہے۔گویا رسولِ اکرم ﷺ کا دین کو غالب کر کے دکھانے کا ثبوت صحابہ کرام کی کثرت اور صحابہ کرام کی عظمت ہے۔صحابہ کرام کی کثرت کا منکر اور تمام مہاجرین و انصار کی عظمت کا منکر دراصل محبوب کریم ﷺ کی کامیابی اور دینِ اسلام کے غلبہ کا منکر ہے۔انہیں گالیاں دینے والوں کے بارے میں فرمایا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ (بخاری:3673،مسلم:6488)۔صحیح

ترجمہ: میرے صحابہ کو گالی مت دو، اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان میں سے کسی ایک کے مُد (تقریباً سات سو گرام، یا دونوں ہاتھوں کی لپ) یا اس کے نصف کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ، فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَحَدِكُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً یعنی محمد کے صحابہ کو برا مت کہو، ان میں سے کسی ایک کا ایک لمحہ تمہاری چالیس سالہ عبادت سے بہتر ہے (فضائل صحابہ:20)۔صحیح

(2)۔ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (الحدید:10)۔

ترجمہ: تم میں سے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا، اور جنگ لڑی، وہ بعد والوں

Islam The World Religion

کے برابر نہیں ہیں۔ وہ درجے میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا، اور جنگ لڑی۔ اللہ نے جنت کا وعدہ ان سب سے کر رکھا ہے، اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

(3)۔ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ، وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ، وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر:8،9،10)۔

ترجمہ: یہ مالِ فَی ان مہاجرین فقراء کا حق ہے جنہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے بے دخل کیا گیا ہے۔ وہ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں۔ اور یہ مالِ فَی ان لوگوں کا حق ہے جو ان سے پہلے رہائش اور ایمان تیار کیے بیٹھے تھے۔ جو کوئی ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں، اور جو کچھ ان مہاجرین کو دیا جاتا ہے، یہ اپنے سینوں میں اس کی وجہ سے کوئی حرج محسوس نہیں کرتے، اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے خود ضرورت مند ہوں۔ اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے محفوظ ہو جائیں، وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔ اور یہ مالِ فَی ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان مہاجرین اور انصار کے بعد آئے۔ وہ کہتے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرما، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رہنے دے۔ اے ہمارے رب! تو بڑا شفیق، بہت مہربان ہے۔

ان تین آیتوں میں پہلی آیت کا تعلق مہاجرین سے ہے، دوسری آیت کا تعلق انصار سے ہے اور تیسری آیت کا تعلق ان کے بعد آنے والی امت سے ہے جو ان دونوں

Islam The World Religion

طبقوں کے لیے دعا کرتی رہے گی۔مسلمانوں کے یہی تین طبقات ہیں۔ان کے برعکس جو انہیں برا کہے گا وہ ان تین طبقوں میں سے نہیں بلکہ اسلام سے باہر کوئی چوتھی بلا ہے۔ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ان لوگوں کو صحابہ کرام کے لیے استغفار کرنے کا حکم دیا گیا تھا مگر انہوں نے گالیاں دینا شروع کردیا ہے(مسلم:7539)۔

(4)۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (آلِ عمران:159)۔

ترجمہ: اور اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر اے نبی آپ نے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیا۔ اور اگر آپ سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ آپ کے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہوجاتے۔لہٰذا ان کو معاف کردیں، ان کے لیے مغفرت کی دعا کریں، اور ان سے اہم معاملات میں مشورہ لیتے رہیں۔ پھر جب آپ رائے پختہ کر کے کسی بات کا عزم کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کریں۔یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(5)۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبۃ:100)۔

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہوگیا ہے، اور وہ اس سے راضی ہیں، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

اس آیت سے مہاجرین وانصار کی اتباع کرنے اور ان سے دین حاصل کرنے کی اہمیت ثابت ہوئی۔ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے دین حاصل کیا اور پوری امت نے ان سے دین حاصل کیا۔

(6)۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ

Islam The World Religion

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (المائدۃ:54)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کردے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے، جو مومنوں کے لیے نرم اور کافروں کے لیے سخت ہوں گے۔ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے، جو وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا، بڑے علم والا ہے۔

صحابہ کرام کے فضائل احادیث میں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ (بخاری:2652)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر جو لوگ ان کے قریب ہیں، پھر جو لوگ ان کے قریب ہیں اور پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کی گواہی ان کی قسم سے آگے بڑھے گی اور ان کی قسم ان کی گواہی سے آگے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي ، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي ، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ، وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ (ترمذی:3862)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ میرے بعد انہیں اپنی تنقید کا نشانہ مت بنانا، جس نے ان سے محبت رکھی تو میرے ساتھ

Islam The World Religion

محبت کی وجہ سے اِن سے محبت رکھی اور جس نے اِن کے ساتھ بغض رکھا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے اِن سے بغض رکھا، جس نے انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی اللہ اُس پر ضرور گرفت کرے گا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِينَا مِثْلَ مُقَامِي فِيكُمْ، فَقَالَ: احْفَظُونِي فِي أَصْحَابِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَمَا يُسْتَشْهَدُ، وَيَحْلِفَ وَمَا يُسْتَحْلَفُ (ابن ماجہ:2363)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عمر بن خطاب نے جابیہ کے مقام پر خطاب فرمایا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں ایک دن ایسے کھڑے ہو گئے جیسے میں آج تم میں کھڑا ہوں تو فرمایا: میرے صحابہ کے معاملے میں مجھے یاد رکھا کرو، پھر ان سے ملنے والے لوگوں کے بارے میں اور پھر ان سے ملنے والے لوگوں کے بارے میں، پھر جھوٹ پھیل جائے گا حتی کہ ایک آدمی سے گواہی نہیں مانگی جائے گی مگر پھر بھی وہ گواہی دے گا اور حلف نہیں مانگا جائے گا مگر پھر بھی وہ حلف اٹھائے گا۔

عن ابی سعید الخدری قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ (بخاری:3673)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو اگر تم احد کے پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرو گے تو ان کے ایک مد یا نصف کے برابر بھی نہیں پہنچے گا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَ عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ فِي

Islam The World Religion

الْجَنَّةِ (ترمذی: 3747، مجمع الزوائد: 14877)۔ وبسند آخر (ترمذی: 3748، 3757، ابوداود: 4648، ابن ماجہ: 133، 134، السنن الکبریٰ للنسائی: 8210 عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوبکر جنتی ہے اور عمر جنتی ہے اور عثمان جنتی ہے اور علی جنتی ہے اور طلحہ جنتی ہے اور زبیر جنتی ہے اور عبدالرحمن بن عوف جنتی ہے اور سعد ابن ابی وقاص جنتی ہے اور سعید ابن زید جنتی ہے اور ابوعبیدہ ابن جراح جنتی ہے۔

وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ قَالَ: رَسُولِ اللهِ ﷺ: اَلنُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ (مسلم: 6466)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت سعید بن ابی بردہ نے ابو بردہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ستارے آسمان کے لیے امان ہیں، جب ستاروں کا نکلنا بند ہو جائے گا تو پھر آسمان پر وہی آجائے گا جس کا وعدہ کیا گیا (یعنی قیامت)، اور میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے امان ہوں، تو جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم پر وہ فتنے آئیں گے جن سے انہیں ڈرایا گیا ہے، اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری امت کیلیے امان ہیں، تو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ چلے جائیں گے تو ان پر وہ فتنے آن پڑیں گے کہ جن سے انہیں ڈرایا گیا ہے۔ (اس حدیث میں اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ کی واضح تائید موجود ہے)۔

اہل بیت اطہار کی شان قرآن میں

اور فرماتا ہے: اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ

ترجمہ: نبی مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے حقدار ہیں اور ان کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں (الاحزاب: 6)۔

Islam The World Religion

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا (الاحزاب:53)۔

ترجمہ: اور تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ، اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین بات ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِىْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (النور:11)۔

ترجمہ: یقین جانو کہ جو لوگ یہ جھوٹی تہمت گھڑ کر لائے ہیں وہ تمہارے اندر ہی موجود ایک ٹولہ ہے، تم اس بات کو اپنے لیے برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تمہارے لیے بہتر ہی بہتر ہے۔ ان لوگوں میں سے ہر ایک کے حصے میں اپنے کیے کا گناہ آیا ہے۔ اور ان میں سے جس شخص نے اس بہتان کا بڑا حصہ اپنے سر لیا ہے اس کے لیے تو زبردست عذاب ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ، وَقَرْنَ فِىْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ، وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا (الاحزاب:32،33،34)۔

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! اگر تم تقوی اختیار کرو تو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ لہٰذا تم نرمی کے ساتھ بات مت کیا کرو، تاکہ کوئی ایسا شخص لالچ نہ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے، اور بھلائی والی بات کرو۔ اور اپنے گھروں میں رہا کرو اور بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا اور نماز قائم کرو، اور زکوۃ ادا کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمان برداری کرتی رہو۔ اے نبی کے اہل بیت! اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے، اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو۔ اور تمہارے

Islam The World Religion

گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور حکمت کی جو باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد کرتی رہو۔یقین جانو کہ اللہ بہت باریک بین اور ہر بات سے باخبر ہے۔

اہل بیت اطہار کی شان احادیث میں

أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي (مسلم:2408)۔

ترجمہ: خبردار !اے لوگو میں ایک انسان ہوں ،قریب ہے کہ میرے رب کا فرشتہ میرے پاس آئے تو میں اسے قبول کروں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے،توتم اللہ کی اس کتاب کو پکڑے رکھو اور اس کے ساتھ مضبوطی سے قائم رہو اور آپ نے اللہ کی کتاب کی طرف خوب رغبت دلائی، پھر فرمایا: دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تم لوگوں کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تم لوگوں کو اللہ یاد دلاتا ہوں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تم لوگوں کو اللہ یاد دلاتا ہوں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ أَمْرَكُنَّ لَمِمَّا يُهِمُّنِي بَعْدِي، وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ (ترمذی:3750)۔حسن

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: تمہارا (ازواج مطہرات کا) معاملہ ان معاملات میں سے ہے جو مجھے میرے بعد متفکر کرتا ہے،تم لوگوں کے بارے میں صبر والے ہی صبر کریں گے۔

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ، عَمَّارًا، وَالحَسَنَ إِلَى الكُوفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ:إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَلَكِنَّ اللهَ ابْتَلاَكُمْ لِتَتَّبِعُوهُ أَوْ إِيَّاهَا (بخاری:3772)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابووائل فرماتے ہیں کہ جب (جنگِ جمل سے پہلے) حضرت علی نے حضرت عمار اور امام حسن کو کوفہ بھیجا تا کہ ان لوگوں کو اپنی مدد پر مائل کریں تو حضرت عمار نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ حضرت عائشہ دنیا اور آخرت میں رسولِ خدا کی بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو آزمایا ہے کہ حضرت علی کی پیروی کریں گے یا حضرت عائشہ کی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفَى، إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (ابوداؤد:982)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص چاہے کہ اسے بھر بھر کر اجر دیا جائے تو جب ہم اہلِ بیت پر درود بھیجے تو یوں کہے: اے اللہ! محمد اور ان کی ازواج امہات المومنین اور انکی اولاد اور ان کے اہلِ بیت پر درود بھیج جیسا کہ تو نے ابراہیم کی آل پر درود بھیجا بے شک تو حمد والا بزرگی والا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي (ترمذی:3789)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ سے محبت کرو اس لیے کہ وہ تمہیں رزق دیتا ہے اور اللہ کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور میری خاطر میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (ترمذی:3781)۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ سامنے ایسا فرشتہ کھڑا ہے جو آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا، اس نے اپنے رب سے اجازت لی ہے کہ مجھے سلام کہے اور مجھے خوشخبری دے کہ فاطمہ جنت والوں کی عورتوں کی سردار ہے اور حسن

Islam The World Religion

اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

عَنْ أَبِي مُوسَىٰ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ: إِلَّا آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ (بخاری:3411)۔

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں میں سے تو کامل انسان بہت ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنتِ عمران کے سوا کامل کوئی نہیں ہوئی اور بلاشبہ عائشہ کو تمام عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر۔

وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِيْ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ وَاللّٰهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُهُ عَائِشَةُ فَمُرِيْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُهْدُوْا إِلَيْهِ حَيْثُمَا كَانَ أَوْحَيْثُ مَا دَارَ، قَالَتْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ فَأَعْرَضَ عَنِّيْ، فَلَمَّا عَادَ إِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهُ ذَاكَ فَأَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرَهَا (بخاری:3775،مسلم:6289) صحیح۔

ترجمہ: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن زیادہ سے زیادہ نذرانے بھیجا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میری صاحبات (دوسری ازواجِ مطہرات) اُمِ سلمہ کے پاس جمع ہوگئیں اور کہنے لگیں اے اُمِ سلمہ! اللہ کی قسم لوگ عائشہ کی باری کے دن زیادہ تحائف بھیجتے ہیں حالانکہ ہم بھی عائشہ ہی کی طرح بھلائی چاہتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے درخواست کرو کہ لوگوں کو حکم دیں کہ حضور جہاں بھی رہیں یا جہاں بھی جائیں تحائف برابر بھیجا کرو۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے

Islam The World Religion

یہ بات عرض کردی۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چہرہ انور پھیر لیا۔ پھر جب میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے دوبارہ وہی بات عرض کردی۔ آپ ﷺ نے دوبارہ چہرہ انور پھیر لیا۔ جب میں نے تیسری بار عرض کیا تو فرمایا: اے اُمِ سلمہ عائشہ کے بارے میں مجھے پریشان نہ کرو۔ اللہ کی قسم تم میں سے کسی کے لحاف میں ہوتے ہوئے مجھ پر وحی نہیں آتی سوائے عائشہ کے۔

سب سے زیادہ فضائل

رافضی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول پیش کرتے ہیں کہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جتنے فضائل کسی صحابی کے بیان نہیں ہوئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ: اولاً امام احمد بن حنبل خود افضلیت کی ترتیب: ابوبکر، عمر، عثمان، علی بیان کرتے تھے (السنۃ للخلال: 607)۔ افضلیت کثرتِ فضائل سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ قوتِ فضائل سے ثابت ہوتی ہے۔

ثانیاً علامہ سیوطی اور شیخ محقق اور ملا علی قاری علیہم الرحمۃ کا قول ہے کہ: خلفاء ثلاثہ کے فضائل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل سے بڑھ کر ہیں بلکہ بیشتر ازاں (اشعۃ اللمعات ۱/۶۷۴)، حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: لَهُمْ مِنَ الْمَنَاقِبِ مَا يُوَازِيهِ وَيَزِيدُ عَلَيْهِ یعنی پہلے تین خلفاء کے مناقب سیدنا علی المرتضیٰ کے مناقب کی طرح ہیں اور آپ سے زیادہ ہیں (مرقاۃ ۱۱/۳۳۵)، حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: آپ کے مخالفین کی کثرت کی وجہ سے اہل سنت نے آپ کے فضائل کثرت سے پھیلانے کی ضرورت محسوس کی، ورنہ حقیقت بات یہ ہے کہ چاروں خلفائے راشدین کے فضائل جب میزانِ عدل کے مطابق لکھے جائیں تو ہرگز اہل سنت و جماعت کے قول سے باہر نہیں نکلا جاسکتا وَاِلَّا فَالَّذِيْ فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ اَنَّ لِكُلٍّ مِّنَ الْاَرْبَعَةِ مِنَ الْفَضَائِلِ اِذَا حُرِّرَ بِمِيْزَانِ الْعَدْلِ لَا يُخْرَجُ عَنْ قَوْلِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اَصْلًا (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۸۲)، امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب کے عشر عشیر کو بھی شمار کرنا اور ان کا احاطہ کرنا ممکن نہیں لَا يُمْكِنُ اِسْتِقْصَاءُهَا الخ (تہذیب الاسماء واللغات جلد ۲ صفحہ ۵۵)۔ تو یقیناً امام احمد علیہ الرحمہ کے قول سے شیخین کو مستثنیٰ ماننا پڑے گا یا اسے آپکے

دور پر محمول کرنا پڑے گا، اسطرح ان اقوال میں تطبیق بھی ہو جائیگی اور مذکورہ بالا کتابی حقائق کی خلاف ورزی بھی نہیں ہوگی۔

ثالثاً ایک اصول دیکھیے! عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْن عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ اَنَّہٗ کَانَ یَرٰی اَنَّ عَامَّۃَ مَا یُرْوٰی عَنْ عَلِیٍّ اَلْکِذْبُ (بخاری: 3707)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عام طور پر جو باتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ جھوٹ ہوتا ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اللہ نے اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ عزت عطا فرمائی ہے کہ آپ کی شان میں صحیح اور حسن احادیث کی کوئی کمی نہیں، جیسا کہ آپ اس باب میں پڑھ کر آ رہے ہیں، لیکن جب صحیح، حسن، ضعیف اور اکثر موضوع احادیث کو جمع کیا گیا تو اب اس کے نتیجے میں یہ مرویات تمام صحابہ کے فضائل سے بڑھ گئیں، ذہبی کے الفاظ دیکھیے: لَمْ یُرْوَ لِاَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ فِی الْفَضَائِلِ اَکْثَرَ مِمَّا رُوِیَ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ وَ ھِیَ ثَلَاثَۃُ اَقْسَامٍ: صِحَاحٌ وَ حِسَانٌ وَ قِسْمٌ ضِعَافٍ وَ فِیْھَا کَثْرَۃٌ، وَ قِسْمٌ مَوْضُوْعَاتٍ وَ ھِیَ کَثِیْرَۃٌ اِلَی الْغَایَۃِ وَ لَعَلَّ بَعْضَھَا ضَلَالٌ وَ زَنْدَقَۃٌ (تنزیہ الشریعہ المرفوعہ عن الاخبار الشنیعہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۷، حاشیہ الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۲۱)۔

رابعاً ایک بات یاد رکھیں کہ تفضیلی رافضیوں کے کسی نئے سوال سے مت گھبرائیں، ذرا تکلیف کر کے فقیر راقم الحروف کی تالیف "ضربِ حیدری" کا مطالعہ دوبارہ فرمائیں۔ شاید آپ نے ضربِ حیدری پڑھی ہو مگر گھسا پٹا سوال دوبارہ سن کر ضربِ حیدری میں دیا گیا اس کا جواب ذہن میں نہ رہے۔ ان شاء اللہ رافضی ناکوں چنے چبا چکا ہوگا۔

مشاجراتِ صحابہ

صحابہ کرام کی شان قرآن وسنت سے واضح طور پر بیان ہو چکی ہے۔ اب قرآن وسنت کے مقابلے پر اگر تاریخ آ جائے تو یقیناً تاریخ واجب التاویل ہوگی، اور اگر کوئی صورت نہ بن سکے تو بلاشبہ قرآن وسنت کو ترجیح دی جائے گی اور تاریخ کو قرآن کے مقابلے پر پھینک دیا جائے گا

Islam The World Religion

اور صحابہ کرام میں سے ہر ایک کا ذکر اچھے لفظوں سے کیا جائے گا۔ اسی لیے عقائد کی تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ یُکَفُّ عَنْ ذِکْرِ الصَّحَابَۃِ اِلَّا بِخَیْرٍ یعنی صحابہ کرام کا ذکر کرتے وقت زبان کو لگام دی جائے اور ہمیشہ ان کا ذکر بھلائی سے کیا جائے۔

صحابہ کرام کی باہمی مشاجرت پر بحث کرتے وقت صریح احادیث کے مقابلے پر تاریخ کو ترجیح دینا دراصل نبی کریم ﷺ کے مقابلے پر اپنی من پسند شخصیت کو ترجیح دینا ہے۔

دشمنانِ امیر معاویہ کی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِنَّا لَمْ نُقَاتِلْھُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَھُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْھُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَنَا لٰکِنَّا رَأَیْنَا اِنَّا عَلٰی حَقٍّ وَرَأَوْا اَنَّھُمْ عَلٰی حَقٍّ (قرب الاسناد 1/45)۔

ترجمہ: ہم انہیں کافر قرار دے کر ان سے جنگ نہیں لڑ رہے اور نہ ہی اس لیے لڑ رہے ہیں کہ یہ ہمیں کافر قرار دیتے ہیں، بلکہ ہمارے خیال کے مطابق ہم حق پر ہیں اور انکے خیال کے مطابق وہ حق پر ہیں۔

اِنَّ عَلِیّاً (رضی اللہ عنہ) لَمْ یَکُنْ یُنْسِبُ اَحَداً مِنْ اَھْلِ حَرْبِہٖ اِلَی الشِّرْکِ وَلَا اِلَی النِّفَاقِ وَلٰکِن یَّقُوْلُ ھُمْ اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا (قرب الاسناد 1/45)۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے مخالفوں کو نہ ہی مشرک سمجھتے تھے اور نہ ہی منافق، بلکہ فرماتے تھے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہم سے بغاوت کی ہے۔

وَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَکَانَ بَدْءُ اَمْرِنَا اَنَّا الْتَقَیْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ اَھْلِ الشَّامِ، وَالظَّاھِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ، وَنَبِیَّنَا وَاحِدٌ، وَدَعْوَتَنَا وَاحِدَۃٌ، وَلَا نَسْتَزِیْدُھُم فِی الْاِیْمَانِ بِاللہِ وَالتَّصْدِیقِ بِرَسُولِہٖ، وَلَا یَسْتَزِیْدُوْنَنَا، اَلْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِیْہِ مِن دَمِ عُثْمَانَ، وَنَحْنُ مِنْہُ بَرَاءٌ: نَھجُ الْبَلَاغَۃِ (نہج البلاغہ، مکتوب رقم 58)۔

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بات اس طرح شروع ہوئی کہ ہمارا اور شام والوں کا آمنا سامنا ہوا اور ظاہر ہے ہمارا رب بھی ایک تھا، ہمارا نبی بھی ایک تھا، ہماری دعوت بھی ایک تھی،

Islam The World Religion

ہمارا دعویٰ یہ نہیں تھا کہ ہم اللہ پر ایمان لانے اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان سے بہتر ہیں اور نہ ہی وہ ایسا دعویٰ کرتے تھے، معاملہ سو فیصد برابر تھا، اختلاف صرف عثمان کے خون کے بارے میں تھا اور ہم اس میں بے قصور تھے۔

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابو یزید ہے، حضرت امیر معاویہ کے پاس شام چلے گئے اور فرماتے تھے کہ میرا بھائی دینی لحاظ سے میرے لیے بہتر ہے اور معاویہ کی وجہ سے میری دنیا کی حالت بہتر ہوگئی (اسد الغابہ جلد 2 تحت عقیل بن ابی طالب)۔

ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں: در کار ھائے بزرگانِ دین و مقربان درگاہ رب العالمین تفکر نمی باید نمود یعنی بزرگوں اور درگاہِ رب العالمین کے مقربوں کے معاملات میں غور نہیں کرنا چاہیے (جلاء العیون صفحہ 231)۔

روافض کی بلند پایہ کتاب روضۃ الکافی میں ایک نصیحت آموز واقعہ لکھا ہے کہ: حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں کسی کے ساتھ جھگڑا ہوا، عبد الملک نامی ایک آدمی حضرت امام باقر کے پاس حاضر ہو کر اس موضوع پر کچھ بولنے لگا۔ آپ نے فرمایا: خاموش! ہمارے درمیان مداخلت مت کر۔ ہماری اور ہمارے چچا کی اولاد کی مثال ایسے ہے جیسے بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا، اس کی دو بیٹیاں تھیں، اس نے ایک بیٹی کسان کو بیاہ کر دی اور دوسری بیٹی برتن بنانے والے کو دی۔ پھر کچھ عرصے کے بعد ان سے ملنے گیا، پہلے کسان کی بیوی کے پاس گیا اور اس کا حال پوچھا، بیٹی نے کہا کہ میرے شوہر نے بہت فصل بیجی ہے، اگر اللہ نے بارش کر دی تو ہم بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ خوشحال ہوں گے۔ پھر دوسری بیٹی کے پاس گیا اور اس کا حال پوچھا، تو اس نے کہا کہ میرے شوہر نے بہت سے برتن بنائے ہیں، اگر اللہ نے بارش نہ کی تو ہم بنی اسرائیل کے سب سے زیادہ خوشحال لوگ ہوں گے۔ وہ آدمی یہ کہتے ہوئے واپس آ گیا کہ یا اللہ تو ہی ان کا وارث ہے۔ یہی حال ہمارا ہے (الروضۃ من الکافی: ۱۴۷۸۵)۔

روافض کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روافض کے نزدیک سیدنا امام باقر اور اولادِ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہما کے درمیان لڑائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ روافض امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی کو بھی امام نہیں مانتے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ امامتیں منصوص نہیں ورنہ جھگڑا نہ ہوتا۔

Islam The World Religion

صحیح بخاری میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک باب کا نام ذِكْرُ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ ہے،اسی طرح ذِكْرُ عَبَّاسٍ، ذِكْرُ طَلْحَةَ، ذِكْرُ أُسَامَةَ، ذِكْرُ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ، ذِكْرُ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم بھی موجود ہیں۔اگر ذکرِ معاویہ میں کوئی فضیلت نہیں تو پھران تمام صحابہ اور اہلِ بیت کے ذکر میں فضیلت کیسے ہے؟ روافض کو ذکرِ معاویہ میں کوئی فضیلت نظر نہیں آئی۔ دوسری طرف بخاری شریف میں ایک باب کا نام ہے: قصہ ابی طالب۔اس باب میں ان لوگوں کو اسلام نظر آنے لگا ہے۔

عن أَبِي بَكْرَةَ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (بخاری:2704، 3629، 3746، 7109،ابوداؤد:4662،ترمذی:3773)۔

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا،جبکہ سیدنا حسن آپ ﷺ کے پہلو میں تھے،آپ ﷺ ایک مرتبہ لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک مرتبہ ان کی طرف دیکھتے تھے،اور فرمارہے تھے: میرا یہ بیٹا سردار ہے،وہ وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دوگروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

اس حدیث میں: صلح کا لفظ موجود ہے۔ماننا پڑے گا کہ سیدنا امام حسن اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان حقیقتاً صلح ہوئی تھی،اسے کھوکھلی یا بے فائدہ صلح قرار دینا منشاءِ رسول ﷺ کے خلاف ہے۔ثانیاً دو مسلمان گروہ کے الفاظ موجود ہیں،جس سے دونوں گروہوں کا ایمان ثابت ہورہا ہے۔ثالثاً اس میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی مدح کی گئی ہے اور صلح میں دونوں گروہوں کا اسلام وجہ مدحت ہے۔

سَبّ کا معنیٰ

حضرت ابوحازم فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا،تو اس نے کہا: فلاں شخص مدینے کا امیر (مروان بن حکم)،منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

Islam The World Religion

خلاف نازیبا باتیں (سَبّ) کرتا ہے۔حضرت سہل نے پوچھا: وہ کیا کہتا ہے؟اس نے کہا: وہ ان کو ابوتراب کہتا ہے،تو وہ ہنس پڑے کہا، کہنے لگے: اللہ کی قسم حضرت علی کا یہ نام تو نبی کریم ﷺ نے رکھا تھا، اوران کواس نام سے زیادہ کوئی نام محبوب نہیں تھا، (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے حضرت سہل سے پورا قصہ جاننا چاہا تو میں نے کہا: اے ابوعباس! (لقب ملنے کا) یہ واقعہ کس طرح ہوا تھا؟ توانہوں نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ فاطمہ کے گھر داخل ہوئے پھر باہر نکلے اور مسجد میں لیٹ گئے، تو نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدہ سے پوچھا: آپ کا چچازاد کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا: مسجد میں۔ نبی کریم ﷺ ان کی طرف نکلے، توان کواس حال میں پایا کہ ان کی چادران کی پشت سے ڈھلکی ہوئی تھی، اور مٹی ان کی پشت پر لگی ہوئی تھی۔ آپ ان کی پشت سے مٹی جھاڑنے لگے اور دومرتبہ فرمایا: اے ابوتراب اٹھ کر بیٹھو (بخاری: 3703)۔صحیح

اس واقعہ میں ابوتراب کے لفظ کوسَبّ قرار دیا گیا ہے۔ یہ ہے لفظ سَبّ کی حقیقت۔ اسی واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدہ زہراء رضی اللہ عنہما کے درمیان گھریلو ناچاکی ہو جاتی تھی۔ بزرگوں کے درمیان جج نہیں بننا چاہیے۔

عربی زبان میں سَبّ کا معنی گندی گالی نہیں ہوتا، بلکہ تلخ کلامی کو بھی سَبّ کہتے ہیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما دونوں نے ایک دوسرے کو سَبّ کیا فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ، وَعَبَّاسٌ (بخاری: 4033)۔

نبی کریم ﷺ کی نمازِ عصر جنگِ خندق میں قضا ہوگئی تو آپ ﷺ نے کافروں کو سَبّ کیا (مسلم: 5947)۔ حدیث میں ہے کہ: کافروں نے نبی کریم ﷺ کی گستاخی کی تو سیدہ زہراء کریمہ رضی اللہ عنہا نے کافروں کو سَبّ کیا (بخاری: 520، مسلم: 4649)۔ دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہوگیا کہ سَبّ کا معنی گندی گالی نہیں ہوتا۔

لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ سے ملتے جلتے الفاظ دیگر صحابہ کے بارے میں

رافضی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ کے بارے میں فرمایا تھا: لَا

Islam The World Religion

اَشبَعَ اللہُ بَطنَہُ (مسلم : 6628)۔ خارجی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا: کَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیءٍ جَدَلًا (بخاری: 1127، مسلم: 1818)۔

ہم کہتے ہیں کہ رافضیوں اور خارجیوں کا ایک دوسرے کے سامنے آجانا ہی ان کے جھوٹا اور ایک جیسا بے ادب ہونے کا ثبوت ہے۔ ان الفاظ سے ملتے جلتے الفاظ نبی کریم ﷺ نے کئی صحابہ کے بارے ارشاد فرمائے ہیں، اوران الفاظ میں پیار اور محبت بھرا ہوتا تھا۔

روزے کا کفارہ نہ دے سکنے والے غریب صحابی سے فرمایا: وَیلَكَ (6164)۔ حضرت ابوذر غفاری کے بارے میں فرمایا: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ (بخاری: 5827)۔ حضرت صفیہ کے بارے میں فرمایا: عقریٰ حلقیٰ (بخاری: 6157)۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تَرِبَتْ یَمِینُكِ (بخاری: 6156)۔ حضرت حارثہ شہید بدر کی والدہ سے فرمایا: وَیحَكِ (بخاری: 3982)۔ حضرت انجشہ سے فرمایا: وَیحَكَ (بخاری: 6161)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گالیاں نہیں دیتے تھے اور فحش بات نہیں کرتے تھے، لعنت نہیں بھیجتے تھے، بلکہ جلال کرنا ہوتا تو فرماتے تھے: تَرِبَ جَبِینُہُ (بخاری: 6031)۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ سے فرمایا: ثَکِلَتْكَ اُمُّكَ (بخاری: 788)۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: کَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیءٍ جَدَلًا (بخاری: 1127، مسلم: 1818، نسائی: 1610)۔ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: لَا اَشبَعَ اللہُ بَطنَہُ (مسلم : 6628)۔

واقعہ کربلا

واقعہ کربلا میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یزید غلط تھا۔ جن اہل بیت اور صحابہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکا تھا وہ بھی حق پر تھے اور کوفہ جانے والے بھی حق پر تھے۔ ان میں سے کسی کی بے ادبی جائز نہیں۔

روکنے والوں میں حضرت عبداللہ بن عباس اور سیدنا حسین کے بھائی حضرت محمد بن

Islam The World Religion

حنفیہ رضی اللہ عنہم پیش پیش تھے اور جانے والوں میں سب سے زیادہ تعداد صحابہ کرام اور ان کی اولادوں کی تھی، دونوں طرف اہلِ بیت تھے اور دونوں طرف صحابہ بھی تھے۔ البتہ قیادت سیدنا حسین کے پاس تھی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اسلام میں شہادتوں کا سلسلہ

شہادتوں کا سلسلہ انبیاء علیہم السلام سے شروع ہوتا ہے۔ اس امت میں سب سے پہلے شہید ہونے والی ایک خاتون ہیں جن کا اسمِ گرامی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ جنگ بدر میں سب سے پہلے شہید ہونے والے حضرت مِہجعؓ بن عبداللہ ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سَیِّدُ الشُّھَدَاءِ مِھْجَعٌ (بغوی جلد 3 صفحہ 462)۔ بدر میں چودہ اور احد میں ستر صحابہ شہید ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے شہید ہونے والوں کی شان جدا ہے۔ خلفاء میں سب سے پہلے شہید سیدنا عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ پھر حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم ہیں، ان کے بعد شہدائے کربلا اور شہدائے واقعہِ حرّہ ہیں۔ ان سب کی عظمت اور شہادت تسلیم شدہ ہے، ان میں سے کسی شہادت کو بیان کرنا اور کسی کو بیان نہ کرنا بے اعتدالی ہے۔ یہیں سے کام خراب ہوا ہے۔

صحابہ کرام اور دیگر اولیاء کی کرامات

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (آلِ عمران: 37)۔

ترجمہ: چنانچہ مریم کے رب نے اس کو بطریقِ احسن قبول کیا اور اسے بہترین طریقے سے پروان چڑھایا۔ اور زکریا اس کے سرپرست بنے۔ جب بھی زکریا اس کے پاس اس کی عبادت گاہ میں جاتے تو اس کے پاس کوئی رزق پاتے، انھوں نے پوچھا: مریم! تمہارے پاس یہ چیزیں کہاں سے آئیں؟ وہ بولیں: یہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ

Islam The World Religion

طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ (النمل:40)۔

ترجمہ: جس کے پاس کتاب کا علم تھا، وہ بول اٹھا: میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اسے آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ چنانچہ جب سلیمان نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا: یہ میرے پروردگار کا فضل ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: قَدْ كَانَ يَكُوْنُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُوْنَ، فَإِنْ يَكُنْ فِيْ أُمَّتِيْ مِنْهُمْ أَحَدٌ، فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ (بخاری:3469، 3689، مسلم:6204)۔ صحیح

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر بن خطاب ان میں سے ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: هٰذَا الْحَدِيْثُ أَصْلٌ فِيْ جَوَازِ الْكَرَامَاتِ یعنی یہ حدیث کرامات کے ثبوت کی بنیادی دلیل ہے (الاعتقاد صفحہ 177)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعٰى سَارِيَةُ، فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيْحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِنَ الْجَيْشِ، فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقِيْنَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُوْنَا فَإِذَا بِصَائِحٍ يَصِيْحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، فَأَسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى (دلائل النبوۃ للبیہقی 6/370)۔ إِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَحَسَّنَهُ ابْنُ حَجَرٍ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ساریہ نامی آدمی کو امیر مقرر فرمایا۔ حضرت عمر نے ایک دن خطبے کے دوران چیخنا شروع کر دیا۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف۔ بعد میں لشکر کی طرف سے ایلچی آیا۔ کہنے لگا اے امیر المومنین دشمن سے ہمارا آمنا سامنا ہوا۔ انہوں نے ہمیں شکست دے دی۔ اچانک ایک آواز دینے والے کی چیخ سنائی دی۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف۔ ہم نے اپنی پشتیں پہاڑ کے ساتھ لگا کر جنگ لڑی۔ اللہ نے دشمنوں کو شکست دی۔

Islam The World Religion

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس کو جُرَیج کہا جاتا تھا، وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی والدہ آئی اور اسے بلانے لگی۔اس نے جواب نہ دیا اور دل میں کہا: جواب دوں یا نماز پڑھوں؟ وہ پھر آئی اور کہا: اے اللہ! اسے موت نہ دینا، یہاں تک کہ فاحشہ عورت کو دیکھ لے۔ جریج اپنی عبادت گاہ میں تھا کہ ایک عورت نے کہا: جریج کو میں پھنساؤں گی، وہ سامنے گئی اور مدعا بیان کیا لیکن اس نے انکار کردیا، وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کردیا۔اس نے لڑکا جنا اور کہا کہ یہ لڑکا جریج کا ہے۔لوگ آئے اور جریج کے عبادت خانے کو توڑ دیا اور اسے نیچے اتار کر گالی گلوچ کی۔ جریج نے وضو کیا اور نفل نماز پڑھی، پھر لڑکے کے پاس آیا اور کہا: اے لڑکے! تمہارا باپ کون ہے؟ اس نے کہا: چرواہا۔لوگوں نے کہا کہ ہم نے آپ کا جو عبادت خانہ توڑا ہے اسے سونے سے بنادیتے ہیں اس نے کہا: نہیں صرف مٹی سے بنادو (بخاری:2482)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین آدمی نکل کر جارہے تھے کہ انہیں بارش نے آلیا وہ ایک پہاڑ کی غار میں داخل ہوگئے اور ایک پتھر نے ان کا راستہ روک لیا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اپنے بہترین عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے جو آپ نے کیا ہو۔ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میں جانوروں کو چرایا کرتا تھا۔جب میں واپس آتا تو ان کو دوہتا اور دودھ لے کر والدین کی خدمت میں حاضر ہوتا۔وہ پی لیتے تو پھر اپنے بیوی بچوں کو پلاتا۔ایک رات مجھے دیر ہوگئی اور جب میں آیا تو دونوں سو چکے تھے۔میں نے انہیں جگانا پسند نہ کیا اور بچے میرے پیروں کے پاس رو رہے تھے۔میری اور والدین کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی! اے اللہ! اگر یہ کام تیرے نزدیک میں نے صرف تیری رضا کے لیے کیا تو پتھر کو اتنا ہٹا دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ پس وہ ہٹا دیا گیا۔دوسرے نے کہا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں اپنے چچا کی بیٹی سے اس درجہ محبت کرتا تھا جتنی کسی مرد کو عورت سے ہوسکتی ہے۔اس نے کہا کہ آپ کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا جب تک سو دینار نہ دیں۔ میں نے کوشش کرکے وہ جمع کرلیے اور جب اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈریے اور مہر کو بغیر حق کے نہ توڑیے۔

Islam The World Religion

میں کھڑا ہو گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ اگر تیرے علم کے مطابق میں نے یہ صرف تیری رضا کے لیے کیا تو پتھر کو ہمارے سامنے سے ہٹا دے۔ پس وہ پتھر ان سے دو تہائی ہٹا دیا گیا۔ تیسرے نے کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک فرق (اُس زمانے کا ٹوپہ) جوار کے بدلے ایک آدمی کو کام پر لگایا تھا۔ جب میں اسے دینے لگا تو اس نے لینے سے انکار کیا۔ میں نے وہ فرق جوار بو دی، جس سے گائیں اور چرواہا خرید لیا۔ پھر اس شخص نے آکر کہا اے اللہ کے بندے! میرا حق مجھے دے دو۔ میں نے کہا کہ ان گایوں اور چرواہے کی طرف جاؤ، یہ سب تمہارا مال ہے۔ اس نے کہا کہ کیا آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: میں تم سے مذاق نہیں کرتا بلکہ وہ سب کچھ تمہارا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم کے مطابق یہ محض تیری رضا کے لیے کیا تو ہمیں اس سے نکال دے۔ تو وہ پتھر ان کے سامنے سے ہٹ گیا (بخاری: 2215)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سَرِیَّہ (فوجی دستہ) روانہ فرمایا جو دس آدمیوں پر مشتمل تھا۔ حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا جو عاصم بن عمر کے جد امجد ہیں۔ وہ چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ ہداۃ کے مقام پر پہنچے جو عُسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان ہے تو بَنُو ھُذَیل کے قبیلہ بَنُو لَحیَان کو ان کا پتہ چل گیا انہوں نے ان حضرات کی خاطر تقریباً دو سو آدمی روانہ کیے جو سب کے سب تیر انداز تھے وہ ان کے قدموں کے نشانات دیکھ کر چلتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے جو کھجوریں کھائی تھیں جن کو یہ مدینہ منورہ سے زادِ راہ کے طور پر لائے تھے، ان کی گٹھلیاں دیکھ کر کہنے لگے یہ تو یثرب کی کھجور ہے، وہ نشانات کو دیکھ کر چلتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت عاصم اور انکے ساتھیوں کو دیکھ لیا۔ یہ حضرات پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے ان لوگوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور کہنے لگے کہ نیچے اتر آؤ اور ہمارے ہاتھ پر گرفتاری دے دو۔ ہم تمہارے ساتھ پکا عہد و پیاں کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی ایک کو بھی ہم قتل نہیں کریں گے۔ امیرِ سریہ حضرت عاصم بن ثابت نے فرمایا: لیکن خدا کی قسم میں تو آج کسی کافر کی ذمہ داری پر نہیں اتروں گا، اے اللہ ہماری خبر اپنے نبی تک پہنچا دے۔ پھر انہوں نے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی اور سات آدمیوں کو شہید کر دیا جن میں حضرت عاصم بھی تھے، باقی تین حضرات ان کے عہد و پیمان پر یقین

Islam The World Religion

کر کے نیچے اتر آئے، جن میں حضرت خبیب انصاری، ابن دثنہ اور ایک آدمی اور تھے۔ جب یہ حضرات کفار کے قبضے میں آ گئے تو انہوں نے انہیں کمانوں کی رسی سے باندھ لیا۔ تیسرے صاحب فرمانے لگے کہ یہ بدعہدی کی ابتدا ہے لہٰذا میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا، میں اپنے ساتھیوں کی پیروی کروں گا جو جامِ شہادت نوش فرما گئے ہیں۔ کافر انہیں لے کر چلتے جانے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ جانے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ آخرکار انہیں شہید کر دیا گیا۔ پھر وہ حضرت خبیب اور حضرت ابن دَثِنَہ کو لے کر گئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں لے جا کر فروخت کر دیا۔ یہ واقعہ غزوہِ بدر کے بعد پیش آیا، حضرت خبیب کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹے نے خرید لیا کیوں کہ انہوں نے حارث کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا۔ خبیب انکی قید میں تھے۔ زینب بنتِ حارث بتاتی ہیں کہ جب لوگ خبیب کو قتل کرنے کی غرض سے جمع ہونے لگے تو خبیب نے مجھ سے اُسترا مانگا تاکہ ناپاکی دور کریں۔ میں نے انہیں دے دیا۔ پھر خبیب نے میرے ایک بچے کو پکڑ لیا اور میں بے خبر تھی، جب میں خبیب کے پاس گئی تو دیکھا کہ انہوں نے اپنی ران پر میرا بچہ بٹھایا ہوا ہے اور اُسترا ہاتھ میں ہے، میرے اوسان خطا ہو گئے تو خبیب نے میرے چہرے سے دلی کیفیت جان لی، کہا: تم اس لئے ڈر رہی ہو کہ میں بچے کو قتل کر دوں گا؟ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ خدا کی قسم میں نے خبیب سے اچھا قیدی نہیں دیکھا۔ ایک روز میں نے انہیں دیکھا کہ انگوروں کا گچھا ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ کھا رہے ہیں، حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ مکرمہ میں اس وقت یہ پھل دستیاب نہیں تھا۔ وہ کہتی تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبیب کے لیے روزی بھیجی گئی تھی۔ جب وہ لوگ قتل کرنے کے لیے انہیں حرم سے باہر لے گئے تو خبیب نے ان سے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز ادا کرنے دو، انہوں نے جلدی جلدی نماز مکمل کی، پھر فرمایا: اگر تم یہ نہ سوچتے کہ موت سے ڈر کر ایسا کر رہا ہے تو میں نماز کو طول دیتا۔ اے اللہ انہیں چن چن کر مارنا اور کہا:

مَا أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي
وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ترجمہ: جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو پھر مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ

Islam The World Religion

مجھے جس کروٹ بھی لٹایا جائے۔ یہ سب کچھ اللہ کی ذات کی خاطر ہے، اگر وہ چاہے تو الگ الگ ہوجانے والے جوڑوں میں بھی برکت ڈال دے۔

پھر حارث کے بیٹے نے انہیں قتل کر دیا۔ خبیب ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے قیدی ہوکر قتل کیے جانے والے مسلمان کے لیے یہ رسم جاری فرمائی کہ پہلے دو نفل پڑھ لے۔ ادھر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی جو انہوں نے شہادت کے روز مانگی تھی۔ پس نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو سب کچھ بتا دیا جو ان پر گزری۔ کفار قریش کو جب حضرت عاصم کے قتل ہو جانے کی خبر ہوئی تو انہوں نے چند آدمی بھیجے کہ عاصم کے جسم کا کوئی حصہ لے کر آئیں جس سے اس کے قتل کا اطمینان ہو۔ یہ حرکت اِس لیے تھی کہ حضرت عاصم نے قریش کے سرداروں میں سے ایک آدمی عتبہ بن ابی معیط کو جنگِ بدر میں موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم کے پاس بھڑوں کو مقرر فرما دیا جنہوں نے قریش کے بھیجے ہوئے آدمیوں سے انہیں محفوظ رکھا اور وہ ان کے جسم کا کوئی ٹکڑا کاٹنے میں کامیاب نہ ہو سکے (بخاری: ۴۰۸۶، ۳۰۴۵)۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ رات کے وقت سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے اور نزدیک ہی ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا کہ گھوڑا بدکنے لگا۔ یہ خاموش ہو گئے تو وہ بھی رک گیا، یہ دوبارہ پڑھنے لگے تو گھوڑا پھر بدکنے لگا، یہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا، پھر تیسری بار پڑھنے لگے تو گھوڑا بھی بدکنے لگا، پھر تو یہ بالکل رک گئے، کیونکہ ان کا صاحبزادہ یحییٰ گھوڑے کے قریب سویا ہوا تھا لہٰذا انہیں ڈر ہوا کہ گھوڑا اسے کہیں کچل نہ دے۔ صبح کے وقت نبی کریم ﷺ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابن حضیر پڑھو! اے ابن حضیر پڑھو! عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں وہ یحییٰ کو نہ کچل دے جو قریب ہی سویا ہوا تھا، لہٰذا میں نے سر اٹھا کر دیکھا اور اس کے پاس جا کر اسے ہٹایا، پھر میں نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی تو ایک چھتری جیسی چیز دیکھی جس میں چراغ جیسی چیزیں فروزاں تھیں۔ جب میں باہر نکلا تو کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ فرمایا: تم جانتے ہو وہ کیا چیز تھی؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ فرمایا: وہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز کے نزدیک آتے تھے۔ اگر تم پڑھتے

رہتے تو وہ بھی صبح تک اسی طرح رہتے اور لوگ بھی واضح طور پر ان کا مشاہدہ کرتے اور وہ فرشتے ان سے نہ چھپتے (بخاری:5018، مسلم:796)۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ صفہ درویش آدمی تھے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ تیسرا لے جائے اور چار کا ہو تو پانچواں، اگر پانچ کا ہو تو چھٹا۔ حضرت ابو بکر تین حضرات کو لے آئے اور نبی کریم ﷺ دس افراد کو لے گئے۔ میں، میرے والد ماجد اور والدہ محترمہ اور میری بیوی اور خادم بھی گھر میں تھے۔ حضرت ابو بکر نے شام کا کھانا نبی کریم ﷺ کے پاس کھایا۔ پھر وہیں رہے یہاں تک کہ عشاء پڑھی گئی۔ پھر واپس آئے۔ ان کی اہلیہ محترمہ عرض گزار ہوئیں کہ آپ اپنے مہمانوں کے پاس دیر سے کیوں آئے؟ فرمایا: کہ کیا انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ عرض کیا: کھانا تو پیش کیا گیا تھا مگر مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ فرمایا: اے بیہودہ! اور بھی سخت لفظ کہے اور فرمایا: کھاؤ۔ اللہ کی قسم میں اسے کبھی نہیں کھاؤں گا۔ خدا کی قسم! ہم جو لقمہ بھی اٹھاتے تو اس کے نیچے اس سے بہت زیادہ بڑھ جاتا۔ پس سب شکم سیر ہو گئے اور جو پہلے تھا اس سے بھی زیادہ باقی رہ گیا۔ حضرت ابو بکر نے کھانے کی طرف دیکھا تو وہ اتنا ہی یا پہلے سے زیادہ تھا۔ انہوں نے اپنی زوجہ سے فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض گزار ہوئیں: میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! اب تو اس سے تین گنا زیادہ ہے۔ حضرت ابو بکر نے بھی اس سے کھایا اور فرمایا کہ وہ قسم شیطان کی طرف سے تھی جو میں نے کہا تھا کہ اللہ کی قسم کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پھر انہوں نے قسم توڑنے کے لیے اس میں سے ایک لقمہ کھا کر اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ حضور ﷺ کے پاس درجنوں آدمی تھے، ان سب نے اس میں سے کھایا (بخاری:602)۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے مجھے وصیت فرمائی کہ:

يَا بُنَيِّ إِنْ عَجَزْتَ عَنْهُ فِي شَيْءٍ، فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ، قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتَّى قُلْتُ: يَا أَبَةِ مَنْ مَوْلَاكَ؟ قَالَ: اللَّهُ، قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دَيْنِهِ، إِلَّا قُلْتُ: يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ، فَيَقْضِيهِ (بخاری

:3129)۔

ترجمہ: اے میرے بیٹے اگر تم میرا قرض ادا کرنے سے عاجز آ جاؤ تو میرے مولا سے مدد مانگنا۔حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ نہ سکا کہ مولا سے ان کی مراد کیا تھی؟ میں نے پوچھ لیا کہ اے والدِ گرامی آپ کا مولا کون ہے؟ فرمایا: اللہ۔اللہ کی قسم جب بھی ان کا قرض اتارنے کے معاملے میں مجھے کوئی مشکل پیش آتی تو میں کہتا: اے زبیر کے مولا، ان کا قرض ادا فرما دے، تو اللہ تعالیٰ ان کا قرض ادا کروا دیتا۔

جب مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر گھمسان کا رن پڑا تو مسلمانوں کے قدم ڈگمگانے لگے۔حضرت ثابت اور حضرت سالم رضی اللہ عنہما نے آپس میں کہا کہ عہدِ رسالت میں تو ہم کفار سے اس طرح لڑا کرتے تھے۔دونوں نے اپنے اپنے لیے گڑھا کھودا اور اس میں جم کر دشمن پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی حتیٰ کہ دونوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔اس روز حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک نفیس اور قیمتی زرہ پہن رکھی تھی۔ایک شخص آپ کی نعش کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ زرہ اتار لی اور جا کر چھپا دی۔اسی شب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو خواب میں فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔خبردار! یہ خیال نہ کرنا کہ یہ محض خواب ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں۔سنو! میں کل جب مقتول ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا اور میری زرہ اتار لی۔اس کی رہائش گاہ پڑاؤ کے آخری کنارہ پر ہے۔اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے خیمے کے نزدیک ایک گھوڑا چر رہا ہے جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی بندھی ہے۔اس شخص نے میری زرہ پر ایک دیگچہ الٹا رکھ دیا ہے۔اس کے اوپر اونٹ کا کجاوا ہے۔تم صبح حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ میری زرہ اس شخص سے لے لیں۔دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ طیبہ پہنچو تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ ثابت پر اتنا قرضہ ہے، وہ ادا کر دیں اور میرے فلاں فلاں غلام کو آزاد کر دیں۔جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا۔حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہ رزہ وہاں سے تلاش کر لی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت پر عمل کیا (مستدرکِ حاکم:5036،5035)۔صحیح

Islam The World Religion

افضلیتِ شیخین اور محبتِ ختنین

(1)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ؟ إِنْ يَكُنِ اللهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا، قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ، إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَا تَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ، إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ (بخاری:466،مسلم:6170، ترمذی:3660،السنن الکبریٰ للنسائی:8103)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا، پس آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے، اس کے درمیان اختیار دیا، پس اس بندے نے اس کو اختیار کرلیا جو اللہ کے پاس ہے، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، تو میں نے اپنے دل میں کہا: اس بزرگ کو کیا چیز رلا رہی ہے، اگر اللہ نے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں اختیار دیا ہے اور اس بندے نے اس کو اختیار کرلیا جو اللہ کے پاس ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ ہی وہ بندے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے، آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تم مت رو، بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال میں مجھ پر احسان (یعنی خدمت) کرنے والا ابوبکر ہے اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کے اعتبار سے بھائی ہونے کا رشتہ اور محبت اپنی جگہ ہے، مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہیں رہے گا مگر اس کو بند کردیا جائے گا، سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔

(2)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ:

Islam The World Religion

أُدْعِیْ لِیْ اَبَا بَکْرٍ ، وَ اَخَاكِ ، حَتّٰی اَکْتُبَ کِتَابًا ، فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَیَقُوْلَ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلٰی، وَیَأْبَی اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ (مسلم:6181)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرضِ وفات میں مجھ سے فرمایا: ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تاکہ میں تحریر لکھ دوں، مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے اور کہنے والا کہتا نہ پھرے کہ میں زیادہ حق دار ہوں، حالانکہ اللہ اور تمام مومنین (یعنی فرشتے) ابوبکر کے سواء ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔

(3)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: رَأَیٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَا الدَّرْدَاءِ یَمْشِیْ بَیْنَ یَدَیْ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ، فَقَالَ: یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ، تَمْشِیْ قُدَّامَ رَجُلٍ لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ عَلٰی رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْهُ؟ (فضائل الصحابة :137، المعجم الاوسط للطبرانی:7306، مجمع الزوائد:14313)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابودرداء کو ابوبکر صدیق کے آگے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے ابودرداء تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو جس سے افضل شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوا۔

(4)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ عَلٰی قَلِیْبٍ عَلَیْهَا دَلْوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِیْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَیْنِ، وَفِیْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ یَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِیًّا مِنَ النَّاسِ یَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ، حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ (بخاری:3664)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کنویں سے ایک ڈول کھینچ رہا ہوں، میں نے اس میں سے پانی نکالا جتنا اللہ نے چاہا، پھر ابوبکر آئے اور انہوں نے ایک ڈول یا دو ڈول کھینچے اور ان کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ تعالیٰ ان کا ضعف دور فرمائے، پھر عمر بن الخطاب آئے اور (انکے ہاتھ میں) وہ ڈول بہت بڑا ہوگیا اور میں نے انکی مثل انتہاء درجے کا کام کرنے والا نہیں دیکھا جو

Islam The World Religion

حیران کر کے رکھ دے، حتیٰ کہ تمام لوگ سیراب ہو کر پیچھے ہٹ گئے (جیسے اونٹ اپنے مشرب سے سیراب ہونے کے بعد پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں)۔

(5)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ مَا خَلَا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ، لَا تُخْبِرْ هُمَا يَا عَلِيُّ (ترمذی:3665، 3666، ابن ماجہ: 95، المصنف لابن ابی شیبۃ 7 / 473، مسند احمد: 604، مسند ابی یعلیٰ: 533، المعجم الاوسط للطبرانی: 1348)۔ وَرَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَالْبَغْوِيُّ عَنْ اَنَسٍ (ترمذی: 3664، شرح السنۃ باب فضل ابی بکر و عمر حدیث: 3896)۔ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانٍ وَالطَّبْرَانِيُّ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ (ابن ماجہ: 100، ابن حبان: 6904، المعجم الاوسط للطبرانی: 4174)۔ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ جَابِرٍ ابْنِ عَبْدِ اللهِ (المعجم الاوسط للطبرانی: 8808)۔ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ (المعجم الاوسط للطبرانی: 4431)۔ وَفِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا (مسند احمد: 604)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ابوبکر اور عمر اگلے اور پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے، اے علی انہیں مت بتانا۔ اس حدیث کو سیدنا علی کے علاوہ حضرت انس، ابو جحیفہ، جابر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم نے روایت کیا۔ مسند احمد میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں جنتی بوڑھوں اور نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(6)۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ (ترمذی: 3662، ابن ماجہ: 97)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دو کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے، ابوبکر اور عمر۔

(7)۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اُرِيَ اللَّيْلَةَ

Islam The World Religion

رَجُلٌ صَالِحٌ كَانَ اَبَابَكْرٍ نُيِّطَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنُيِّطَ عُمَرُ بِاَبِيْ بَكْرٍ، وَنُيِّطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ. قَالَ جَابِرٌ: فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللهِ، وَاَمَّا نُوْطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ الْاَمْرِ الَّذِيْ بَعَثَ اللهُ بِهٖ نَبِيَّهٗ ﷺ (ابوداود:٤٦٣٦)۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت ابوبکر آپ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ حضرت عمر اور ان کے ساتھ حضرت عثمان لٹکے کھڑے ہیں۔ اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ یہ ساتھ لٹکنے والے اسی ترتیب کے ساتھ خلفاء ہوں گے اس مقصد کے لیے جو مقصد دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا ہے۔

(8)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِاَبِيْ بَكْرٍ اَحَداً، ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ (بخاری:3697، ابوداؤد: 4627، مسند ابی یعلیٰ:5595، 5596، 5597)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ابوبکر کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، پھر عمر، پھر عثمان، پھر ہم نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے، ان کے درمیان افضلیت نہیں دیتے تھے۔

(9)۔ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ، وَبَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ، وَبَعْدَهُمَا آخَرُ ثَالِثٌ، وَلَمْ يُسَمِّهٖ (مسند احمد:836، 837، 838، 839، 840، 874، 881، 882، 883، 911، 925، 935، 936، 937، 1034، 1035، 1036، 1044، 1055، 1056، 1058، ابن ماجہ:106، مصنف ابن ابی شیبہ 8 / 574، المعجم الکبیر للطبرانی :175، 176)۔

ترجمہ: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس امت میں اس کے نبی کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں، ابوبکر کے بعد عمر ہیں، اور ان دونوں کے بعد ایک

Islam The World Religion

تیسرا ہے، مگر آپ نے اس کا نام نہیں لیا۔اسی طرح کی حدیث بخاری میں ہے، برقم:3671۔

(10)۔ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ اَبَا بَكْرٍ، زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَّالِهِ، رَحِمَ اللهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا، تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ صَدِيْقٌ، رَحِمَ اللهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلَائِكَةُ، رَحِمَ اللهُ عَلِيًّا، اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ (ترمذی:3714)۔شواهده صحيحة۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابوبکر پر رحمت کرے، اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی، اور مجھے دار الہجرت تک سواری فراہم کی، اور اپنے مال میں سے بلال کو آزاد کیا۔اللہ عمر پر رحمت کرے، حق بات کہہ دیتا ہے خواہ کڑوی ہو، حق کی خاطر تنہا رہ جانا گوارا کر لیتا ہے۔اللہ عثمان پر رحمت کرے، اس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔اللہ علی پر رحمت کرے، اے اللہ حق کو اس کے ساتھ گھما دے یہ جدھر بھی جائے۔

(11)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِيْ: اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيْتُ اَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ اَنْتَ؟ قَالَ: مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری:۳۶۷۱،ابوداؤد:۴۶۲۹)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی) سے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اب یہ نہ کہیں کہ عثمان، میں نے عرض کیا پھر آپ ہوں گے، فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

اس حدیث میں بھی چاروں خلفائے راشدین کا ذکر خیر موجود ہے۔

(12)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَفِيْنَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا، ثُمَّ

Islam The World Religion

يَقُولُ سَفِينَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِي بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً، وَعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً، قَالَ سَعِيدٌ قُلْتُ لِسَفِينَةَ: اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ، قَالَ: كَذَبَتْ اَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ (ترمذی:۲۲۲۶،ابوداود:۴۶۴۶) الحدیث صحیح

ترجمہ: حضرت سعید بن جمہان نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خلافت تیس سال ہوگی۔ پھر ملوکیت ہو جائے گی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر کی خلافت دو سال شمار کر۔ اور عمر کی خلافت دس سال اور عثمان کی خلافت بارہ سال اور علی کی خلافت چھ سال۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ: کچھ لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے؟ انہوں نے فرمایا یہ بنی مروان کی بکواس ہے۔

(13)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِي عَلَى اَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُهُ حَدَّ الْمُفْتَرِيْ (فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل حدیث:۴۹، المؤتلف والمختلف للدارقطنی جلد ۳ صفحہ ۹۲، السنہ لعبداللہ:1242، السنہ لابن ابی عاصم:1027)۔

ترجمہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے جسے پایا کہ وہ مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہتا ہے تو میں اسے مفتری کی حد لگاؤں گا، یعنی اَسی کوڑے ماروں گا۔

(14)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ، قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ، ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ، قَالَ: هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ، أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: أَجَلْ، قَالَ: فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ (بخاری:3704)۔

ترجمہ: حضرت سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے شانِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے ان کے نیک اعمال بیان کر کے فرمایا: یہ باتیں تجھے بری لگی ہوں گی؟ اس نے کہا ہاں۔ انہوں نے

Islam The World Religion

فرمایا کہ اللہ تعالی تجھے ذلیل وخوار کرے، پھر اس نے شانِ علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے انکی بھی خوبیاں بیان کیں اور فرمایا: وہ ایسے ہیں کہ ان کا گھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان ہے اور پوچھا کہ یہ باتیں بھی تجھے بری لگی ہوں گی؟ جواب دیا ہاں۔ فرمایا: اللہ تعالی تجھے ذلیل وخوار کرے، جا دفع ہو اور میرا جو کرنا ہے کر لے۔

علمائے اہلِ سنت نے روافض اور خوارج کے مقابلے پر یہ اصول بیان کیا ہے کہ:

مِنْ عَلَامَاتِ اَهْلِ السُّنَّةِ تَفْضِيْلُ الشَّيْخَيْنِ وَحُبُّ الْخَتَنَيْنِ وَالْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ یعنی اہل سنت کی پہچان یہ ہے: ابو بکر و عمر کو افضل ماننا اور عثمان و علی سے محبت کرنا رضی اللہ عنہم اور موزوں پر مسح کرنا (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰، التمہید لابی الشکور السالمی صفحہ ۱۶۵، تکمیل الایمان صفحہ ۷۸، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳، البحر الرائق جلد ا صفحہ ۲۸۸)۔

افضلیتِ شیخین پر قرآن وسنت کی صحت کا دارومدار ہے۔ افضلیتِ شیخین کا انکار اور تمام صحابہ کے علم کے دروازے ہونے کا انکار قرآن وسنت کے مکمل ذخیرہ کا انکار ہے۔ محققین خود سوچیں کہ ایسے عقیدے پر کیا حکم لگتا ہے؟ حضرت علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ يَدُوْرُ عَلَيْهَا اِبْطَالُ مَذْهَبِ الشِّيْعَةِ فانَّ اولَ اصولِهم اَنَّ عليا رضى الله عنه افضلُ الكلِّ يُفرّعون عليه انه اشبهُ الصحابةِ بالنبى ﷺ فهو الخليفةُ واَنَّ مذهبهٗ هو الحقُّ لا مذهبُ غيرِهٖ ، واَنَّ الصحابةَ ظلموهُ حيث استخلفوا غيرَهٗ مع اَنَّه افضلُ واعلمُ و اشجعُ ، واَنَّ الظلمين غيرُ عُدولٍ فلا يَصحُّ روايةُ الحديثِ عنهم فيبطُلُ كلُّ حديثٍ رواهُ اهلُ السنةِ وهٰذا هو ترتيبُهُم فى تضليلِ ضُعَفاءِ المسلمين ، وَفَسَادُهٗ اَشَدُّ مِنْ مَفَاسِدِ مَذْهَبِ الْمُعْتَزِلَةِ وَ الْجَبَرِيَّةِ وَ اَشْبَاهِهِمْ فَيَجِبُ عَلَى الْعُلَمَآءِ الْاِهْتِمَامُ بِمَسْئَلَةِ الْاَفْضَلِيَّةِ (نبراس صفحہ ۳۰۲)۔

ترجمہ:- ابو بکر اور عمر کی افضلیت کا مسئلہ ایسا ہے کہ شیعہ مذہب کے ابطال کا دارومدار اسی پر ہے۔ ان کا پہلا اصول یہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، اس کا لازمی نتیجہ یہ

Islam The World Religion

ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں، تو بس وہی خلیفہ ہوئے، انہی کا مذہب حق ہوا نہ کہ کسی اور کا۔ اور یہ کہ ان کے افضل، اعلم اور اشجع ہونے کے باوجود صحابہ نے کسی کو خلیفہ بنا کر ان پر ظلم کیا۔ اور یہ کہ ظالم لوگ عدول نہیں ہوتے، لہٰذا ان سے حدیث روایت کرنا باطل ہوا، اس طرح ہر وہ حدیث باطل ہو گئی جسے اہل سنت نے روایت کیا ہے۔ یہ ہے وہ ترتیب جس سے یہ لوگ کمزور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اس کا فساد معتزلہ اور جبریہ جیسے مذاہب کے مفاسد سے زیادہ شدید ہے، لہٰذا علماء پر واجب ہے کہ مسئلہ افضلیت کو خصوصی اہمیت دیں۔

صدیق اکبر کی خلافت بوجہ افضلیت تھی

(1)۔ وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (النور:55)۔

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں، ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا، جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا، اور ان کے لیے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے ان کے لیے پسند کیا ہے، اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے، اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی ناشکری کریں گے تو ایسے لوگ نافرمان ہوں گے۔

اس آیت میں خلافت کا استحقاق، ایمان اور عمل پر موقوف رکھا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: لَوْ وُزِنَ اِيمَانُ اَبِي بَكْرٍ بِاِيمَانِ الْعَالَمِينَ لَرَجَحَ یعنی اگر ابو بکر کا ایمان تمام جہانوں کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابو بکر کا ایمان بھاری ہے (ابن عدی حدیث: ۱۰۱۲، مرفوعاً ضعیف اور شعب الایمان میں موقوفاً صحیح، فضائل الصحابہ: ۶۵۳ بِسَنَدٍ آخَر)۔

Islam The World Religion

عمل کے میدان میں بھی صدیق اکبر کا ہم پلہ کوئی نہیں، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : اللہ کی قسم ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ابوبکر ہم سے آگے نکل گیا (المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۶۸/۷، مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۲)۔

صدیق اکبر نے گھر کا سارا سامان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں کسی معاملے میں ابوبکر سے آگے نہیں بڑھ سکتا وَاللّٰہِ لَا اَسْبِقُہٗ اِلٰی شَیئٍ اَبَداً (ترمذی: ۳۶۷۵، ابوداؤد: ۱۶۷۸)۔

(2)۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْداً بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ، فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَا یُبْکِیْ ھٰذَا الشَّیْخَ اِنْ یَّکُنِ اللّٰہُ خَیَّرَ عَبْداً بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ؟ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ الْعَبْدَ، وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا، قَالَ: یَا أَبَا بَکْرٍ لَا تَبْکِ، اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ، وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِیْلًا مِّنْ اُمَّتِیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ، وَلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُہٗ، لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ، اِلَّا بَابَ أَبِیْ بَکْرٍ (بخاری: 466، 3654، 3904، مسلم: 6170، 6171، ترمذی: 3659، 3660)۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطاب فرمایا: بے شک اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا کہ دنیا اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے، ان میں سے ایک کو اختیار کر لے، تو اس نے اسے اختیار کیا جو کچھ اللہ کے ہاں ہے۔ ابوبکر رونے لگے، میں نے دل میں کہا اگر اللہ نے اپنے کسی بندے کو دنیا اور اپنے ہاں کی چیز کے درمیان اختیار دیا ہے اور اس بندے نے اللہ کے ہاں کی چیز کو اختیار کر لیا ہے تو اس میں اس بزرگ کو کون سی چیز نے رلایا؟ دراصل وہ بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تھے، اور ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ علم والا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر مت رو، مجھ پر صحبت اور مال کے لحاظ سے سب سے زیادہ احسان ابوبکر کے ہیں، اگر میں اپنی امت میں کسی کو (اپنا خلیل یعنی تنہائی کا دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا،

Islam The World Religion

لیکن اسلامی اخوت اور مودت (یعنی یہ میرا بھائی ہے اور ہم میں باہم مودت ومحبت ہے)۔ مسجد کو آنے والے تمام دروازے بند کر دیے جائیں سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔

(3)۔ حضرت ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں: مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهٗ، فَقَالَ: مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: اِنَّهٗ رَجُلٌ رَقِيْقٌ، اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ، قَالَ: مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَعَادَتْ، فَقَالَ: مُرِيْ اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ، فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ، فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ (بخاری:678، مسلم:948)۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور تکلیف شدید ہوگئی، تو فرمایا: ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے، حضرت عائشہ نے عرض کیا وہ نرم دل والے آدمی ہیں، جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے، فرمایا: ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ ام المومنین نے وہی بات دہرائی، فرمایا: ابوبکر سے کہہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تم لوگ یوسف کے زمانے والیاں ہو، پھر قاصد انکے پاس گیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

(4)۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَ اَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ یعنی ابوبکر ہمارے آقا ہیں اور ہم سب سے بہتر ہیں اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیارے ہیں (بخاری: ۳۶۶۸، ترمذی: ۳۶۵۶، مستدرک: ۴۴۷۷)۔

(5)۔ حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اِنَّا نَرٰى اَبَابَكْرٍ اَحَقَّ النَّاسِ بِهَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَنَّهٗ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ بِشَرَفِهٖ وَ كِبْرِهٖ وَلَقَدْ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالصَّلٰوةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ یعنی ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابوبکر کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ صاحبِ غار اور ثانی اثنین تھے۔ اور ہم آپکے شرف اور عظمت کو جانتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی موجودگی میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا (مستدرک: ۴۴۷۸)۔

(6)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے مرتبے اور ابوبکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور فرمایا: ابوبکر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔

Islam The World Religion

آپ نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ جس شخص کو ہمارا دینی پیشوا بنانے پر راضی ہیں ہم اسے اپنا دنیاوی پیشوا بنانے پر کیوں نہ راضی ہوں (اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: ۴۳، الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۸۱)۔

(7)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے ابوبکر کو ہم سب سے بہتر جانا اور اسے ہم پر ولایت دے دی (مستدرکِ حاکم: ۴۷۵۶)۔

(8)۔ سیدنا ابنِ مسعود فرماتے ہیں کہ: اِجۡعَلُوۡا اِمَامَکُمۡ خَیۡرَکُمۡ فَاِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ جَعَلَ اِمَامَنَا خَیۡرَنَا بَعۡدَہٗ یعنی سب سے افضل آدمی کو اپنا امام بناؤ، بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد ہم میں سے افضل کو ہمارا امام بنایا تھا (الاستیعاب صفحہ 433)۔

(9)۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ لکھتے ہیں: روحانی اور سیاسی خلیفہ کی تقسیم کا قول باطل ہے خبیث ہے اور صحابہ اور تابعین کے اجماع کے خلاف ہے بلکہ افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب، رب الارباب کا قرب اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کرامت ہے ھٰذَا قَوۡلٌ بَاطِلٌ خَبِیۡثٌ مُخَالِفٌ لِاِجۡمَاعِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیۡنَ الخ (المستند المعتمد صفحہ 198)۔

(10)۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: نیابتِ نبوی کا مستحق وہی شخص ہوسکتا ہے جس کا جوہرِ نفس، انبیاء کے جوہرِ نفس کے قریب ہو۔ بس اسے صورتِ خلافت یعنی ریاستِ عامہ اور معنیٔ خلافت یعنی قربِ انبیاء دونوں کا جامع ہونا چاہیے جیسا کہ خلفاءِ اربعہ علیہم الرضوان تھے (فتاویٰ مہریہ صفحہ 145)۔

اتقیٰ، اَعلم، سب سے بڑا خدمت گار، سب سے زیادہ محبوب، امامت کا مصلیٰ عطا ہونا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان کہ: جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارا دین کا امام بنایا ہے ہم اسے دنیا کا امام کیوں نہ بنائیں؟ نقشبندی سلسلے سمیت تمام سلاسل میں صدیقی فیض کا اجراء، یہ سب اعزاز بتاتے ہیں کہ صدیقِ اکبر کو محض سیاسی خلیفہ کہنا جھوٹ اور سیدھی رافضیت ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے: چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے۔

صدیقِ اکبر کو سیاسی خلیفہ مان لینے پر ایرانی رافضیوں کو بھی کوئی اعتراض نہیں، اس لیے کہ یہیں سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے استحقاقِ خلافت کی بنیاد اٹھتی ہے۔

Islam The World Religion

صحابہ کرام میں سب سے بڑا عالم کون؟

(1)۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى (اللیل:17)۔

ترجمہ: سب سے بڑا متقی جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا۔

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اتقی یعنی سب سے بڑا متقی قرار دیا گیا ہے۔ تقویٰ کے لیے علم شرط ہے، تو جو سب سے بڑا متقی ہوگا وہی سب سے بڑا عالم ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اِنَّ اَتْقَاكُمْ وَاَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا یعنی بے شک تم سب سے بڑا متقی اور اللہ کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا میں ہوں (بخاری:20)۔

(2)۔ حدیث شریف میں سیدنا ابو سعید خدری کا قول موجود ہے کہ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے (بخاری: 466، مسلم: 6170، ترمذی: 3660، السنن الکبریٰ للنسائی: 8103)۔

(3)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر کو امامت کرانے کا حکم دیا مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ (بخاری: 678، مسلم: 948)۔ یہ آپ کے سب سے بڑا عالم ہونے کا ثبوت ہے۔

(4)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو صدیق اکبر نے خطبہ دیا اور یہ آیت پڑھی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الآية : اللہ کی قسم ایسے لگتا تھا کہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ اس آیت کو اللہ نے کس مقصد کے لیے اتارا تھا حتیٰ کہ ابو بکر نے اسے اس موقع پر پڑھا۔ لوگوں نے اسے ابو بکر سے سمجھا۔ پھر ہر شخص یہی آیت تلاوت کرتا ہوا سنا گیا (بخاری: 1241، 1242)۔ یہ بھی آپ کے سب سے بڑا عالم ہونے کا ثبوت ہے۔

(5)۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے خلاف ڈٹ کر دکھایا اور تمام صحابہ کو اپنی تحقیق کے مطابق قائل کر لیا (بخاری: 1399، مسلم: 124، ابوداؤد: 1556، ترمذی: 2607، نسائی: 2443، ابن ماجہ: 71)۔ یہ بھی آپ کے سب سے بڑا عالم ہونے کا ثبوت ہے۔

(6)۔ اس پر تمام صحابہ کا اجماع ہے کہ صدیق اکبر سب سے بڑے عالم تھے۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ: ابو بکر تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے اس لیے کہ جب حضرت ابو

Islam The World Religion

سعید خدری نے کہا: كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا تو کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا، نبی کریم ﷺ نے انہیں عظیم خصوصیت کے ساتھ مختص فرمایا (عمدۃ القاری جلد 4 صفحہ 72)۔

اس حدیث کی شرح میں بے شمار علماء نے اعلمیتِ صدیق بیان فرمائی ہے (فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۵۸، البحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۶۰۷، عمدۃ القاری جلد ۴ صفحہ ۲۲۴، اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۱۴، مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۸۲ وغیرہ)۔

(7)۔ حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اَبُو بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ هُوَ اَعْلَمُ الصَّحَابَةِ وَ اَفْضَلُهُمْ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے اور سب سے افضل تھے (فتاویٰ شامی ۵ / ۵۵۲)۔

سب سے زیادہ بہادر کون؟

(1)۔ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں صحابہ کرام کو مالی اور جانی خدمات کا حکم دیا ہے اور اس عمل کو بار بار سراہا ہے، مثلاً: وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ (التوبۃ:41)۔

ترجمہ: اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرٍ (بخاری:467)۔

ترجمہ: تمام لوگوں میں جان قربان کرنے میں اور مال قربان کرنے میں ابوبکر سے بڑھ کر مجھ پر احسان (خدمت) کسی کا نہیں۔

إِنَّ اللهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ (بخاری:3661)۔

ترجمہ: اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا تو تم سب لوگوں نے مجھے جھٹلایا مگر ابوبکر نے کہا کہ میرا نبی سچا ہے، ابوبکر نے جان قربان کر کے اور مال قربان کر کے میری خدمت کی۔

(2)۔ نبی کریم ﷺ کے لیے سب سے سخت دن وہ تھا جب آپ مسجد حرام میں نماز کے لیے داخل ہوئے تو چند کافروں نے آپ سے جنگ شروع کر دی اور ابوبکر صدیق نے آ کر آپ

Islam The World Religion

ﷺ کا اکیلے دفاع کیا (بخاری: 3678)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی آپ ﷺ کے قریب نہ گیا سوائے ابوبکر کے (مجمع الزوائد: 14333)۔

(3)۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کا مقابلہ کرتے وقت تمام صحابہ کرام سے بڑھ کر دلیری کا مظاہرہ فرمایا (بخاری: 1399، مسلم: 124، ابوداؤد: 1556، ترمذی: 2607، نسائی: 2443، ابن ماجہ: 71)۔

(4)۔ صدیق اکبر نے مسجدِ حرام میں تنہا نبی کریم ﷺ کا دفاع کیا (بخاری: 3678)۔

(5)۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جن حالات میں لشکرِ اسامہ کو روانہ کیا تھا، بہادری کی ایسی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر میں مدینہ میں اکیلا رہ جاؤں اور مجھے بھیڑیے پھاڑ کر کھا جائیں، تو پھر بھی میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا جسے نبی کریم ﷺ نے خود تیار کیا تھا۔

(6)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے، آپ بتایئے کون بہادر ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔ جب بدر کا دن آیا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک عرشہ تیار کیا، ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون رہے گا تاکہ کوئی مشرک آپ کی طرف بڑھنے کی ہمت نہ کرے؟ تو اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی قریب نہ گیا سوائے ابوبکر کے جو رسول اللہ ﷺ کے سر پہ تلوار لہرائے پہرہ دے رہے تھے، جب بھی کوئی دشمن آپ ﷺ کی طرف بڑھتا تو ابوبکر اسے آڑے ہاتھوں لیتے، تو یہی ہے تمام لوگوں سے زیادہ بہادر فَهٰذَا اَشْجَعُ النَّاسِ (مجمع الزوائد: 14333)۔

(7)۔ جب ابوبکر صدیق اعلم اور اشجع ہیں تو پھر وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ کے معیار کے مطابق بھی وہی مستحقِ خلافت ہوئے۔ اس لیے کہ بَسْطَةٌ فِي الْجِسْمِ کا مقصود بہادری ہوتا ہے۔ جہاں تک جسم کی ظاہری طاقت کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث میں نص موجود ہے کہ: میں نے عمر جیسا طاقتور کوئی مردِ جواں نہیں دیکھا: لَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ وفی روایة مسلم: فَلَمْ اَرَ نَزْعَ رَجُلٍ قَطُّ اَقْوٰى مِنْهُ (بخاری: 3633، مسلم: 6195)۔ لیکن صدیق اکبر زیادہ بہادر ہیں عمر

Islam The World Religion

فاروق سے بھی۔

★...★...★

Islam The World Religion

چوتھا باب:

امت پر صحابہِ کرام کے احسانات

Islam The World Religion

Islam The World Religion

ہم پر کس کس کی پیروی لازم ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(1)۔ تَرَكْتُ فِيكُمُ الْأَمْرَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ (مؤطا امام مالک : کتاب القدر، باب النھی عن القول بالقدر:۳)۔

ترجمہ: میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت

(2)۔ تَرَكْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللهِ... وَأَهْلَ بَيْتِي (مسلم:۶۲۲۵)۔

ترجمہ: میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری عترت۔

(3)۔ اِقْتَدُوا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَّ عُمَرَ (ترمذی:۳۶۶۲، ۳۸۰۵، ابن ماجہ:۹۷)۔

ترجمہ: میرے بعد آنے والے دو خلیفوں کی پیروی کرنا، ابوبکر اور عمر۔

(4)۔ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ ی (ابو داؤد : ۴۶۰۷، ترمذی:۲۶۷۶، ابن ماجہ:۴۲)۔

ترجمہ: تم پر لازم ہے کہ میری سنت پر چلو اور میرے خلفاءِ راشدین مہدیین کی سنت پر چلو۔

(5)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَهْمَا أُوتِيتُمْ مِنْ كِتَابِ اللهِ فَالْعَمَلُ بِهِ، لَا عُذْرَ لِأَحَدٍ فِي تَرْكِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ، فَسُنَّةٌ مِنِّي مَاضِيَةٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ سُنَّتِي، فَمَا قَالَ أَصْحَابِي، إِنَّ أَصْحَابِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ، فَأَيُّمَا أَخَذْتُمْ بِهِ اهْتَدَيْتُمْ، وَاخْتِلَافُ أَصْحَابِي لَكُمْ رَحْمَةٌ (المدخل:1247، 1248، 1249)۔ حَسَنٌ، وَلَهُ شَوَاهِدُ، مَرَّ أَحَدُهَا فِي السَّابِقِ (مسلم:6466)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بھی تمہیں اللہ کی کتاب میں سے دلیل دی جائے تو اس پر عمل لازم ہے، اسے ترک کرنے کے لیے کسی

کے پاس کوئی بہانہ نہیں، اگر اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو میری گزری ہوئی سنت تمہارے سامنے ہو گی، تو اگر میری سنت میں نہ ہو تو جو کچھ میرے صحابہ نے کہا ہو، بے شک میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، پس تم جس سے بھی دین حاصل کرلو گے تمہیں ہدایت مل جائے گی، اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔

(6)۔ عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ یعنی ہمیشہ بڑے گروہ کے ساتھ رہو(ابنِ ماجہ : ۳۹۵۰)۔

تمام صحابہ کرام علم کے دروازے ہیں

(1)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کو خود علم سکھایا ہے، اللہ کریم فرماتا ہے:

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ یعنی میرا نبی لوگوں کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے (الجمعہ:۲)۔

(2)۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: اِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ، وَ اِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّيْنِ، فَإِذَا اَتَوكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا یعنی بے شک لوگ تمہارے تابع ہوں گے۔ لوگ تمہارے پاس زمین کے کونے کونے سے دین کی فقہ حاصل کرنے کیلئے آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں اچھی تربیت دینا (ترمذی :۲۶۵۰، ابن ماجہ :۲۴۹)۔

(3)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَضَّرَ اللهُ اِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ. ثَلٰثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ. اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنَّصِيحَةُ لِلْمُسْلِمِينَ وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ. فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَآءِهِمْ (مسند احمد حدیث:۲۱۶۴۵، ترمذی حدیث:۲۶۵۶،۲۶۵۷،۲۶۵۸، ابوداؤد:۳۶۶۰، ابن ماجۃ حدیث:۲۳۰،۲۳۱،۲۳۲، سنن الدارمی:۲۳۴،۲۳۵،۲۳۶)۔

Islam The World Religion

ترجمہ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ آباد رکھے اس شخص کو جس نے میری بات کو سنا اور اسے یاد رکھا اور آگے پہنچا دیا۔ کتنے ہی علمی نکات رٹنے والے ایسے ہوتے ہیں جنہیں ان نکات کی خود کوئی سمجھ نہیں ہوتی اور کتنے ہی علمی نکات جاننے والے ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ بیان کرتے ہیں تو اگلا ان سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے۔ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا۔ اللہ کی خاطر مخلصانہ عمل، مسلمانوں کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کا ساتھ دینا۔ پس بے شک انکی دعوت کی برکت انکی پشت پناہی کرتی ہے۔

(4)۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَسْمَعُوْنَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ، وَ يُسْمَعُ مِمَّنْ يَّسْمَعُ مِنْكُمْ یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے سنتے ہو اور لوگ تم سے سنیں گے، اور جنہوں نے تم سے سنا ہے بعد والے لوگ ان سے سنیں گے (مسند احمد: ۲۹۵۱، ابوداؤد: ۳۶۵۹، ابن حبان: ۶۲)۔

(5)۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ا قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً یعنی حضرت عبد اللہ ابن عمرو فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے ایک آیت بھی سنو تو آگے پہنچا دو (بخاری: ۳۴۶۱)۔

(6)۔ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ یعنی آج جو لوگ حاضر ہیں وہ ان کو بتا دیں جو موجود نہیں ہیں، ہوسکتا ہے جو آج موجود نہیں وہ زیادہ یاد رکھنے والا ہو (بخاری: ۶۷، مسلم: ۴۳۸۳)۔

(7)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا یعنی (اللہ کے بندے یہ دعا کرتے ہیں کہ) اے ہمارے رب ہمیں متقین کا امام بنادے (الفرقان: ۷۴)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر نسل اپنے بعد والی نسل کے لیے امام اور مقتداء ہے۔

چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں : نَقْتَدِيْ بِالْمُتَّقِيْنَ وَ يَقْتَدِيْ بِنَا الْمُتَّقُوْنَ یعنی ہم متقین کی اقتداء کرتے ہیں اور بعد والے متقین

Islam The World Religion

ہماری اقتداء کریں گے(تفسیر بغوی جلد ۳ صفحہ ۳۴۸)۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نَقْتَدِیْ بِمَنْ قَبْلَنَا وَ یَقْتَدِیْ بِنَا مَنْ بَعْدَنَا یعنی ہم اپنے سے پہلے والوں کی اقتداء کرتے ہیں اور جو لوگ ہمارے بعد ہیں وہ ہماری اقتداء کریں گے۔

امام قرطبی لکھتے ہیں کہ: اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَدِیْنَةُ عِلْمٍ وَأَصْحَابُهٗ أَبْوَابُهَا یعنی نبی کریم ﷺ علم کا شہر اور آپ کے تمام صحابہ اس کے دروازے ہیں (تفسیر قرطبی جلد ۹ صفحہ ۲۸۶)۔حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں: وَ قَالَ الْعُلَمَاءُ جَمِیْعُ الصَّحَابَةِ بِمَنْزِلَةِ الْاَبْوَابِ یعنی علماء نے فرمایا ہے کہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں (مرقاۃ ۱۱/۳۴۵)۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا علم دوسرے صحابہ سے بھی پہنچا ہے اور حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۷۷)۔

جن صحابہ کرام کو علمی خدمات کے لیے نامزد کیا گیا

(1)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار آدمیوں سے قرآن سیکھو، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور سالم رضی اللہ عنہم (بخاری حدیث: ۳۷۵۸، مسلم: ۶۳۳۴)۔

(2)۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لیے قرآن کی جو تفسیر ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) کردے میں اس پر راضی ہوں (مستدرک حاکم حدیث: ۵۴۷۴)۔

(3)۔ اور فرمایا: جو حدیث تمہیں عبداللہ ابن مسعود بتائے اسے سچ سمجھو وَمَا حَدَّثَكُمْ اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ فَصَدِّقُوْهُ (ترمذی حدیث: ۳۷۹۹، مستدرک حاکم حدیث: ۴۵۰۹)۔

(4)۔ قرآن مجید کو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چار صحابہ نے جمع کیا: حضرت ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم (بخاری حدیث: ۳۸۱۰، ۵۰۰۳، ۵۰۰۴، مسلم حدیث: ۶۳۴۰، ترمذی حدیث: ۳۷۹۴)۔

(5)۔ بعد میں قرآن حکیم کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک صحیفے میں جمع کرایا اور یہ سارا

Islam The World Religion

کام حضرت زید کے ہاتھوں سے ہوا(بخاری حدیث:۴۹۸۶)۔

(6)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ اَجْراً فِی الْمَصَاحِفِ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ کَانَ اَوَّلَ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ بَیْنَ الْلَوْحَیْنِ یعنی بے شک تمام لوگوں میں مصاحف کے معاملے میں سب سے زیادہ اجر پانے والے ابوبکر صدیق ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قرآن کو دو تختیوں کے درمیان جمع کیا(فضائل الصحابہ حدیث: ۵۱۳، ۵۱۴، ۲۸۰)اسنادہ حسن۔

(7)۔ پھر اسکے بعد سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے اسے ایک قرأت پر جمع فرمایا۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب کچھ لوگوں کو قرأت میں اختلاف کرتے ہوئے دیکھا تو حضرت عثمان سے عرض کیا اے امیر المومنین: اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ یَّخْتَلِفُوْا فِی الْکِتَابِ یعنی اے امیر المومنین اس امت کی مدد کو پہنچیں اس سے پہلے کہ یہ کتاب میں اختلاف کریں(بخاری :۴۹۸۷)۔

(8)۔ اَنَادَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا(ترمذی:۳۷۲۳)۔قَالَ التِّرْمِذِی غَرِیْبٌ مُنْکَرٌ

ترجمہ: میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

اسی طرح کی ایک مفصل حدیث اس طرح ہے: اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَاَبُوْ بَکْرٍ اَسَاسُهَا وَعُمَرُ حِیْطَانُهَا وَعُثْمَانُ سَقْفُهَا وَعَلِیٌّ بَابُهَا یعنی میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کی بنیاد ہے اور عمر اس کی چاردیواری ہے اور عثمان اس کی چھت ہے اور علی اس کا دروازہ ہے (مسند فردوس حدیث:۱۰۵،صواعق محرقہ صفحہ ۳۴)۔ضعیف

ان دونوں حدیثوں کی سند پر علماء نے سخت جرح فرمائی ہے،لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ چاروں اللہ کے پیارے علم کے عظیم دروازے ہیں اوران سب سے کثرت کے ساتھ علم کا منقول ہونا اس کا واضح ثبوت ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے اور مزید آگے بیان ہو رہی ہے۔

کسی صحابی کا نام لے کران کی کوئی شان بیان کرنے سے دوسروں کی شان کی نفی نہیں ہوتی۔مثلاً حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امین الامت ہیں(بخاری حدیث:۳۷۴۵، مسلم حدیث:۶۲۵۴)۔اس سے دوسرے صحابہ کے امین ہونے کی نفی مراد نہیں۔اسی طرح سیدنا

Islam The World Religion

امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسد اللہ یعنی شیر خدا ہیں (مستدرک حاکم حدیث:۴۹۶۱)۔مگر اس سے دوسرے صحابہ کے شیر خدا ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔مزید اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔

(9)۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حافظہ عطا فرمایا(بخاری:۱۱۸، ۱۱۹، ۲۰۴۷، ۲۳۵۰)۔سب سے زیادہ احادیث کا راوی ہونے کی ایک وجہ یہ ہے۔

(10)۔ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْ بَكْرٍ، وَ اَشَدُّهُمْ فِیْ اَمْرِ اللهِ عُمَرُ، وَ اَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ، وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَ اَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، اَلَا وَ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْناً وَ اِنَّ اَمِيْنَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ (ترمذی:3791،السنن الکبریٰ للنسائی:8242،مجمع الزوائد:14918)۔صحیح

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے اس پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہے،اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے،سب سے زیادہ حیاء والا عثمان ہے،سب سے بڑا قاری ابی بن کعب ہے،سب سے زیادہ میراث کا ماہر زید بن ثابت ہے،حلال اور حرام کا سب سے بڑا عالم معاذ بن جبل ہے،خبردار! ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔اس حدیث میں امین سے مراد قرآن وسنت کا امین ہے،فَقَالُوا: ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمْنَا السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَقَالَ: هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ (مسلم:6253)۔

سائل کو متعلقہ عالم کے پاس بھیجنا

(1)۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْأَلَ عَنِ الْقُرْآنِ فَلْيَأْتِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْأَلَ عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَلْيَأْتِ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ (مستدرک حاکم:5187)۔

ترجمہ: جو قرآن کے بارے میں پوچھنا چاہے تو اُبی بن کعب کے پاس جائے اور اگر کوئی حلال اور حرام کے بارے میں پوچھنا چاہے تو معاذ بن جبل کے پاس جائے۔

Islam The World Religion

(2)۔ حضرت شریح بن ہانی فرماتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھنے گیا تو انہوں نے فرمایا: علی بن ابی طالب کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے، ہم نے ان سے پوچھا تو فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح مقرر فرمایا ہے: عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم:276)۔

(3)۔ حضرت عمران بن حطان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے ریشم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ابن عباس کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو، میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر سے پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں ریشم وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں إِنَّمَا يَلْبَسُ الحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ (بخاری:5835)۔

(4)۔ حضرت ثمامہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے کھجور کے شربت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے حبشی خادمہ کو بلایا اور فرمایا اس سے پوچھو! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے شربت تیار کرتی تھی سَلْ هَذِهِ، فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْبِذُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتِ الْحَبَشِيَّةُ: كُنْتُ أَنْبِذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ مِنَ اللَّيْلِ وَأُوكِيهِ وَأُعَلِّقُهُ، فَإِذَا أَصْبَحَ شَرِبَ مِنْهُ (مسلم:2005)۔

(5)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے عصر کی نماز کے بعد دو نفل پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ام سلمہ سے پوچھو فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ (بخاری:1233)۔

(6)۔ ابومنہال نے حضرت براء بن عازب سے صَرف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: زید بن ارقم سے پوچھو وہ مجھ سے زیادہ علم والے ہیں۔ ابو منہال نے زید بن ارقم سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: براء بن عازب سے پوچھو وہ زیادہ علم والے ہیں، پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کو سونے کے عوض ادھار بیچنا منع فرمایا ہے سَلْ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَهُوَ أَعْلَمُ، فَسَأَلْتُ زَيْدًا، فَقَالَ: سَلِ الْبَرَاءَ، فَإِنَّهُ أَعْلَمُ (مسلم: 1589)۔

Islam The World Religion

(7)۔ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں دو سال تک گھر سے غائب رہا ہوں، واپس آیا ہوں تو میری بیوی حاملہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو رجم کرنے کے بارے میں لوگوں سے مشورہ فرمایا، حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس کے پیٹ میں بچے کا کیا قصور؟ اسے بچے کی پیدائش تک چھوڑ دیجیے۔ آپ اس عورت کو سزا دینے سے رک گئے۔ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو اس کے دانت نکلے ہوئے تھے۔ اس شخص نے بچے کو شباہت سے پہچان لیا اور کہنے لگا رب کعبہ کی قسم یہ میرا بیٹا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل کے بارے میں فرمایا: عورتیں اس بات سے عاجز آ گئی ہیں کہ معاذ جیسا بیٹا پیدا کریں، اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَجَزَتِ النِّسَاءُ أَنْ يَلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ لَوْلَا مُعَاذٌ لَهَلَكَ عُمَرُ (السنن الکبریٰ للبیہقی 7/443، جامع المسانید لابن کثیر 11/363، ابن عساکر 24/374، سیر اعلام النبلاء 1/452، الاصابۃ لابن حجر صفحہ 1848)۔ صحیح۔

کس کس کا بغض منافقت کی نشانی؟

(1)۔ اللہ کریم فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:165)۔

ترجمہ: ایمان والے اللہ کے ساتھ انتہائی محبت کرتے ہیں۔

(2)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اسکے والد، اسکے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری: ۱۵، مسلم: ۱۶۹)۔

(3)۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر اور عمر کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض کفر ہے (فضائل صحابہ حدیث: ۴۸۷)۔ ابو بکر و عمر سے مومن بغض نہیں رکھے گا اور کافر محبت نہیں کرے گا (فضائل صحابہ حدیث: ۵۹۷، ۶۴۵، ۶۸۸)۔ حسن لتعدد طرقہ۔

(4)۔ ایک شخص مر گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اِنَّهٗ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَهُ اللّٰهُ یعنی یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا، اللہ نے

Islam The World Religion

اس سے بغض رکھا (ترمذی: ۳۷۰۹ باب: اِمۡتِنَاعُهٗ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلٰی جَنَازَةِ رَجُلٍ کَانَ یُبۡغِضُ عُثۡمَانَ)۔

(5)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان چار کی محبت صرف مومن کے دل میں جمع ہوگی: ابوبکر عمر عثمان اور علی رضی اللہ عنہم (فضائل صحابہ حدیث: ۶۷۵)۔ اسنادہ حسن

(6)۔ بے شک اللہ نے تم لوگوں پر ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت فرض کی ہے جیسا کہ اس نے تم پر نماز، روزے، حج اور زکوٰۃ فرض کیے ہیں۔ تو جس نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی بغض رکھا اس کی کوئی نماز نہیں، کوئی حج نہیں، کوئی زکوٰۃ نہیں اور قیامت کے دن اپنی قبر سے سیدھا جہنم کی طرف اٹھایا جائے گا (طبقاتِ حنابلہ جلد ۱ صفحہ ۸۲)۔

(7)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَّلَا یُبۡغِضُهٗ مُؤۡمِنٌ یعنی منافق علی سے محبت نہیں کرے گا اور مومن اس سے بغض نہیں رکھے گا (ترمذی: ۳۷۱۷)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَالَّذِیۡ فَلَقَ الۡحَبَّةَ وَبَرَءَ النَّسَمَةَ، اِنَّهٗ لَعَهۡدُ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ اِلَیَّ، اَنۡ لَّا یُحِبُّنِیۡ اِلَّا مُؤۡمِنٌ، وَّلَا یُبۡغِضُنِیۡ اِلَّا مُنَافِقٌ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور قطرے کو جدا کیا، میرے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ ہے کہ مجھ سے مومن کے سواء کوئی محبت نہیں کرے گا اور منافق کے سواء کوئی بغض نہیں رکھے گا (مسلم: ۲۴۰، ترمذی: ۳۷۳۶، نسائی: ۵۰۱۸، ابنِ ماجہ: ۱۱۴)۔

(8)۔ حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آیَةُ الۡاِیۡمَانِ حُبُّ الۡاَنۡصَارِ وَآیَةُ النِّفَاقِ بُغۡضُ الۡاَنۡصَارِ یعنی انصارِ مدینہ کی محبت ایمان کی علامت ہے اور انصار کا بغض منافقت کی علامت ہے (بخاری: ۱۷، ۳۷۸۴، مسلم: ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، نسائی: ۵۰۱۹)۔

بخاری شریف کے جس باب میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے اس کا نام ہے: بَاب: عَلَامَةُ الۡاِیۡمَانِ حُبُّ الۡاَنۡصَارِ اور دوسری جگہ جس باب میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے اس کا نام ہے: بَاب: حُبُّ الۡاَنۡصَارِ مِنَ الۡاِیۡمَانِ۔

(9)۔ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیۡ اَصۡحَابِیۡ، اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیۡ اَصۡحَابِیۡ، لَا تَتَّخِذُوۡهُمۡ غَرَضًا مِنۡ بَعۡدِیۡ فَمَنۡ اَحَبَّهُمۡ

Islam The World Religion

فَبِحُبِّي اَحَبَّهُمْ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي اَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ، وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوشِكُ اَنْ يَّاخُذَهٗ (ترمذی:۳۸۶۲)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ میرے بعد انہیں اپنی تنقید کا نشانہ مت بنانا، جس نے ان سے محبت رکھی تو میرے ساتھ محبت کی وجہ سے اِن سے محبت رکھی اور جس نے اِن کے ساتھ بغض رکھا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے اِن سے بغض رکھا، جس نے انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی اللہ اُس پر ضرور گرفت کرے گا۔

(10)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَرَادَ اللهُ بِرَجُلٍ مِنْ اُمَّتِي خَيْراً اَلْقٰى حُبَّ اَصْحَابِي فِي قَلْبِهٖ یعنی جب اللہ تعالیٰ میری امت میں سے کسی آدمی سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسکے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے (جامع صغیر:۳۹۵)۔

(11)۔ ایک حدیث میں ہے کہ:

اَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ، وَاَحِبُّوْنِي بِحُبِّ اللهِ، وَاَحِبُّوا اَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي یعنی اللہ سے محبت کرو وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے، مجھ سے اللہ کی خاطر محبت کرو، اور میرے اہل بیت سے میری خاطر محبت کرو (ترمذی حدیث:۳۷۸۹)۔حسن

(12)۔ شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَبْغَضَ عَمَّاراً اَبْغَضَهُ اللهُ یعنی جس نے عمار سے بغض رکھا اللہ نے اس سے بغض رکھا (ترمذی حدیث:۶۲۵۶)۔

(13)۔ اور فرمایا: تم اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ، تم اس وقت تک ایمان نہیں لا سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو تم میں محبت پیدا ہو جائے، سلام کو پھیلاؤ (مسلم:۱۹۴)۔

(14)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کو سب سے زیادہ پسند عمل یہ ہے کہ اللہ کی خاطر محبت

Islam The World Religion

کی جائے اور اللہ کی خاطر بغض رکھا جائے (ابوداؤد حدیث:۴۵۹۹)۔

منافقین کی تین اقسام ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جو خود نبی کریم ﷺ سے بغض رکھتے تھے جیسے عبداللہ ابن اُبی۔ دوسری قسم وہ ہے جو سیدنا ابوبکر وعمر اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے ساتھ بغض رکھتے ہوں جیسے روافض۔ تیسری قسم وہ ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہوں جیسے خوارج۔ جو شخص صرف شیخین کریمین سے بغض کو منافقت قرار دے وہ خارجی ہے۔ اور جو شخص صرف علی کریم کے بغض کو منافقت قرار دے وہ رافضی ہے اور جو شخص تمام احادیث پر نظر رکھتے ہوئے ان تمام اللہ کے پیاروں کے بغض کو منافقت قرار دے وہ سنی ہے۔

روافض کی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اللہ سبحانہ نے جن منافقوں کے بارے میں آیات نازل فرمائی ہیں، وہ سب کے سب محبِ اہل بیت بنے بیٹھے ہیں یَنْتَحِلُ التَّشَیُّعَ (رجال کشی صفحہ ۳۶۶)۔

سب سے زیادہ محبوب کون کون؟

(1)۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ میں نے عرض کیا مردوں میں سے کون ہے؟ تو فرمایا: اس کا والد (بخاری: ۳۶۶۲، ۴۳۵۸، مسلم: ۶۱۷۷، ترمذی: ۳۸۸۵)۔

(2)۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: رسول اللہ ﷺ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ فرمایا: ابوبکر، پھر عمر پھر ابوعبیدہ بن جراح (مستدرکِ حاکم حدیث: ۴۵۰۲)۔ صحیح وافقہ الذھبی

(3)۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت خولہ بنت حکیم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ نکاح نہیں فرمائیں گے؟ فرمایا: کس سے؟ عرض کیا: اگر آپ چاہیں تو کنواری سے، اور اگر آپ چاہیں تو بیوہ سے۔ فرمایا: کنواری کون ہے اور بیوہ کون ہے؟ عرض کیا۔ کنواری

Islam: The World Religion

وہ ہے جو تمام مخلوق میں آپ کو سب سے پیارے کی بیٹی ہے، یعنی عائشہ بنتِ ابی بکر اور بیوہ سودہ بنتِ زمعہ ہے (مستدرکِ حاکم حدیث: ۴۵۰۱)۔ صحیح وافقہ الذهبی

(4)۔ حبیبِ کریم ﷺ کے وصال شریف کے بعد انتخابِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے موقع پر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فَأَنْتَ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اے ابوبکر: آپ ہمارے سردار ہیں، ہم سے افضل ہیں، اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو پیارے ہیں (بخاری حدیث: ۳۶۶۸)۔

(5)۔ سیدنا عباس بن عبد المطلب اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے حبیبِ کریم ﷺ سے پوچھا آپ کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ تو فرمایا: فاطمہ بنت محمد۔ انہوں نے عرض کیا ہم ان اہل کی بات نہیں کر رہے۔ تو فرمایا: دوسرے اہل میں مجھے سب سے زیادہ وہ پیارا ہے جس پر اللہ نے انعام کیا اور میں نے انعام کیا وہ اسامہ بن زید ہے۔ انہوں نے پوچھا ان کے بعد کون پیارا ہے؟ تو فرمایا: علی بن ابی طالب (ترمذی: ۳۸۱۹)۔ حسن صحیح

(6)۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ پیاری سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، اور مردوں میں ان کے شوہر سب سے پیارے تھے (ترمذی: ۳۸۷۴)۔ قال الترمذی: حسن غریب، وقال ابن حبان: جمیع بن عمیر رافضی یضع الحدیث، وقال ابن نمیر: کان من اکذب الناس، وقال البخاری: فی احادیثہ نظر (میزان الاعتدال ۲ / ۱۵۳، تہذیب التہذیب ۱ / ۵۸۳)

(7)۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انصار! اللہ کی قسم تم مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو، یہ بات آپ نے تین بار فرمائی (بخاری: ۳۷۸۵، ۳۷۸۶، ۵۲۳۴، ۶۶۴۵، مسلم: ۶۴۱۹، ۶۴۲۰)۔

(8)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ہار کا ہدیہ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: لَأَدْفَعَنَّهَا إِلَی أَحَبِّ أَهْلِي إِلَيَّ یعنی میں اسے اپنے گھر والوں میں سے سب سے پیارے بندے کو دوں گا، آپ نے حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کے گلے میں لٹکا دیا (مسندِ احمد: ۲۴۵۸۵)۔

Islam The World Religion

اسنادہ حسن

(9)۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ یعنی مجھے زید تمام لوگوں میں سب سے زیادہ پیاروں میں سے تھا، اور بے شک اس کا یہ بیٹا اسامہ اس کے بعد مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیاروں میں سے ہے (بخاری حدیث: ۳۷۳۰)۔

(10)۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حِبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہا جاتا تھا (بخاری: 3732 ، مسلم: 4411)۔

(11)۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اجازت مانگی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آواز بلند ہوتی ہوئی سنی۔ آپ کہہ رہی تھیں: اللہ کی قسم میں جان چکی ہوں کہ علی آپ کو میرے والد سے زیادہ پیارے ہیں۔ یہ بات دو یا تین مرتبہ کہی۔ ابوبکر صدیق داخل ہوئے تو ام المومنین کی طرف ناراضگی سے بڑھے اور فرمایا: اے فلانی کی بیٹی! تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی آواز کو بلند کیوں کیا ہے (فضائل الصحابہ: ۳۹)۔ اسنادہ حسن

(12)۔ علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کہا تھا کہ: میں جانتی ہوں کہ علی آپ کو میرے والد سے زیادہ پیارے ہیں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق کی محبت والی حدیث کو اس پر ترجیح حاصل ہے، اس لیے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا فرمان ہے اور وہ حدیث تقریری ہے۔ تطبیق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ محبت کی جہتیں مختلف ہوں اور ابوبکر صدیق کی محبت اپنے عموم پر ہو بخلاف سیدنا علی کے (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۲۷)۔

ہر قسم کی محبت کا شریعت کے تابع ہونا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعاً لِّمَا جِئْتُ بِهٖ (شرح السنۃ للبغوی: ۱۰۴)۔

ترجمہ: تم میں سے کوئی بندہ اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اس کی

Islam The World Religion

خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے مطابق نہ ہوں۔

آپ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس کس کو بھائی کہا؟

اسلام کے اعتبار سے ابوبکر میرا بھائی ہے اور ہم میں مودّت ہے (بخاری :466، مسلم :6170)۔اے میرے بھائی (عمر) عمرہ کرتے وقت ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا اور ہمیں مت بھولنا (ترمذی:3562)۔اے علی آپ میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو (علماء نے اس حدیث کی سند اور متن پر سخت جرح فرمائی ہے) (ترمذی:3720)۔اے زید بن حارثہ آپ ہمارے بھائی ہو اور ہمارے مولا ہو (بخاری:2699)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچاؤں کے بیٹے کئی ہیں: سیدنا جعفر طیار، حضرت عقیل، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت فضل بن عباس، حضرت ابوسفیان بن حارث، حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم۔ یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ہیں۔

کئی صحابہ کے بارے میں حدیث ہے کہ: عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جِنَازَةٍ، فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ فَبَكَى، حَتَّى بَلَّ الثَّرَى، ثُمَّ قَالَ: يَا إِخْوَانِي لِمِثْلِ هٰذَا فَأَعِدُّوا (ابن ماجہ:4195، مسند احمد:18601)۔

اسد اللہ کون کون ہے؟

جہادی کارنامے، خصوصاً فتح خیبر اور عظیم باہمت مردِ خدا ہونے کے شواہد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اسد اللٰہی کا واضح ثبوت ہیں۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں: اَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَةَ یعنی میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے (مسلم:۴۶۷۸)۔

ہاں البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس سے شیر خدا کا لقب سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو ملا، فرمایا: حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللهِ وَ اَسَدُ رَسُولِهٖ ﷺ یعنی حمزہ بن عبدالمطلب اللہ کا شیر ہے اور اللہ کے رسول کا شیر ہے (مستدرک حاکم حدیث:۴۹۶۱)۔

سیدنا امیر حمزہ اسی لیے خود بھی فرماتے تھے: اَنَا اَسَدُ اللهِ وَ اَسَدُ رَسُولِهٖ ﷺ (ابن ابی شیبہ:۷/۵۱۷، مستدرک حاکم:۴۹۴۳)۔ صحیح

Islam The World Religion

روافض کی کتاب نہج البلاغہ میں ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَمِنَّا أَسَدُ اللّٰہِ یعنی ہم (بنی ہاشم) میں سے ہی حمزہ اسد اللہ ہے: حمزہ شیرِ خدا از ما است (نہج البلاغہ مکتوب نمبر ۲۸) فارسی ترجمہ از دشتی۔

غزوہ حنین میں ایک صحابی نے حضرت ابو قتادہ کے حصے کا مالِ غنیمت مانگا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بول پڑے: إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر جنگ لڑی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا حصہ تمہیں دے دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر نے سچ کہا ہے (بخاری: ۳۱۴۲، ۴۳۲۱، ۴۳۲۲، مسلم: ۴۵۶۶، ۴۵۶۷، ابوداؤد: ۲۷۱۷، ۱۵۶۲، ابن ماجہ: ۲۸۳۷)۔

اس حدیث میں تمام مجاہدین صحابہ کو اسد اللہ کہا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حالات پر لکھی گئی ایک معروف ترین کتاب کا نام "اُسد الغابہ" ہے یعنی جنگل کے شیر۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے عمر مسلمان ہوئے تو مسلمان عزت ہی پاتے چلے گئے (بخاری حدیث: ۳۶۸۴، ۳۸۶۳)۔

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو آپ نے فرمایا: آج کے بعد چھپ کر نماز نہیں پڑھی جائے گی بلکہ سرِ عام پڑھی جائے گی (مستدرک حاکم: 4543)۔

قاتلِ کفار کون کون ہے؟

تمام صحابہ کرام کو جہاد نہایت مرغوب تھا۔ احادیث پڑھیے!

(1)۔ جنگِ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کا پہرہ صدیق اکبر نے دیا (بخاری: ۲۹۱۵)

(2)۔ راہِ خدا میں سب سے پہلا تیر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پھینکا (الاستیعاب صفحہ ۳۰۴)۔

(3)۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت: یہ دو فریق ہیں جو اپنے رب

Islam The World Religion

کے بارے میں جھگڑے(الحج:19) قریش کے چھ افراد کے بارے میں نازل ہوئی، جن میں مسلمانوں کی طرف حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم ہیں اور کفار کی طرف سے شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں (بخاری:۳۹۶۶)۔

(4)۔ جنگِ بدر میں ابوجہل کو دو انصاری نوجوانوں نے قتل کیا (بخاری:3963)۔ اُمیہ کو حضرت بلال حبشی نے قتل کیا (بخاری:3971)۔

(5)۔ ایک دفعہ سیدنا ابوبکر صدیق کے والد ابوقحافہ نے نبی کریم ﷺ کے لیے سخت لفظ بولے، صدیق اکبر نے اپنے والد کو شدید تھپڑ مارا جس سے وہ گر گئے، نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا تو عرض کیا یارسول اللہ اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔

(6)۔ جنگِ احد میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے خود اپنے والد کو قتل کر دیا۔

(7)۔ ابوبکر صدیق نے جنگِ بدر میں اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو مقابلے پر آنے کے لیے للکارا۔

(8)۔ ابوبکر صدیق نے جنگِ بدر میں سب سے پہلے میدان میں اترنے کی درخواست کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر ہمیں اپنی قیمتی جان کی دولت سے محروم نہ کرو، کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ میرے کان اور آنکھ کی طرح ہو۔

(9)۔ حضرت مصعب بن عمیر نے جنگِ احد میں اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا۔

(10)۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو جنگِ بدر میں قتل کیا۔

(11)۔ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ نے عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔ ان سب کے بارے میں قرآن کی آیت: المجادلۃ: 22 نازل ہوئی (اسباب النزول للواحدی: 801، بغوی جلد 4 صفحہ 349)۔

(12)۔ فتح حضرت خالد بن ولید کا مقدر ہوتی تھی اور آپ نے سیف اللہ کا لقب پایا (بخاری: 3757)۔

(13)۔ حضرت سلمہ بن اکوع کے بھائی حضرت عامر بن اکوع کو خیبر پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا گیا، وہ مرحب کے ہاتھوں شہید ہو گئے (مسلم: ۴۶۷۸، ۴۶۶۹)۔

(14)۔ اسی جنگِ خیبر میں سیدنا ابومسلم رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور خبر پھیل گئی کہ ابومسلم شہید ہو

Islam The World Religion

گئے (بخاری:4206)۔

(15)۔ خیبر کا آخری قلعہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا (بخاری:2942، مسلم:6223)۔

(16)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لشکر میں ابوطلحہ کی آواز ہزار آدمیوں کی آواز سے زیادہ دشمن کے لیے خوفناک ہے (مستدرکِ حاکم:۵۵۸۸)۔

(17)۔ رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام کے مشورے کے خلاف ایک لشکر کا سالار بنایا اور انہیں اپنا محبوب قرار دیا (بخاری:۴۳۷۰، مسلم:۶۲۶۵)۔

(18)۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جنگِ احد کے دن اپنے بڑے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زرع پیش کی تو انہوں نے یہ کہہ کر زرع لینے سے انکار کر دیا کہ جس طرح تم شہید ہونا پسند کرتے ہو اسی طرح میں بھی شہید ہونا پسند کرتا ہوں۔ دونوں بھائیوں نے زرع کو ترک کر دیا (الاستیعاب صفحہ ۲۹۲)۔

(19)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: غزوہِ احد کے دن جب لوگ نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنی ایک ڈھال سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے اور حضرت ابوطلحہ بہت ماہر تیر انداز تھے۔ اس دن ان کے ہاتھ سے دو یا تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اگر کوئی شخص گزرتا اور اس کے پاس تیر کا ترکش ہوتا تو نبی کریم ﷺ فرماتے: اپنے تیر ابوطلحہ کے پاس بکھیر دو۔ نبی کریم ﷺ صورتِ حال دیکھنے کے لیے سر مبارک اوپر اٹھاتے تو حضرت ابوطلحہ عرض کرتے: اے اللہ کے نبی آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آپ اوپر نہ جھانکیں، کہیں لوگوں کے تیروں میں سے کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے، آپ کے سینے پر میری گردن فدا۔

(20)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ بنت ابی بکر کو اور حضرت امِ سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اپنی مکمل تیاری کے ساتھ مشکوں کو اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے تھیں اور زخمیوں کے منہ میں پانی ڈال رہی تھیں (یہ پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے)۔ پھر دوبارہ جاتیں اور مشک بھر کر لے آتیں، پھر آ کر زخمیوں کے منہ میں پانی

Islam The World Religion

ڈالتیں۔ اس دن حضرت ابو طلحہ کے ہاتھوں سے (نعاس کے دوران) دو یا تین بار تلوار گری (بخاری:۳۸۱۱)۔

(21)۔ حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ یرموک کے موقع پر نبی ﷺ کے اصحاب نے حضرت زبیر سے کہا کہ آپ حملہ کیوں نہیں کرتے تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں؟ پس یہ ان پر حملہ آور ہو گئے اور کندھے پر دو زخم آئے اور وہ اس زخم کے ادھر ادھر تھے جو جنگ بدر میں آیا تھا۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ جب میں کم سن تھا تو ان زخموں کی جگہ میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا (بخاری:۳۷۲۱)۔

(22)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سعد بن معاذ کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ کا عرش ہل گیا تھا (بخاری: ۳۸۰۳، مسلم:۲۴۶۶)۔

(23)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جنگِ احد کے دن فرمایا: جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہے اس کا سامانِ جنگ اسی کو ملے گا، ابو طلحہ نے اس دن بیس آدمیوں کو قتل کیا تھا (ابوداؤد:۲۷۱۸، دارمی: ۲۸۸۴، مستدرک حاکم حدیث:۵۵۹۰)۔

(24)۔ اس سے پہلے حضرت خبیب کی شہادت کا زبردست واقعہ کرامات کے ضمن میں گزر چکا ہے (بخاری:۴۰۸۶، ۳۰۴۵)۔

(25)۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صبح کی اذان سے بھی پہلے مدینہ منورہ سے باہر نکلا اور رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں ذی قرد کے مقام پر چرا کرتی تھیں۔ اسی اثناء میں مجھے حضرت عبدالرحمن بن عوف کا ایک غلام ملا اور اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑی گئی ہیں، میں نے دریافت کیا کہ انہیں کون لے گیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بنی غطفان کے لوگ۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یا صباحاہ کہہ کر تین مرتبہ خوب اونچی آواز لگائی۔ پس مدینہ منورہ کے ہر گوشے میں بسنے والوں نے میری آواز کو سنا۔ پھر میں ان لوگوں کے پیچھے بھاگا، یہاں تک کہ انہیں پہنچ گیا اور وہ اونٹیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ میں نے تیر چلانے شروع کر دیے اور تیر اندازی کرتے وقت یہ کہتا رہا:

Islam The World Religion

أَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ وَالیَوْمُ یَوْمُ الرُّضَّعِ

میں اکوع کا بیٹا ہوں آج تمہاری ہلاکت کا دن ہے۔

میں یہ شعر پڑھتا رہا یہاں تک کہ میں نے ان سے اونٹنیاں چھڑا لیں اور ان کی تیس چادریں بھی چھین لیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ بھی تشریف لے آئے اور کتنے ہی حضرات آپ کے ہمراہ تھے۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں نے انہیں پانی بھی نہیں پینے دیا، حالانکہ وہ پیاسے تھے۔ پس ان کی تعاقب میں چند حضرات کو روانہ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: اے ابن اکوع! جب تم نے انہیں بھگا دیا تو اب اس بات کو چھوڑ دو۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم واپس لوٹے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا تھا اور ہم اسی حال میں مدینہ منورہ میں داخل ہوئے (بخاری: ۴۱۹۴)۔

(26)۔ کعب بن اشرف گستاخ رسول کو حضرت محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا (بخاری: ۴۰۳۷)۔

(27)۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع گستاخ رسول کے لیے چند آدمی بھیجے۔ پس وہ رات کے وقت اس کے گھر میں داخل ہوئے اور ان حضرات میں حضرت عبداللہ بن عتیک بھی تھے۔ اس وقت وہ سو رہا تھا اور اسی حالت میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا (بخاری: ۴۰۳۸)۔

(28)۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت زبیر نے غزوہ بدر کے روز دیکھا کہ عبیدہ بن سعید بن العاص لوہے میں ملبوس تھا اور دونوں آنکھوں کے سوا اور کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ اس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی۔ وہ کہنے لگا کہ میں ابو ذات الکرش ہوں۔ پس حضرت زبیر نے اس پر حملہ کیا اور اس کی آنکھ میں برچھی ماری تو وہ مر گیا۔ ہشام کہتے ہیں کہ مجھے حضرت زبیر کی زبانی بتایا گیا کہ میں نے اس پر اپنا پاؤں رکھ کر زور سے کھینچا، تو بڑی مشکل سے وہ برچھی نکالی تھی، جس کے باعث اس کے دونوں کنارے ٹیڑھے ہو گئے تھے۔ عروہ کا بیان ہے کہ اس برچھی کو رسول اللہ ﷺ نے مانگا تو انہوں نے پیش کر دی۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو انہوں نے لے لی۔ پھر حضرت ابو بکر نے طلب کی تو انہیں دے دی۔ جب حضرت

Islam The World Religion

ابوبکر کا وصال ہو گیا تو اسے حضرت عمر نے مانگا۔ لہٰذا انہیں دے دی۔ جب حضرت عمر کا وصال ہو گیا تو انہوں نے لے لی۔ جب حضرت عثمان نے ان سے طلب کی تو انہیں بھی دے دی۔ جب حضرت عثمان شہید کر دیے گئے تو یہ حضرت علی کی اولاد کے پاس آ گئی۔ آخر کار حضرت عبداللہ بن زبیر نے ان سے مانگ لی اور شہید ہونے تک ان کے پاس ہی رہی (بخاری:۳۹۹۸)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پرچم بردار کون تھا

غزوہِ موتہ میں سب سے پہلے حضرت زید نے جھنڈا پکڑا اور شہید ہو گئے، پھر حضرت جعفر نے جھنڈا پکڑا اور شہید ہو گئے، پھر ابن رواحہ نے جھنڈا پکڑا اور شہید ہو گئے اور سب سے آخر میں حضرت خالد سیف اللہ نے جھنڈا پکڑا حتیٰ کہ اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ (بخاری حدیث:۴۲۶۲)۔

غزوہِ خیبر میں جھنڈا مختلف ہاتھوں میں رہا اور جھنڈا پکڑنے والے شہید ہوئے، بالآخر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا گیا اور فتح نصیب ہوئی (بخاری:2942)۔

غزوہ تبوک میں جھنڈا صدیق اکبر کے ہاتھ میں تھا (اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۲۴۱)۔ فتح مکہ کے دن انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت زبیر بن عوام کے ہاتھوں میں تھا (بخاری:۴۲۸۰)۔

غزوہ بواط ۲ ہجری میں ہوا اور جھنڈا حضرت سعد بن ابی وقاص کے ہاتھ میں تھا اور جھنڈے کا رنگ سفید تھا (سیرتِ حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۹)، غزوہِ عشیرہ میں جھنڈا حضرت امیر حمزہ کے ہاتھ میں تھا اور جھنڈے کا رنگ سفید تھا (سیرتِ حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۱)، غزوہِ بدرِ اولیٰ میں جھنڈا سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھ میں تھا اور جھنڈے کا رنگ سفید تھا (سیرتِ حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۳)، غزوہِ بدر الکبریٰ میں جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا اور جھنڈے کا رنگ سفید تھا، اس کے آگے آگے دو جھنڈے تھے جن میں سے ایک سیدنا علی بن ابی طالب کے ہاتھ میں تھا جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چادر کا بنا ہوا تھا اور دوسرا ایک انصاری صحابی کے ہاتھ میں تھا اور اس کا رنگ سیاہ تھا (سیرتِ حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۲)، غزوہ

Islam The World Religion

بنی مصطلق میں مہاجرین کا جھنڈا صدیق اکبر کے ہاتھ میں تھا، ایک قول یہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کے ہاتھ میں تھا، اور انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا (سیرتِ حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۵٦٨)۔

باقی رہے سریہ جات یعنی ایسے جنگی دستے جن میں نبی کریم ﷺ خود نہیں جاتے تھے، ان میں مختلف صحابہ کو سالار بنایا جاتا تھا۔ پہلا سریہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سیف البحر کی طرف بھیجا گیا، اکثر سریوں میں قیادت سیدنا زید بن حارثہ نے اور مسلمان ہو جانے کے بعد سیدنا خالد بن ولید نے کی۔ جس سریہ میں حضرت زید بن حارثہ ہوتے تھے نبی کریم ﷺ حضرت زید کو ضرور اس کا امیر بناتے تھے (اسد الغابہ تحت زید بن حارثہ)۔

ان کے علاوہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے 4، حضرت محمد بن مسلمہ نے 3، حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے 2، حضرت سعد بن ابی وقاص نے 2، حضرت ابو بکر صدیق نے 2، حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوسفیان نے 1، 1 سریہ کی قیادت کی۔ آپ ﷺ کے سریہ جات کی تعداد سبل الھدیٰ کے مطابق 77 ہے۔ اتنی تفصیل کافی ہے۔

کس کس کے لیے فرمایا: میرے ماں باپ فدا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نہیں سنا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے سوا اور کسی کے لیے اپنے والدین محترمین کو جمع فرمایا ہو۔ کیونکہ غزوۂ احد کے روز میں نے خود آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے سعد تیر اندازی کرو، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں (بخاری:4059)۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے لیے بھی ارشاد فرمایا کہ: میرے ماں باپ تجھ پر قربان (بخاری:۳۷۲۰)۔

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ کس کس نے کہا؟

(1)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَكَانَ خَالَهُ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ قَالَ بِالدَّمِ هٰكَذَا فَنَضَحَهُ عَلٰى وَجْهِهٖ وَرَأْسِهٖ ثُمَّ

قَالَ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ (بخاری:۴۰۹۱، ۴۰۹۲)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیر معونہ کے روز جب حضرت حرام بن ملحان میرے ماموں جان کو نیزہ مارا گیا تو انہوں نے اپنا خون لے کر اپنے منہ اور اپنے سر پر مل لیا اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔

(2)۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ شَہِدُوْا لِیْ، وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اَنِّیْ شَہِیْدٌ، وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اَنِّیْ شَہِیْدٌ، وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اَنِّیْ شَہِیْدٌ (ترمذی:۳۷۰۳، نسائی:۳۶۰۸)۔

ترجمہ: اللہ اکبر! ان لوگوں نے میرے حق میں گواہی دے دی کہ ربِ کعبہ کی قسم میں شہید ہوں، ربِ کعبہ کی قسم میں شہید ہوں، ربِ کعبہ کی قسم! میں شہید ہوں۔

(3)۔ فَقَالَ عَلِیٌّ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ (الاستیعاب صفحہ ۵۴۰)۔

ترجمہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔

مختلف صحابہ کا مختلف مواقع پر انتخاب

(1)۔ تمام صحابہ کرام موجود تھے مگر محبوب کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کے مصلے پر کھڑا ہو کر نماز پڑھانے کا حکم دیا (بخاری:۶۷۸، مسلم:۹۴۸)۔

(2)۔ فتح خیبر کے لیے سیدنا علی المرتضیٰ کا انتخاب ہوا (بخاری:۳۷۰۱)۔

(3)۔ جب نجران کے لوگوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک امانت دار آدمی بھیج دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ امین آدمی بھیجوں گا جیسا کہ امین ہونے کا حق ہے۔ تمام صحابہ کرام اس انتظار میں تھے کہ شاید یہ عزت مجھے ملے گی فَاسْتَشْرَفَ لَہٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوعبیدہ بن جراح کھڑے ہو جاؤ۔ جب وہ کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ھٰذَا اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یہ ہے اس امت کا امین (بخاری:۴۳۸۰، مسلم:۶۲۵۴)۔

ایک حدیث میں مزید وضاحت موجود ہے کہ: نجران والوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ایسا آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام سکھائے! آپ ﷺ نے ابوعبیدہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یہ

Islam The World Religion

اس امت کا امین ہے، فَقَالُوا: ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمْنَا السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَقَالَ: هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ (مسلم:6253)۔

(4)۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ایک لشکر کا امیر بنایا تو کچھ لوگوں نے ان کو امیر بنانے پر اعتراض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم اس کا والد بھی امیر بنانے کے لائق تھا اور مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا اور یہ بھی اپنے والد کے بعد مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے (بخاری:3770، مسلم:6264)۔

آپ نے دیکھا کہ کبھی تمام صحابہ کی موجودگی میں سیدنا صدیق اکبر کا انتخاب ہو رہا ہے۔ کبھی تمام صحابہ کی موجودگی میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہو رہا ہے، کبھی تمام صحابہ کی موجودگی میں سیدنا ابوعبیدہ بن جراح کا انتخاب ہو رہا ہے اور کبھی تمام صحابہ کی موجودگی میں سیدنا اسامہ بن زید کا انتخاب ہو رہا ہے۔

کون کون اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے

(1)۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (المائدة:54)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔

(2)۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے اپنی شہزادی سیدہ ام کلثوم سے فرمایا: تیرا شوہر (حضرت عثمان غنی) ان لوگوں میں سے ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ان سے محبت کرتے ہیں، آپ واپس جانے لگیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے سناؤ میں نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، آپ نے فرمایا ہے: میرا شوہر ان لوگوں میں سے ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ان سے محبت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ (مستدرک حاکم:۷۰۱۳)۔

Islam The World Religion

(3)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: وہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول اس سے محبت کرتے ہیں (بخاری:2942)۔

(4)۔ حضرت عبداللہ مُضحک رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اِنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ یعنی یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے (بخاری:٦٧٨٠)۔

غزوات کے دوران کون کون وقتی طور پر خلیفہ بنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف غزوات میں مختلف صحابہ کو پیچھے چھوڑ کر جاتے تھے، جیسے غزوہِ حدیبیہ میں حضرت نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو خلیفہ بنایا (سیرت ابنِ ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۰۸، سیرتِ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ٦٣)۔ غزوہِ بنی مصطلق میں حضرت زید بن حارثہ کو یا حضرت ابوذر غفاری کو مدینہ شریف میں اپنا خلیفہ بنا کر گئے وَاسْتَخْلَفَ ﷺ عَلَى الْمَدِينَةِ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (سیرتِ حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۵٦٧، سیرت ابنِ ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۸۹)۔ غزوہ ِ تبوک میں سیدنا علی المرتضیٰ کو اہلِ مدینہ پر خلیفہ بنایا (بخاری:4416)، فتح مکہ پر جاتے وقت حضرت کلثوم بن حصین رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ أَبَا رُهْمٍ كُلْثُومَ بْنَ حُصَيْنِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ خَلَفٍ الْغِفَارِيَّ (احمد:2392، المستدرك للحاكم: 6517)، سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم کو دو بار خلیفہ بنایا گیا اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ (ابوداود:595)، غزوہِ خیبر پر جاتے وقت حضرت سباع بن عرفطہ کو اپنا خلیفہ بنایا قَدِ اسْتَخْلَفَ سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ (احمد: 8552، ابن خزيمة:559)۔ غزوہِ ذات الرقاع میں حضرت ابوذر غفاری کو اور ایک قول کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اہلِ مدینہ پر اپنا خلیفہ بنا کر گئے اِسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ الخ (سیرت ابنِ اسحاق صفحہ ۳۸۷، سیرت ابنِ ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۰۳، سیرتِ حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۵۵٦)۔ غزوہ بدر الآخرہ میں حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی انصاری کو مدینہ منورہ کا نگران بنایا (سیرت ابنِ ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۰۹)۔

Islam The World Religion

کاغذ اور قلم کب کب مانگا گیا؟

نبی کریم ﷺ نے تین بار مختلف وقتوں میں کاغذ اور قلم مانگا:

(1)۔ پہلی بار وصال شریف سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے۔ آپ کی تکلیف کے پیش نظر آپ کو کاغذ قلم نہ دیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے زبانی تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ (1) مشرکین کو جزیرہِ عرب سے نکال دینا۔ (2) سفیروں کے ساتھ اسی طرح حسن سلوک کرنا جیسے میں کرتا تھا۔ (3) تیسری وصیت کے بارے میں راوی فرماتے ہیں کہ میں بھول گیا (بخاری: ۴۴۳۱)۔

(2)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرضِ وفات میں مجھ سے فرمایا: ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تاکہ میں تحریر لکھ دوں، مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے اور کہنے والا کہتا نہ پھرے کہ میں زیادہ حق دار ہوں، پھر میں نے کہا کہ: اللہ اور تمام مومنین (یعنی فرشتے) ابوبکر کے سواء ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں (تحریر کی ضرورت نہیں) (بخاری: 5666، 7217، مسلم: 6181)۔

(3)۔ آپ ﷺ نے عین وصال کے وقت کاغذ قلم مانگا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ کاغذ لے کر آؤ تاکہ میں کچھ باتیں لکھ دوں جن کے بعد میری امت گمراہ نہ ہو، مجھے اندیشہ ہوا کہ میں کاغذ ڈھونڈتا رہوں اور آپ (ﷺ) کا وصال نہ ہو جائے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں یاد کر لوں گا آپ زبانی ارشاد فرما دیں، فرمایا: میں تمہیں نماز اور زکوٰۃ اور غلاموں سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں (مسند احمد حدیث: ۶۹۳)۔

مولا کون کون ہے؟

(1)۔ اللہ کریم فرماتا ہے: فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (التحریم: ۴)۔

ترجمہ: پس بے شک اللہ اپنے نبی کا مولا ہے، اور جبریل اور صالح مومنین اور اس کے بعد تمام غالب فرشتے نبی کے مولا ہیں۔

Islam The World Religion

(2)۔ ایک اور مقام پر اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: وَمَنۡ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَاِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ یعنی جو اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کو مولا (دوست) بنائے گا تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے (المائدہ:56)۔

(3)۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ سے فرمایا: أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا یعنی آپ ہمارے بھائی ہو اور ہمارے مولا ہو (بخاری:2699)۔

(4)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: مَنۡ كُنۡتُ مَوۡلَاهُ فَعَلِيٌّ مَّوۡلَاهُ یعنی جنکا میں دوست ہوں علی بھی انکے دوست ہیں (ترمذی:3713)۔

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: اسی طرح یہ بھی ابلہ فریبی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کی دلیل میں خم غدیر کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی کے متعلق فرمایا: مَنۡ كُنۡتُ مَوۡلَاهُ فَعَلِيٌّ مَّوۡلَاهُ یعنی جنکا میں دوست ہوں علی بھی انکے دوست ہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن کریم میں مولیٰ بمعنی دوست ہے دیکھو آیت کریم: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوۡلَاهُ وَجِبۡرِيۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ یعنی اللہ کے محبوب کا دوست اللہ جل شانہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک بندے ہیں (مذہب شیعہ صفحہ ۹۰،۹۱)۔

اس حدیث کے اگلے الفاظ یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنۡ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنۡ عَادَاهُ یعنی اے اللہ جو اسے دوست بنائے تو اسے دوست بنا اور جو اس سے دشمنی کرے تو اسے دشمن بنا۔

پوری حدیث سے واضح ہو گیا کہ اس حدیث میں مولا کا لفظ دشمن کا الٹ ہے یعنی دوست۔ حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا قول بالکل درست ثابت ہوا۔

حدیث: مَنۡ كُنۡتُ مَوۡلَاهُ کا شانِ ورود

اس حدیث کا شانِ ورود خود حدیث میں ہی بیان ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ یمن کے غزوہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کچھ ساتھیوں کو آپ رضی اللہ عنہ سے شکایت ہوئی۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس شکایت کا اظہار کیا۔ اسکے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مَنۡ كُنۡتُ وَلِيُّهٗ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهٗ (مسند احمد: ۲۲۹۲۴)۔ ترمذی

Islam The World Religion

میں حدیث ہے کہ شکایت کرنے والوں کی تعداد چار تھی (ترمذی: ۳۷۱۲)۔

فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اوپر بیان کی گئی دیگر آیات کے مطابق سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غدیر کے دن سے پہلے بھی مولا تھے۔لیکن جب آپ کو دوست رکھنے کا انکار ہوا تو نبی کریم ﷺ نے تنبیہ فرمائی۔ یہاں آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں تاکید اور آپ کا ذکرِ خیر وجہِ تخصیص ہے، اسے تخصیص فی الذکر کہتے ہیں، جیسے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسد اللہ کہنے اور سید الشہداء کہنے میں تخصیص فی الذکر ہے۔اس سے دوسروں کے اسد اللہ ہونے یا مولیٰ ہونے کی نفی نہیں ہوجاتی۔

نبی کریم ﷺ کا مبارک طریقہ تھا کہ آپ کے جس پیارے کی بھی مخالفت ہوتی، آپ اس کے دفاع میں خطاب فرماتے تھے اور ہر ایک کی عظمت ثابت کرنے کے لیے اپنا اُس کے ساتھ تعلق پہلے بیان فرماتے تھے۔مثلاً حضرت اسامہ کا دفاع (بخاری: ۴۲۵۰)، حضرت عباس کا دفاع (مسند احمد: ۲۷۳۴)، صدیق اکبر کا دفاع (بخاری: ۴۶۴۰ اور دیوانِ حسّان)، حضرت عائشہ صدیقہ کا دفاع (بخاری: ۲۶۳۷)، سیدہ فاطمۃ الزہراء کا دفاع (بخاری: ۹۲۶)۔اسی طرح اس حدیثِ غدیر میں سیدنا علی المرتضیٰ کا دفاع۔رضی اللہ عنہم۔

روافض اس حدیث کے اس پس منظر سے بہت گھبراتے ہیں، رافضیت کی کشتی کو ڈوبتا دیکھ کر چیختے ہیں، روتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیثِ موالات کی اگر سند صحیح بھی ہو تو اس میں ولایتِ علی پر نص موجود نہیں۔ہم نے اپنی کتاب الفضائل میں واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مقصود کیا تھا؟ بات یہ تھی کہ آپ ﷺ نے یمن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو ساتھیوں نے ان کے خلاف کثرت سے شکایت کی، اور بغض کا اظہار کیا، نبی کریم ﷺ نے اپنے ساتھ ان کے خصوصی تعلق اور ان سے محبت کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کے ذریعے آپ سے محبت اور دوستی رکھنے کی رغبت دلائی اور عداوت ترک کرانا چاہی، لہٰذا فرمایا مَنْ کُنْتُ وَلِيُّهٗ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهٗ اور بعض روایات میں ہے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، اور اس سے مراد اسلامی دوستی

Islam The World Religion

اور آپ رضی اللہ عنہ کی محبت ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ایک دوسرے سے عداوت نہ رکھیں، یہ حدیث اس معنی میں ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی مجھ سے نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ مجھ سے مومن کے سوا محبت کوئی نہ کرے گا اور منافق کے سوا بغض کوئی نہ رکھے گا (الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳)۔

جنت کے سردار کون کون ہیں؟

(1)۔ حدیث شریف میں ہے: ابوبکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں (ترمذی: 3664، 3665، 3666، ابن ماجہ: 95، 100، مسند احمد: 604)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت کئی صحابہ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔

(2)۔ حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں (ترمذی: ۳۷۶۸)۔

(3)۔ حضرت حمزہ شہیدوں کے سردار ہیں (طبرانی اوسط: ۴۰۷۹، مستدرک حاکم: ۴۰۳۹)۔

(4)۔ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں (بخاری حدیث: ۳۶۲۴)۔ یہ ہیں جنت کے مختلف سردار۔ رضی اللہ عنہم

میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے

حدیث شریف میں ہے کہ: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں (ترمذی حدیث: ۳۷۷۵)۔ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں (ترمذی حدیث: ۳۷۱۹) عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں (ترمذی حدیث: ۳۷۵۹)۔ اشعری قبیلہ مجھ سے ہے اور میں ان سے ہوں (بخاری حدیث: ۲۴۸۶، مسلم حدیث: ۶۴۰۸)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کے پاس کھڑے ہو کر دو مرتبہ فرمایا: جلیبیب مجھ سے ہے اور میں جلیبیب سے ہوں، جلیبیب مجھ سے ہے اور میں جلیبیب سے ہوں (مسلم: ۶۳۵۸)۔

Islam The World Religion

المودۃ فی القربیٰ سے کیا مراد ہے؟

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى (الشوریٰ:23)۔

ترجمہ: کہہ دو کہ: میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا، سوائے قرب حاصل کرنے کی محبت کے۔

اس آیت کو سمجھنے کے لیے چند اہم نکات پر غور کیجیے!

(1)۔ یہ پوری آیت پیچھے سے اس طرح چلتی آ رہی ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِىْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ذٰلِكَ الَّذِىْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (الشوریٰ:22،23)۔

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، وہ جنتوں کے باغات میں ہوں گے۔ ان کے لیے ان کے رب کے پاس وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے۔ یہی ان کے لیے بہت بڑی فضیلت ہوگی۔ یہی وہ چیز ہے جس کی خوشخبری اللہ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں، کہہ دو کہ: میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا، سوائے قرب حاصل کرنے کی محبت کے، اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اس کے لیے اس کے ثواب میں اضافہ کریں گے بیشک اللہ بخشنے والا قدردان ہے۔

مودت فی قربیٰ والے الفاظ سے پہلے فرمایا: یہی جنت وہ فضلِ کبیر ہے جس کی خوشخبری اللہ اپنے بندوں کو دیتا ہے۔ مودت فی قربیٰ والے الفاظ کے بعد فرمایا: اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اس کے لیے اس کے ثواب میں اضافہ کریں گے۔

آیت کے اگلے پچھلے الفاظ سے واضح ہو گیا کہ آیت میں اللہ کا قرب حاصل کرنا مراد ہے۔

(2)۔ قرآن اس آیت کی تفسیر دوسری جگہ خود بیان کرتا ہے: قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

Islam: The World Religion

اَجۡرٍ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اَنۡ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیۡلًا (الفرقان:57)۔

ترجمہ: کہہ دو کہ: میں اس کام پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا، سوائے اس کے کہ جو شخص چاہے اپنے رب تک پہنچنے کا راستہ اختیار کر لے۔

اس آیت سے واضح ہو گیا کہ اَلۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی سے مراد اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے۔

(3)۔ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمَا: أَنَّ رَسُوۡلَ اللہِ ﷺ قَالَ: لَا أَسۡأَلُکُمۡ عَلٰی مَا آتَیۡتُکُمۡ مِنَ الۡبَیِّنَاتِ وَ الۡھُدٰی أَجۡراً إِلَّا أَنۡ تُوَادُّوۡا اللہَ وَ أَنۡ تُقَرِّبُوۡا إِلَیۡہِ بِطَاعَتِہٖ یعنی میں نے تمہیں جو بینات اور ہدایت عطا کی ہے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ: تم اللہ سے محبت کرو اور اس کی اطاعت کے ذریعے اس کا قرب حاصل کرو (مسند احمد: ۲۴۱۹، مستدرک حاکم: ۳۷۱۰)۔ صحیح وافقہ الذھبی

(4)۔ ایمان والوں کے لیے ایک انتباہ نہایت ضروری ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں سے یہی فرمایا تھا کہ: وَمَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ یعنی میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر اللہ کے ذمے ہے (الشعراء: 109، 127، 145، 164، 180)۔ اب اگر ہمارے نبی کریم ﷺ نے اپنے قرابت داروں کی محبت مانگی ہو تو یہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی آپ ﷺ کے مقابلے پر معاذ اللہ فوقیت کا سبب ہو گا۔

اہل بیت میں کون کون شامل ہیں؟

محبوب کریم ﷺ کے اہل بیت میں سے بعض کا انکار خوارج کرتے ہیں اور بعض کا انکار روافض کرتے ہیں۔ مکمل صورت حال اس طرح ہے۔

(1)۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۳۲﴾ وَ قَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی وَ اَقِمۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ اَطِعۡنَ اللہَ وَ رَسُوۡلَہٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾ وَ اذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ مِنۡ اٰیٰتِ اللہِ وَ الۡحِکۡمَۃِ ؕ اِنَّ اللہَ کَانَ

Islam The World Religion

لَطِيۡفًا خَبِيۡرًا ﴿۳۴﴾ (الاحزاب:۳۲،۳۳،۳۴)۔

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم عورتوں میں سے کسی کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرتی ہو (اور یقیناً ڈرتی ہو) تو پس پردہ مردوں سے بضرورت بات کرنے میں ایسا نرم لہجہ اختیار نہ کرنا کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ طمع کرنے لگے اور دستور کے مطابق اچھی بات کرنا۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور پرانی جاہلیت کی طرح بے پردگی مت کرو اور نماز پڑھتی اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتی رہو، اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے اہلِ بیت تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔ اور یاد کرتی رہو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے، بے شک اللہ ہر باریکی جاننے والا اچھی طرح خبردار ہے۔

مذکورہ بالا طویل قرآنی ارشاد کو بار بار پڑھیے اور دیانت داری کے ساتھ فیصلہ فرمائیے کہ قرآن میں اہلِ بیت کسے کہا گیا ہے؟

اس آیت کے بارے میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ: نَزَلَتۡ فِیۡ اَزۡوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ خَاصَّۃً یعنی یہ آیت نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں خصوصاً نازل ہوئی ہے۔ حضرت عکرمہ تابعی فرماتے ہیں کہ: وَمَنۡ شَآءَ بَاھَلۡتُہٗ اَنَّھَا نَزَلَتۡ فِیۡ اَزۡوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ یعنی یہ آیت نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور جس کا جی چاہے مجھ سے مباہلہ کر لے (درِ منثور جلد ۵ صفحہ ۳۸۷)۔

(2)۔ جب اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافق عبداللہ بن اُبی نے الزام لگایا تو حبیبِ کریم ﷺ نے فرمایا:

قَدۡ بَلَغَنِی أَذَاہُ فِی أَھۡلِ بَیۡتِی یعنی اس منافق نے مجھے میرے اہلِ بیت کے بارے میں اذیت دی ہے (بخاری:۹۲۶)۔

(3)۔ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ حبیبِ کریم ﷺ نے سیدۃ النساء، حسنین کریمین اور مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہم کو چادر مبارک کے نیچے بٹھا کر فرمایا: اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا (مسلم:۶۲۶۱)۔ اس حدیث سے واضح ہو

گیا کہ ازواجِ مطہرات کے بعد یہ چار مقدس ہستیاں بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔

(۴)۔ نبی کریم ﷺ کی شہزادی حضرت سیدہ رقیہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ وہ انکی بیماری کی وجہ سے جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے (بخاری: ۳۱۳۰، ۳۶۹۸، ترمذی: ۳۷۰۶، ابن ماجہ: ۱۱۰)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی شہزادی اُمِ کلثوم کو دھاری دار ریشمی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا (بخاری: ۵۸۴۲)۔

جب سیدہ زینب بنتِ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں تین یا پانچ یا زیادہ مرتبہ غسل دو (بخاری: ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، مسلم: ۲۱۶۸، ۲۱۷۰ واللفظ لہ)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا میں سے رسول اللہ ﷺ کے چھ شہزادے شہزادیاں پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ، قاسم، زینب، رقیہ، اُمِ کلثوم، فاطمہ اور حضرت ماریہ میں سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم (المعجم الاوسط جلد ا صفحہ ۳۹۹، المعجم الکبیر جلد ۵ صفحہ ۴۳۵، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۵۲۴۳، ۱۵۲۴۴ رجالہ ثقات، سیرت ابن ہشام جلد ا صفحہ ۱۹۰)۔

روافض کی حدیث کی سب سے بلند رتبہ کتاب اصولِ کافی میں ہے کہ: آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ کے ساتھ پچیس سال کی عمر میں نکاح فرمایا تو ان میں سے بعثت سے پہلے آپکے بچے قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئے اور بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ علیہم السلام پیدا ہوئے (اصولِ کافی جلد ۲ صفحہ ۴۳۵)۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام المومنین حفصہ نبی کریم ﷺ کی زوجہِ مطہرہ ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں (بخاری: ۲۸۸۱ شیعہ کی کتابیں: فروعِ کافی: ۹۴۷۰، ۱۰۸۳۰، ۱۰۸۳۱، تہذیب الاحکام: ۱۰۵۵۸، ۱۰۵۵۹، الاستبصار: ۴۳۳۹، ۴۳۴۰)۔

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی دو شہزادیوں کے شوہر ہیں (بخاری: ۳۱۳۰، ابنِ ماجہ: ۱۱۰، نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۶۴)۔

Islam The World Religion

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عثمان یہ ہیں جبریل، یہ مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ام کلثوم کا نکاح آپ سے اتنے حق مہر میں کر دوں جتنے میں رقیہ کا نکاح آپ سے کیا تھا (ابن ماجہ: ۱۱۰، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۱)۔

حضرت اسامہ بن زید، حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم بھی اہلِ بیت میں سے ہیں (ترمذی حدیث: ۳۸۱۹، الجامع الصغیر حدیث: ۴۶۹۶)۔

ان سب کو اہل بیت سمجھنا اہل حق کا طریقہ ہے اور اسی میں پیار اور اعتدال ہے، ان میں سے کسی کو ماننا اور کسی کو نہ ماننا بے اعتدالی ہے۔

آل سے کیا مراد ہوتی ہے؟

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نافرمان تھا تو اللہ کریم نے فرمایا: اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ یعنی وہ تیرا اہلِ بیت نہیں ہے (ھود: 46)۔ فرعون کی کوئی اولاد نہیں تھی مگر قرآن نے اس کے ماننے والوں کو اس کی آل قرار دیا (البقرۃ: 49)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا، آلِ محمد کون ہیں؟ فرمایا: ہر پرہیزگار آلِ محمد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ: اِنۡ اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ اللہ کے ولی صرف وہی ہیں جو متقی پرہیزگار ہیں (المعجم الاوسط للطبرانی: ۳۳۳۲، المعجم الصغیر ۱/۱۱۵، الشفاء ۲/۶۶)۔

ہر متقی آدمی آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے (فتاویٰ مہریہ صفحہ 18)۔

بارہ خلفاء کون کون ہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا یَزَالُ اَمۡرُ النَّاسِ مَاضِیاً مَا وَلِیَهُمۡ اِثۡنَا عَشَرَ رَجُلاً کُلُّهُمۡ مِنۡ قُرَیۡشٍ یعنی لوگوں کے حکومتی معاملات چلتے رہیں گے جب تک ان پر بارہ خلفاء ہوں گے، وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے (بخاری: ۷۲۲۲، ۷۲۲۳، مسلم: ۴۷۰۶)۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارہ خلفاء سب کے سب حکمران بادشاہ اور والیِ ملک ہوں گے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حدیث میں بارہ امام نہیں بلکہ بارہ خلفاء کا لفظ ہے۔ وہ

Islam The World Religion

سب ضروری نہیں کہ ہاشمی ہوں بلکہ قریش کا وسیع لفظ استعمال ہوا ہے۔ اَمْرُ النَّاسِ کے لفظ سے ظاہر ہے کہ وہ بارہ خلفاء باقاعدہ حکمرانی کریں گے۔

روافض نے جن ہستیوں کو بارہ امام مان رکھا ہے ان کے بارے میں روافض کا عقیدہ ہے کہ ان کی امامت منصوص ہے۔ لیکن فی الواقع ان کی امامت پر اور ان کے نام لے لے کر کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔ ایک عجوبہ یہ بھی ہے کہ ان بارہ اماموں میں ایک بھی حسنی سادات میں سے نہیں ہیں، حالانکہ سیدنا حسن مثنیٰ بن حسن بن علی بن ابی طالب کربلا کے غازی ہیں اور ان کی اولاد امجاد بلاشبہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے افضل ہے۔ انہی حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے سیدنا عبدالقادر جیلانی پیدا ہوئے اور انہی کی اولاد میں سے سیدنا امام مہدی ہونگے۔ حضرت حسن مثنیٰ کے بھائی حضرت زید کی اولاد میں سے حضرت سید علی ہجویری پیدا ہوئے۔

اسی امامت کے بارے میں حسنی سادات اور حسینی سادات میں لڑائیاں بھی ہوئیں اور قتل بھی ہوئے۔ اگر یہ اللہ کی طرف سے امام مقرر ہوتے تو ان میں جنگ ہرگز نہ ہوتی۔ ان لڑائیوں کے بارے میں روافض کی کتاب مقاتل الطالبیین قابلِ مطالعہ ہے۔

ان میں سے پہلے خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیق ہیں، پھر سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا حسن، سیدنا معاویہ، سیدنا عمر بن عبدالعزیز، سیدنا عبداللہ بن زبیر اور سیدنا مہدی رضی اللہ عنہم۔ باقی تین ابھی باقی ہیں جن کا تعین نہیں ہوسکا۔ حدیث کے عین مطابق یہ سب قریشی ہیں۔

★...★...★

Islam The World Religion

پانچواں باب:

قبر وقیامت

Islam The World Religion

Islam The World Religion

پہلی فصل:

موت اور اس کی تعریف

موت کا آنا برحق ہے، عقلاً بھی اس سے انکار ممکن نہیں۔

اللہ کریم فرماتا ہے:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (البقرة:28)۔

ترجمہ: تم اللہ کا انکار کیسے کر سکتے ہو جبکہ تم نہیں تھے تو اس نے تم کو زندگی بخشی، پھر وہی تمہیں مارے گا ہے پھر وہی تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

روح کا تعلق جسم کے ساتھ ختم ہو جانے کا نام موت ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الزمر:42)۔

ترجمہ: اللہ لوگوں کے مرنے کے وقت اور نیند کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے مگر نیند والے مرتے نہیں، تو جن پر موت کا حکم دے چکتا ہے ان کو روک رکھتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقتِ مقرر تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے، جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔

★...★...★

Islam The World Religion

دوسری فصل:

قبر اور عذاب وثوابِ قبر

مرنے کے بعد جسم کے اجزاء جس جگہ پر موجود ہوں وہی جگہ اس میت کی قبر ہے۔

اسی لیے اللہ عزوجل نے ہر انسان کے بارے میں فرمایا: ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ یعنی انسان کو موت دی پھر اس کی قبر بنائی (عبس: 21)۔

عام طور پر اور خصوصاً مسلمانوں کو چونکہ دفن کیا جاتا ہے اور مشرکینِ مکہ بھی اپنی میتوں کو دفن کرتے تھے، اس لیے عام طور پر قبر سے مراد میت دفن کرنے کا گڑھا سمجھی جاتی ہے۔

قبر میں دو فرشتے منکر اور نکیر میت پر سوال کرنے آتے ہیں: اِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ اَتَاهُ مَلَكَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ، يُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَلِلْآخَرِ النَّكِيْرُ یعنی جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں، ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے (ترمذی: 1071)۔ اَتَاهُ مَلَكَانِ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں (بخاری: 1374، مسلم: 7216)۔

ایمان والے لوگوں کے لیے اللہ کریم فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (فصلت: 30)۔

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا ہے کہ ہمارا رب اللہ ہے، اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر بیشک فرشتے یہ کہتے ہوئے اتریں گے کہ: نہ کوئی خوف دل میں لاؤ، نہ کسی بات کا غم کرو، اور اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اور کفار کے لیے فرماتا ہے: وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (الانفال: 50)۔

ترجمہ: اور اگر تم دیکھتے (تو وہ عجیب منظر تھا) جب فرشتے ان کافروں کی روح قبض کر رہے تھے، ان کے چہروں اور پشت پر مارتے جاتے تھے (اور کہتے جاتے تھے کہ) اب جلنے کے

Islam The World Religion

عذاب کا مزہ (بھی) چکھنا۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (الانعام:93)۔

ترجمہ: اور اگر تم وہ منظر دیکھو جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں گے، اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا، اس لیے کہ تم جھوٹی باتیں اللہ کے ذمے لگاتے تھے، اور اس لیے کہ تم اس کی نشانیوں کے خلاف تکبر کا رویہ اختیار کرتے تھے۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ یعنی صبح اور شام وہ لوگ آگ پر پیش کیے جاتے رہیں گے اور جس دن قیامت قائم ہوگی، کہا جائے گا کہ فرعون کی آل کو شدید ترین عذاب میں داخل کردو (غافر:46)۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُتِيَ، ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: {يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ} (بخاری:1369)۔

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مومن کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے۔ کہ گواہی دیتا ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور محمد مصطفیٰ اللہ کے رسول ہیں۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط بات پر قائم رکھتا ہے (ابراہیم:27)۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا، فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ، فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَقَالَ: نَعَمْ، عَذَابُ الْقَبْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ غُنْدَرٌ: عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ (بخاری:1372)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور عذابِ قبر کا ذکر کیا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے بچائے۔ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذابِ قبر کے متعلق پوچھا۔ فرمایا کہ ہاں! عذاب قبر ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر عذابِ قبر سے پناہ مانگتے۔ غندر نے یہ اضافہ کیا کہ قبر کا عذاب حق ہے۔

فوت شدگان کے لیے دعائے مغفرت کرنا اور ایصال ثواب کرنا مستحب ہے۔

مہاجرین وانصار کے لیے اس کی تاکید زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ یعنی مہاجرین اور انصار کے بعد آنے والے کہیں گے: اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے (الحشر: 10)۔

اور فرماتا ہے: رَبَّنَا اغْفِرْلِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراہیم: 41)۔

ترجمہ: اور فرماتا ہے: اے ہمارے رب! میری بخشش فرما اور میرے ماں باپ کی بخشش فرما اور قیامت کے دن مومنوں کی بخشش فرما۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ (مسلم: 4223، ترمذی: 1376، ابوداؤد: 2880، نسائی: 3651)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال اس سے منقطع ہوجاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے۔ صدقہ جاریہ کے یا علم کے جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہے یا نیک اولاد کے جو اس کے لیے دعا کرے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهٗ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّیْ تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، اَيَنْفَعُهَا شَیْءٌ

Islam The World Religion

اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّیْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا (بخاری:2756) ۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ اس وقت فوت ہوئیں جب وہ والدہ سے غائب تھے۔انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری والدہ کی وفات ہوگئی جب کہ میں ان کے پاس نہیں تھا۔اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ دوں تو کیا انہیں فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں۔عرض کیا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا پھل دار باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ قَدْ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ الْمَآءُ ، قَالَ فَحَفَرَ بِئْرًا وَ قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ (ابوداؤد:1681،نسائی:3664،ابن ماجۃ:3684)۔صحیح

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سعد کی ماں فوت ہوگئی ہے۔کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: پانی۔انہوں نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ سعد کی ماں کا ہے۔

★...★...★

Islam The World Religion

تیسری فصل:

علاماتِ قیامت

(1)۔ قیامت کے نزدیک علم اٹھ جائے گا(بخاری:5231)۔

(2)۔ نااہل حکمران آجائیں گے(بخاری:59)۔

(3)۔ گانے والی عورتیں نکل آئیں گی، دف اور باجے عام ہو جائیں گے، بعد والوں کا پہلے والوں پر لعنت بھیجیں گے(ترمذی:2211)۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : كَانَتْ لَيْلَتِيْ ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدِيْ ، فَأَتَتْهُ فَاطِمَةُ ، فَسَبَقَهَا عَلِيٌّ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا عَلِيُّ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا أَنَّهُ مِمَّنْ يَزْعَمُ أَنَّهُ يُحِبُّكَ أَقْوَامٌ يَرْفُضُوْنَ الْإِسْلَامَ ، ثُمَّ يَلْفِظُوْنَهُ ، يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، لَهُمْ نَبَزٌ يُقَالُ لَهُمْ : الرَّافِضَةُ ، فَإِنْ أَدْرَكْتَهُمْ ، فَجَاهِدْهُمْ ، فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُوْنَ ، قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ، مَا الْعَلَامَةُ فِيْهِمْ ؟ قَالَ : لَا يَشْهَدُوْنَ جُمُعَةً ، وَلَا جَمَاعَةً وَيَطْعَنُوْنَ عَلَى السَّلَفِ الْأَوَّلِ(المعجم الاوسط للطبرانی:٦٦٠٥، مجمع الزوائد:١٦٤٣١)۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ عَلِيٍّ الْمُرْتَضٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَظْهَرُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُسَمَّوْنَ الرَّافِضَةَ يَرْفُضُوْنَ الْإِسْلَامَ (مسند احمد:811، السنۃ لعبداللہ ابن احمد:1197، 1198، 1199، 1200، مسند البزار:2776)۔

وَرَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بِسَنَدٍ آخَرَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ يَنْتَحِلُوْنَ حُبَّنَا أَهْلِ الْبَيْتِ وَلَيْسُوْا كَذٰلِكَ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّهُمْ يَشْتُمُوْنَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ (السنۃ:1201)۔حسن لطرقہ وشواھدہ

ترجمہ: ام المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میری باری کی رات تھی، اور

Islam The World Religion

نبی کریم ﷺ میرے پاس تھے، آپ کے پاس سیدہ فاطمہ حاضر ہوئیں، علی ان سے پہلے پہنچ گئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے علی! تم اور تمہارے ساتھی جنت میں ہیں، مگر تمہاری محبت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے کچھ اقوام ایسی ہوں گی جو اسلام سے نکل چکے ہوں گے، صرف زبانی اسلام کا دعویٰ کریں گے، قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، ان کا خاص لقب ہوگا، انہیں رافضی کہا جائے گا، اگر تم انہیں پاؤ تو ان سے جہاد کرو، بے شک وہ مشرک ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: وہ جمعہ میں حاضر نہیں ہوں گے، اور نہ ہی جماعت کے وقت حاضر ہوں گے، اگلے گزرے ہوئے لوگوں پر طعن کریں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی جنہیں رافضی کہا جائے گا، وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت (یہ بھی) ہے کہ فرمایا: یہ لوگ ہم اہل بیت کی محبت کا ڈھونگ رچائیں گے، حالانکہ یہ لوگ ایسے نہیں ہیں، اور اس (عدم محبت) کی نشانی یہ ہے کہ ابوبکر اور عمر کو گالیاں دیں گے۔

(4)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (النساء: 157،158)۔

ترجمہ: یہود نے یقیناً اسے قتل نہ کیا بلکہ اسے اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيُكَسِّرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ، حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (بخاری:3448،مسلم 389)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔وہ دن دور نہیں کہ عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہو گا، فیصلے کرے گا، عدل کرے گا، صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیز کو قتل کردے گا۔ جنگ بند کر دے گا اور مال کو بہادے گا حتیٰ کہ اسے کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہو جائے گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔کوئی ایسا اہل کتاب نہیں جو اس پر اس کی موت سے پہلے ایمان نہ لے آئے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ، وَيَمْحُو الصَّلِيْبَ، وَتُجْمَعُ لَهُ الصَّلَاةُ، وَيُعْطَى الْمَالُ حَتّٰى لَا يُقْبَلَ، وَيَضَعُ الْخَرَاجَ، وَيَنْزِلُ الرَّوْحَاءَ، فَيَحُجُّ مِنْهَا أَوْ يَعْتَمِرُ، أَوْ يَجْمَعُهُمَا قَالَ: وَتَلَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ: (وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا) (النسآء: 159)، فَزَعَمَ حَنْظَلَةُ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: يُؤْمِنُ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ: عِيْسٰى، فَلَا أَدْرِيْ، هٰذَا كُلُّهُ حَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ شَيْءٌ قَالَهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ (مسند احمد:7890)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، تو خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب پرستی کو مٹائیں گے، اور نمازوں پر توجہ دی جائے گی، اور مال دیا جائے گا حتیٰ کہ غریبوں کی طرف سے اسے قبول نہیں کیا جائے گا، اور عیسیٰ علیہ السلام خراج کو ختم کردیں گے، اور روحاء کے مقام پر جلوہ افروز ہوں گے، تو وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے، یا ان دونوں کو اکٹھا ادا کریں گے، حضرت حنظلہ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے آیت تلاوت فرمائی: تمام اہل کتاب اس پر ایمان لائیں گے اس کی موت سے پہلے پہلے، اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔ حنظلہ کا کہنا ہے کہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن کے الفاظ کا

Islam The World Religion

مطلب ہے: يُؤْمِنُ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ :عِيْسٰى یعنی قبل موتہ سے مراد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے پہلے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ ساری کی ساری نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے، یا یہ آخری الفاظ ابو ہریرہ نے فرمائے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَآءِ حَاجًّا اَوْمُعْتَمِرًا اَوْ لَيُثْنِيَنَّهُمَا (مسلم:3030)۔

ترجمہ: انہی نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ابن مریم روحاء کے راستے پر ضرور بہ ضرور حج یا عمرہ کے لیے یا دونوں کے لیے آئے ہوئے کلمہ توحید بلند کریں گے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَهْبِطَنَّ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا وَاِمَامًا مُقْسِطًا وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَو بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتّٰى يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَلَاَرُدَّنَّ عَلَيْهِ، يَقُوْلُ اَبُوهُرَيْرَةَ اَيْ بَنِي اَخِي اِنْ رَاَيْتُمُوْهُ فَقُوْلُوا اَبُوهُرَيْرَةَ يُقْرِءُ كَ السَّلَامَ (مستدرک حاکم:4214)۔

ترجمہ: انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم ضرور بر ضرور نازل ہوں گے۔ حاکم، عادل، امام اور منصف بن کر اور حج یا عمرہ کے لیے یا دونوں کی نیت کر کے راستہ چلیں گے اور میری قبر پر ضرور آئیں گے حتیٰ کہ مجھے سلام کہیں گے اور میں ضرور بر ضرور انہیں جواب دوں گا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اے میرے بھائی کے بیٹو! اگر تم انہیں دیکھو تو کہنا ابو ہریرہ آپ کو سلام کہتا ہے۔

(5)۔ دجال کا خروج ہوگا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى، كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ (بخاری:3439، مسلم:7361)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور بے شک مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے۔ جیسے اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہے۔

(6)۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہوں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمْلِکَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ (ترمذی:2230،ابوداود:4282،مستدرک حاکم:8536)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی عرب کا مالک بن جائے گا۔اس کا نام میرے نام سے مطابق ہوگا۔

عَنْ زِرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ، حَتّٰی یَبْعَثَ رَجُلًا مِّنِّیْ اَوْ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ (ابو داؤد:4282 ،ترمذی:2231)۔

ترجمہ: حضرت زِرّ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: خواہ دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے پھر بھی اللہ اس دن کو لمبا کر دے گا حتیٰ کہ ایک آدمی کو مجھ سے یا فرمایا میرے اہل بیت سے بھیجے گا جس کا نام میرے والا ہوگا اور اس کے والد کا نام میرے والد گرامی والا ہوگا۔

(7)۔ عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ أَسِیدٍ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ، فَقَالَ: مَا تَذَاكَرُونَ؟ قَالُوا: نَذْكُرُ السَّاعَةَ، قَالَ: إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ، فَذَكَرَ: الدُّخَانَ، وَالدَّجَّالَ، وَالدَّابَّةَ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ،

Islam The World Religion

وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ، تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ (مسلم:7285)۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے عرض کیا ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا وہ ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لوگے پھر دھوئیں، دجال، دابۃ الارض، سورج کے مغرب سے طلوع ہونے اور سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے اور یاجوج ماجوج اور تینوں جگہوں کے دھنسنے، ایک دھنسنا مشرق میں اور ایک دھنسنا مغرب میں اور ایک دھنسنا جزیرۃ العرب میں ہونے اور آخر میں یمن سے آگ نکلنے کا ذکر فرمایا جو لوگوں کو جمع ہونے کی جگہ کی طرف لے جائے گی۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

چوتھی فصل:

یوم قیامت

مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ اٹھنا حق ہے۔ثُمَّ اِنَّكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ تُبۡعَثُوۡنَ یعنی پھر تم قیامت کے دن زندہ کیے جاؤ گے(المومنون:16)۔اور فرمایا:وَنُفِخَ فِي الصُّوۡرِ فَاِذَا هُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمۡ يَنۡسِلُوۡنَ (یس:51)۔

ترجمہ: اور جس وقت صور پھونکا جائے گا تو یہ قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف دوڑ پڑیں گے۔

پھر ہر انسان اپنے اعمال کا حساب دے گا: ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ یعنی پھر ان سے حساب لینا ہمارے ذمے ہے(الغاشیہ:26)۔

میزان پر اعمال کا تولے جانا حق ہے وَنَضَعُ الۡمَوَازِيۡنَ الۡقِسۡطَ لِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ یعنی قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو بچھائیں گے(الانبیآء:47)۔

فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ، فَهُوَ فِيۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ، وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ، فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ (القارعۃ:6تا9)۔

ترجمہ: اب جس شخص کے پلڑے وزنی ہوں گے،تو وہ من پسند زندگی میں ہوگا، اور وہ جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے،تو اس کا ٹھکانا ایک گہرا گڑھا ہوگا۔

انبیاء، علماء، اولیاء اور شہداء کا اللہ کے اذن سے شفاعت فرمانا حق ہے: مَنۡ ذَا الَّذِيۡ يَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ یعنی کون ہے جو اس کی اجازت کے سواء اس کے ہاں شفاعت کرے(البقرۃ:255)۔

وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ‌ۖ عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا (الاسراء:79)۔

ترجمہ: اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھا کریں جو آپ کے لیے ایک اضافی عبادت ہے۔ امید ہے کہ تا آپ کا پروردگار آپ کو مقامِ محمود تک پہنچائے گا۔

Islam The World Religion

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحیٰ:5)۔

ترجمہ: اور عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو اتنا اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جاؤ گے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ، فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اشْفَعْ اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهٗ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ، فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَاِنَّهٗ كَلِيْمُ اللّٰهِ، فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَاِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ، فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ، فَيَاْتُوْنِیْ فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا، فَاَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّیْ، فَيُؤْذَنُ لِیْ وَيُلْهِمُنِیْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهٗ بِهَا لَا تَحْضُرُنِی الْاٰنَ. فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا، فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ، فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ، فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ، ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا، فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ، اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ، فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ، فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ، ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا، فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ، اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ، فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ، فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ، ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا، فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ، اِرْفَعْ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اْذَنْ لِیْ فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، قَالَ

Islam The World Religion

لَيُسَ ذٰلِكَ لَكَ وَلٰكِنُ وَعِزَّتِيُ وَجَلَالِيُ وَ كِبُرِيَائِيُ وَعَظُمَتِيُ لَاُخُرِجَنَّ مِنُهَا مَنُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (بخاری: 7510 ،مسلم:479)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو کر گھوم رہے ہوں گے، حضرت آدم کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے رب کے ہاں ہماری شفاعت فرمایئے، آپ فرمائیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں، لیکن تم لوگ ابراہیم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل ہیں، لوگ حضرت ابراہیم کے پاس جائیں گے، وہ فرمائیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں، لیکن تم لوگ موسیٰ کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے کلیم ہیں، لوگ حضرت موسیٰ کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں، لیکن تم لوگ عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس جائیں گے، وہ فرمائیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں، لیکن تم لوگ محمد کے پاس جاؤ، پھر وہ لوگ میرے پاس آئیں گے، تو میں کہوں گا میں اس کام کیلیے موجود ہوں، پھر میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا، مجھے اجازت دے دی جائے گی، اللہ تعالیٰ مجھے حمد کے ایسے طریقے الہام فرمائے گا جو اِس وقت میرے خیال میں حاضر نہیں ہیں، میں اس کی ان تعریفات کے ساتھ حمد کروں گا، اور اسکے آگے سجدے میں پڑ جاؤں گا، کہا جائے گا اے محمد اپنا سر اٹھایئے، کہیے، سنا جائے گا، مانگیے، آپ کو دیا جائے گا، شفاعت کیجیے، آپکی شفاعت قبول کی جائے گی، میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت، پھر کہا جائے گا کہ جایئے جس کے دل میں جَو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اسے جہنم سے نکال لیجیے، میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا، پھر واپس آؤں گا اور انہی تعریفات کے ساتھ اس کی حمد کروں گا، پھر سجدے میں پڑ جاؤں گا، کہا جائے گا اے محمد اپنا سر اٹھایئے، کہیے، سنا جائے گا، مانگیے، آپ کو دیا جائے گا، شفاعت کیجیے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت، کہا جائے گا جایئے جس کے دل میں ایک ذرہ برابر یا رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اسے جہنم سے نکال لیجیے، پھر واپس آؤں گا اور انہی تعریفات کے ساتھ اس کی حمد کروں گا، پھر اسکے آگے سجدے میں پڑ جاؤں گا، کہا جائے گا اے محمد اپنا سر اٹھایئے، کہیے، سنا جائے گا، مانگیے، آپ کو دیا جائے گا، شفاعت کیجیے،

Islam The World Religion

آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت، کہا جائے گا: جایئے جسکے دل میں رائی کے چھوٹے سے چھوٹے، اس سے بھی چھوٹے دانے کے برابر ایمان ہے اسے جہنم سے نکال لیجیے، میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا، پھر چوتھی مرتبہ واپس آؤں گا اور انہی تعریفات کے ساتھ اسکی حمد کروں گا، پھر سجدے میں پڑ جاؤں گا، کہا جائے گا اے محمد اپنا سر اٹھایئے، کہیے، سنا جائے گا، مانگیے، آپ کو دیا جائے گا، شفاعت کیجیے، آپکی شفاعت قبول کی جائے گی، میں عرض کروں گا اے میرے رب مجھے اجازت دے کہ جس نے بھی لا الہ الا اللہ کہا اسے جہنم سے نکال لوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ کیلیے یہ نہیں تھا پھر بھی مجھے اپنی عزت اور جلال اور کبریائی اور عظمت کی قسم ہے کہ جس نے بھی لا الہ الا اللہ کہا میں اسے جہنم سے نکال دوں گا۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَشْفَعَ لِی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ، فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ. قُلْتُ یَارَسُولَ اللهِ فَاَیْنَ اَطْلُبُكَ؟ قَالَ اطْلُبْنِی اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِی عَلَی الصِّرَاطِ. قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَلْقَكَ عَلَی الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِی عِنْدَ الْمِیْزَانِ. قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِیْزَانِ. قَالَ فَاطْلُبْنِی عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّی لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ الْمَوَاطِنَ (ترمذی:2433)۔ وَقَالَ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں کروں گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا مجھے تلاش کر لینا۔ سب سے پہلے تم مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا اگر میں آپ سے صراط پر نہ مل سکوں تو پھر؟ فرمایا پھر ترازو کے پاس مجھے تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا اگر میں آپ سے ترازو کے پاس بھی نہ مل سکوں تو پھر؟ فرمایا مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا۔ میں ان تین مقامات سے غائب نہیں ہوں گا۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِیٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّی اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِی شَفَاعَةً لِأُمَّتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ، فَهِیَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِی لَا یُشْرِكُ بِاللهِ شَیْئًا (مسلم:199)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ہر

Islam The World Religion

نبی کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جو ضرور قبول کی جاتی ہے تو ہر نبی نے جلدی کہ اپنی اس دعا کو (دنیا ہی میں) مانگ لیا ہے اور میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے سنبھال رکھا ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو میری شفاعت میری امت کے ہر اس آدمی کے لیے ہوگی جو اس حال میں مرگیا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

اپنے اپنے نامہِ اعمال کا ہر شخص کو ملنا حق ہے فَأَمَّا مَنۡ أُوتِیَ کِتَابَهُۥ بِیَمِینِهِۦ، فَسَوۡفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیۡرًا یعنی جس شخص کو اس کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں دی گئی تو اب اس سے آسان حساب لیا جائے گا (الانشقاق:8،7)۔

صراط پر سے گزرنا حق ہے وَ نَبِیُّکُمۡ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ یَقُوۡلُ یَارَبِّ سَلِّمۡ سَلِّمۡ یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا نبی پلِ صراط پر کھڑا فرمارہا ہوگا: اے اللہ سلامت رکھنا، اے اللہ سلامت رکھنا (مسلم:482)۔

حوضِ کوثر حق ہے اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ یعنی بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا (الکوثر:1)۔

قیامت کے دن حساب وکتاب کے بعد نیک لوگ جنت میں جائیں گے اور مجرم لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ جنت اور دوزخ دونوں پیدا کی جا چکی ہیں اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ (آل عمران:133)، اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ (البقرۃ:24)۔

★...★...★

Islam The World Religion

چھٹا باب:

تقابلِ ادیان

Islam The World Religion

Islam The World Religion

پہلی فصل:

غیر مسلم ادیان

(1)۔دہریہ

یہ خالق کائنات کے وجود کے منکر ہیں اور جب خالق کے منکر ہیں تو اسی لیے انبیاء کے بھی منکر ہیں۔ جب انبیاء کے منکر ہیں تو تمام ادیان، مذاہب اور ان کی کتب کے بھی منکر ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک یہ لوگ بلاشبہ گمراہ ترین لوگ ہیں، انہیں ملحدین بھی کہا جاتا ہے۔

دہریہ کا رد کرتے ہوئے قرآن شریف میں اللہ تعالی فرماتا ہے: وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ یعنی اور انہوں نے کہا کہ یہ کچھ بھی نہیں سوائے ہماری دنیا کی زندگی کے، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں دہر (زمانہ) ہی ہلاک کرتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ انہیں اس کا کچھ علم نہیں وہ حق کا مقابلہ اپنے گمان سے کررہے ہیں (الجاثیہ:۲۴)۔

قرآن مجید نے وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ کے نہایت مختصر اور سادہ الفاظ فرما کر ان کے نظریات کی مکمل فلاسفی اور ان کی تردید کا بنیادی اصول فراہم کر دیا ہے۔ اس لیے کہ واقعی دہریہ کے نظریات ان کی عقل کے متضاد ڈھکوسلوں اور سائنس کی آئے دن تبدیل ہونے والی تحقیقات پر مبنی ہیں۔

(2)۔ہندومت

ہندوستان میں کئی ادیان پائے جاتے ہیں۔ ہندومت، جین مت، بدھ مت، سکھ مت اور دہریہ۔ ہندومت قبل مسیح سے چلا آنے والا دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے۔ دراصل یہ مذہب ایک قوم کا مذہب ہے جس قوم کا نام آریا ہے۔ اس مذہب میں معبود کو ایشور کہا جاتا ہے۔ یہ قوم دنیا کے کسی نامعلوم علاقے سے گھومتی ہوئی ہندوستان پہنچی تو ان کا مذہب ان کی قوم کے نام کی بجائے ہندوستان کے علاقے کی طرف منسوب ہو کر ہندومت کہلانے لگا۔ ہندی میں مذہب کو دھرم کہا

Islam The World Religion

جاتا ہے۔ چودھویں صدی ہجری کے سوامی دیانند نے خود کو ہندو کہلانے کی بجائے آریا کہلانے پر زور دیا ہے اور اپنے دھرم کو آریا سماج کا جدید نام دیا ہے۔ ہندوؤں کے تارکِ دنیا لوگوں کو سادھو کہا جاتا ہے، سوامی اسی سادھو کا جدید نام ہے۔

ہندو دھرم کے بانی کا کچھ اتا پتا نہیں ملتا۔ البتہ آریا فاتحین کے کہنے پر شاعروں نے سنسکرت میں اشلوک لکھے یعنی اشعار، نظم اور دوہڑے۔ اشعار کے یہ مجموعے وید کہلائے۔

ان کی مذہبی کتاب کا نام وید ہے۔ وید کا معنی ہے علم۔ اسے مختلف زمانوں کے ہندوؤں نے اپنے تجربات اور صوابدید کی روشنی میں مرتب کیا۔ شروع شروع میں وید صرف ایک تھی، پھر چار ہوئیں اور پھر چار سے بے شمار ہوئیں۔ ان میں زیادہ مشہور وہی چار ہیں: رگ وید، یجر وید، سام وید اور اتھر وید۔ جب ہندوؤں پر ویدوں کی کثرت کا اعتراض کیا جاتا ہے تو ہندو ان ویدوں کے اصل وید کی شرح ہونے کا بہانہ کرتے ہیں۔

ایک ایک وید میں بے شمار منتر ہیں۔ ویدوں کے مصنف اپنی پسند کے دیوتا کی شان میں جو شاعری کرتے ہیں اسے منتر کہا جاتا ہے۔ وید کے لکھنے والے یا اس کی شرح کرنے والے کو: رشی یا برہمن کہا جاتا ہے۔

ہر وید کا مصنف اپنی کتاب کی ابواب بندی کرتے وقت سب سے پہلے اگنی (آگ)، پھر وایو (ہوا)، پھر سوریہ (سورج) اور پھر اپہ (پانی) کا باب باندھتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مذہب یونان کے معروف فلسفی ارسطو اور اس کے متبعین سے متاثر ہے جو عناصر اربعہ کے قدیم ہونے کے قائل تھے (شرح عقائد نسفی صفحہ 40)۔

ان کے ہاں معبود کو پرمیشور کہا جاتا ہے۔ ان کے 32 اوتار ہیں، پرمیشور نے خود مادی صورت اختیار کر کے ان اوتاروں کے روپ میں جلوہ گری فرمائی۔ ہندو دھرم میں بے شمار دیوتا اور دیویاں ہیں، جن میں تین سب سے بڑے ہیں: براہمہ، وشنو اور شیو۔ ان تین دیوتاؤں کو تری مورتی کہا جاتا ہے، ان تینوں کے ماتحت بے شمار دیوتے اور دیویاں ہیں۔ انکے علاوہ گائے کو پوجنا اس دھرم کی اہم تعلیم ہے، حتیٰ کہ اس کے پیشاب کو پینا ان کے نزدیک گناہوں کا کفارہ ہے۔ یہ لوگ گائے کو گاؤ ماتا کہتے ہیں۔

Islam The World Religion

اس مذہب میں ایک اہم عقیدہ تناسخ ہے۔ان کا عقیدہ ہے کہ روحوں کی تعداد محدود ہے،لہٰذا اس دنیا میں وہی محدود روحیں اپنے اعمال کے مطابق شکلیں اختیار کر کے نئے جنم میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

ہندو مذہب میں طبقاتی امتیاز ایک اہم مذہبی حیثیت رکھتا ہے جسے وہ ذات پات کی تقسیم قرار دیتے ہیں۔سب سے اونچی ذات برہمن ہے،اس کے بعد کھشتری،اس کے بعد ویش اوراس کے بعد شودر۔شودر سب سے گھٹیا اور کام کاج کرنے والی ذات ہے۔برہمن ذات کی وجہ سے ہندو مذہب والوں کو عربی کتابوں میں براہمہ بھی کہا گیا ہے۔

اس دھرم میں یہ جائز ہے کہ اگر کسی کی اولاد نہ ہو رہی ہو تو ایسا شخص اپنی بیوی کو کسی مرضی کے آدمی سے حاملہ کرواسکتا ہے،اس تعلیم کا نام نیوگ ہے۔انکے ایک فرقے سناتن نے اس رسم سے بغاوت بھی کر رکھی ہے۔بت پرستی،ذات پات کی تقسیم،گائے کی پوجا اور پیشاب نوشی اور نیوگ کی تعلیم اس مذہب کو انسانیت کی توہین اور عقل سے فراغت والا مذہب ثابت کر دیا ہے۔شرک اور بت پرستی ہمیشہ انسان کو توہم پرست بناتی ہے اور یقین کی بجائے تذبذب کا شکار کرتی ہے۔

یہ لوگ شرک کرنے کی وجہ سے اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے کی وجہ سے گمراہ ٹھہرے۔اللہ کریم فرماتا ہے:إِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيمٌ (لقمان:13)۔

اور فرماتا ہے: لَا شَرِيكَ لَهُۥ وَبِذَٰلِكَ أُمِرۡتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلۡمُسۡلِمِينَ (الانعام:163)۔سورۃ الکافرون انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔مکہ کے مشرک بت پرست تھے۔

(3)۔جین مت

جین کا معنی ہے قابو پانا۔اس سے مراد اپنی خواہشات اور جذبات پر قابو پا کر نجات حاصل کرنا ہے۔یہ مذہب قبل مسیح سے چلا آ رہا ہے۔اس مذہب کے چوبیس راہنما مختلف زمانوں میں پیدا ہوتے رہے،جن میں سے آخری رہنما کا نام مہاویر ہے،جو تقریباً پانچویں صدی قبل مسیح میں فوت ہوا۔

Islam The World Religion

یہ مذہب ہندو مذہب کے اندر پیدا ہونے والی خرابیوں کے ردِعمل کے طور پر وجود میں آیا۔ یہ لوگ اس کائنات کا خالق کسی کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ خدا انسان ہی کی روح میں مختلف صلاحیتوں کے ساتھ پوشیدہ ہے۔ روح کو اس مادی جسم کی کثافتوں سے آزاد کر کے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان لوگوں نے اپنے رہنماؤں کی مورتیاں بنا کر ان کی یاد اور احترام سے کام شروع کر کے پھر انہیں پوجنا شروع کر دیا۔ اس پوجا کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں ان کے درمیان اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ صوبہ گجرات میں ان کے عالی شان مندر موجود ہیں جن کا شمار ہندوستان کے ہفت عجائب میں ہوتا ہے۔

یہ مذہب صرف ہندوستان تک محدود ہے۔ علامہ شہرستانی نے الملل والنحل میں ہندوستان میں پائے جانے والے مذاہب میں حکماء الہند کا باب باندھا ہے اور ان کے تین فرقے بیان کیے ہیں۔ حکماء الہند سے ان کی مراد جین مت ہے۔

کسی کو کائنات کا خالق نہ ماننا، خدا کو انسان کی روح میں پوشیدہ سمجھنا اور نیک لوگوں کی مورتیاں بنا کر انہیں پوجنا اس مذہب کے تین الگ الگ کفریات ہیں۔ ان کے مقابلے پر اسلام کا عقیدۂ توحید، تحقیق اور یقین کی دولت فراہم کرتا ہے۔

(4)۔ بدھ مت

اس مذہب کا بانی گوتم بدھ ہے، جو چھٹی صدی قبل مسیح میں نیپال میں پیدا ہوا۔ گوتم بدھ کو انسانی زندگی کے تین پہلوؤں: بیماری، بڑھاپا اور موت نے دنیا سے متنفر کیا اور اس نے اپنے طور پر دنیا کے حقائق کو تنہائی میں جا کر سمجھنے کی کوشش کی۔ گوشہ تنہائی میں گوتم پر کچھ اسرار کھلے۔ گوتم بدھ خدا کے وجود کا بھی قائل ہوا اور اس کی توحید کا بھی قائل ہوا۔ اس نے ہندو مذہب میں ذات پات کی تقسیم پر احتجاج کیا اور اعمال کو نجات کا ذریعہ قرار دیا۔

گوتم بدھ نے کوئی مذہبی کتاب نہیں دی۔ بہت سے لوگ اسکے مرید ہو گئے۔ گوتم اپنے ماننے والوں کو: صبر، عطا، ترکِ دنیا، شہوت اور لذت سے اجتناب، مخلوق پر رحمت کا حکم دیتا تھا۔ دس گناہوں سے بچنے کا حکم دیتا تھا: کسی ذی روح کو قتل کرنا، لوگوں کا مال کھانا، زنا، جھوٹ، چغلی، فحش گوئی،

Islam The World Religion

گالی، برے القاب دینا، بے وقوفانہ حرکت اور آخرت کا انکار(الملل والنحل جلد 2 صفحہ 260)۔

گوتم نے اپنی تعلیمات میں اخلاقیات پر بہت زور دیا۔ اس ضمن میں ان سے کافی حد تک غلو بھی واقع ہو گیا۔ مثلاً کسی جانور کو قتل نہ کرنا۔ لیکن مجموعی اخلاقی تعلیمات کی وجہ سے اور ذات پات کی نفی کی وجہ سے یہ مذہب ہندوستان میں بہت پھیلا۔ چین میں اس مذہب کے پھیلنے کی وجہ چین کے بادشاہ ووٹی (Wuti) کا بدھ مذہب کو قبول کرنا ہے۔ بدھ کا ایک شاہی خاندان کا فرد ہوتے ہوئے تارکِ دنیا ہونا بھی اس کے مذہب کی ترویج کا سبب بنا۔

گوتم بدھ کی تعلیم یہ تھی کہ ہر برائی کی بنیاد نفسانی خواہشات ہیں، جو شخص خواہشات کی نفی کر لیتا ہے وہ اللہ کے ساتھ واصل ہو جاتا ہے۔ وصل کی اس حالت کا نام نروان ہے۔ نروان کے عقیدہ کو چین کے تاؤازم اور کنفوشس ازم والوں نے بھی اس عقیدے کی خوبصورتی کے پیشِ نظر بدھ مت کو قبول کیا۔

بدھ نے چونکہ خود کوئی کتاب نہیں دی تھی، لہٰذا اس کے بعد کثرتِ تصانیف فرقہ بندی کا سبب بنی۔ بدھ کی وفات کے بعد یہ مذہب بہت سے فرقوں میں تقسیم ہو گیا، جن میں سے تین اہم فرقے حسبِ ذیل ہیں۔

مہائی یا مہایاں فرقہ (Mahayana)۔ مہایاں کا معنی ہے بڑی گاڑی۔ ان کا کہنا تھا کہ اسی گاڑی میں سوار ہو کر نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ ان کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ بدھ حادث نہیں۔ علامہ شہرستانی نے اسی فرقے کو مطلق بدھ مت قرار دے کر اس کے عقائد کو الملل والنحل جلد 2 صفحہ 260 پر بیان کیا ہے۔

ہنائنا فرقہ (Hynayana) کے نزدیک خدا کا کوئی وجود نہیں، بدھ بھی ایک انسان تھا جو عام انسانوں کی طرح زندگی گزار کر چلا گیا۔ روح اور الہام کوئی چیز نہیں۔

زین مت (zen Buddists): اس فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ مذہبی کتابوں کے ذریعے حق کی تلاش ممکن نہیں، بلکہ جو کچھ ہے انسان کے اپنے اندر موجود ہے۔ یہ فرقہ زیادہ تر جاپان میں پایا جاتا ہے۔ چین میں بھی ان کی تعداد کافی ہے۔ یہ لوگ مراقبے اور لطائف پر بہت زور دیتے ہیں اور ان لطائف پر روحانی مشغولیاں کرتے ہیں۔ عام طور پر ان کے ہاں آٹھ

Islam The World Religion

لطائف مانے جاتے ہیں۔

بدھ مت میں کثرتِ فرقہ بندی اور پھر ان لوگوں کا بدھ کی اصل اخلاقی تعلیمات کو چھوڑ دینا اس مذہب کے زوال کا سبب بنا۔اس وقت بدھ مت خود ہندو مذہب سے متاثر ہو چکا ہے اور بہت سی ہندو تعلیمات اس میں داخل کر دی گئی ہیں۔ بلکہ اسلام کے سواء تقریباً تمام ادیان میں تناسخ کا عقیدہ کسی نہ کسی رنگ میں تسلیم کیا جا رہا ہے۔علامہ شہرستانی لکھتے ہیں: وَمَا مِنۡ مِلَّةٍ مِنَ الۡمِلَلِ اِلَّا وَلِلتَّنَاسُخِ فِيۡهَا قَدَمٌ رَاسِخٌ وَاِنَّمَا تَخۡتَلِفُ طُرُقُهُمۡ فِيۡ تَقۡرِيۡرِ ذَالِكَ (الملل والنحل جلد 2 صفحہ 262)۔حتیٰ کہ مرزا قادیانی بھی اپنے مسیح موعود بننے اور مسیح کی روح مرزا میں نفخ کیے جانے کے عقیدہ میں اسی بیماری کا شکار رہا ہے۔

اس مذہب کا یہ کہنا کہ بدھ حادث نہیں، دوسرے فرقے کا یہ کہنا کہ خدا کا کوئی وجود نہیں، یہ دونوں باتیں متضاد اور محض ایک دوسرے کا مقابلہ اور ردِ عمل تھا۔جبکہ یہ دونوں نظریے محض کفر یہ ہیں۔اس مذہب کا ہندو مت سے متاثر ہونا اس مذہب کو مکمل طور پر باطل کر گیا ورنہ شاید گوتم بدھ کی ذاتی اور بنیادی تعلیمات کافی حد تک درست تھیں۔

(5)۔تاؤازم(Taoism)

اس مذہب کا بانی لاؤزے ہے، جو چھٹی صدی قبل مسیح میں چین کے ملک میں گزرا ہے۔ یہ ایک مفکر تھا جس نے اپنی سوچ اور فکر کے نتیجے میں تاؤتی چنگ(Tao te ching)نامی کتاب لکھی۔تاؤ کا معنی ہے واجب الوجود۔اسی سے اس مذہب کا نام تاؤازم پڑا۔لاؤزے حیات بعد الممات کا قائل تھا اور فلسفیوں سے متنفر تھا۔

اس مذہب کی بنیادی تعلیم اخلاق، خواہشات پر قابو، حکمرانوں کی اصلاح ہیں۔ اخلاقیات سے اس کی مراد یہ ہے کہ کسی کے معاملے میں مداخلت نہ کی جائے، ہر کسی سے محبت کی جائے اور کسی سے نفرت نہ کی جائے۔جس طرح دنیا میں نیچر(قدرتی نظام) جاری وساری ہے اسی طرح انسان بھی نیچرل طریقے سے اس میں زندگی گزارے۔

یہ لوگ بھی ایک انسانی کتاب کے پیروکار ہیں اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا

Islam The World Religion

انکار کرنے اور آخری آسمانی تعلیم کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے گمراہ ٹھہرے۔ البتہ اگر اسلامی تعلیمات ان تک پہنچانے کا بندوبست ہو سکے تو یہ لوگ بڑی جلدی اسلام کو قبول کر سکتے ہیں۔

(6)۔کنفوشس ازم (Confucianism)

کنفوشس پانچ سو پچاس قبل مسیح میں چین میں پیدا ہوا۔ خدا کے وجود کا قائل تھا، حیات بعد از ممات کو تسلیم کرتا تھا۔ اس مذہب کی کوئی آسمانی کتاب نہیں۔ کنفوشس کے ملفوظات کا ایک مجموعہ انالیکٹس (Analects) ہے، جسے اس کے شاگردوں نے مرتب کیا۔ اس مذہب والوں کا کہنا ہے کہ پانچ کتب کنفوشس کی نگرانی میں لکھی گئیں: کتاب التواریخ، گیتوں کی کتاب، رسموں کی کتاب، انقلاب کی کتاب اور خزاں اور بہار کی تاریخ۔

اخلاقیات پر بہت زور دیتا تھا۔ اس کے نزدیک انسانی تعلقات کی پانچ اقسام تھیں: باپ کا بیٹے سے تعلق، بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی سے تعلق، شوہر کا بیوی سے تعلق، ہر بڑے کا چھوٹے سے تعلق اور حاکم کا اپنی رعایا سے تعلق۔ ان تعلقات میں سے ہر تعلق کی تفصیل بیان کرتا ہے۔

کنفوشس نے علم اور تعلیم پر اپنی دیگر تعلیمات سے زیادہ زور دیا ہے۔ کہتا ہے کہ اگر مجھے کسی نے آدھا سیر گوشت دیا تو میں اسے اس کے بدلے میں دو سال پڑھایا۔ کنفوشس ذاتی طور پر ایک بلند کردار انسان تھا، دنیا میں اسلام کے سب سے زیادہ قریب تعلیمات اسی کی ہیں۔ ان لوگوں تک اگر اسلامی تعلیمات پہنچانے کی ذمہ داری اسلامی حکومتیں ادا کریں تو یہ لوگ بڑی جلدی اسلام کو قبول کر سکتے ہیں۔ اس مذہب میں کئی مصلح پیدا ہوتے رہے۔ اس وقت چین کا سب سے بڑا عوامی مذہب یہی ہے مگر کلیدی آسامیوں پر دہریہ اور بدھ مت کا غلبہ ہے۔

(7)۔شنٹوازم (Shintoism)

شنٹو کا معنی ہے دیوتاؤں کی ادائیں۔ یہ جاپان کا قومی مذہب ہے جس میں کوئی دوسرا یعنی غیر جاپانی داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک نسلی اور موروثی مذہب ہے۔ اس مذہب کی کوئی بنیادی کتاب نہیں، البتہ آٹھویں صدی عیسوی میں ان کے ایک مصلح یاسومارو (Yasumaro) نے

Islam The World Religion

اپنے دیوتاؤں کے قصوں کو ایک کتاب میں جمع کیا جس کا نام کوجی کی (Kojiki) رکھا، جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

شنٹوازم ایک بت پرست مذہب ہے جس میں بتوں کی تعداد کروڑوں میں ہے، حتیٰ کہ سورج، سمندر، پہاڑ، درخت، بادشاہ، ہیروز اور اپنے آباؤ اجداد تک سب پوجے جاتے ہیں۔ لیکن ان کا کہنا ہے کہ ان سارے دیوتاؤں میں ایک ہی روح کارفرما ہے یعنی معبود حقیقی۔

شنٹو مذہب اخلاقی تعلیم کے معاملے میں اخلاص، ایثار اور تزکیہ نفس پر زور دیتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر انسان مخلصانہ مجاہدہ کرے تو دیوتاؤں سے واصل ہو سکتا ہے۔ بت پرستی کی وجہ سے یہ مذہب حقیقت سے دور اور بے یقینی اور توہم پرستی کا زبردست شکار ہیں۔

(8)۔ستارہ پرست

ان کے دو فرقے ہیں: سورج پرست جو کہتے ہیں کہ سورج ایک فرشتہ ہے جس میں جان بھی ہے اور عقل بھی ہے۔ اسی سے تمام ستاروں کو روشنی ملتی ہے اور جہان چمکتا ہے۔ ان لوگوں نے عبادت خانے بنا رکھے ہیں جن میں سورج کا صنم رکھا ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں آگ کی رنگت جیسا جوہر ہوتا ہے۔ یہ اس عبادت خانے میں عبادت کرتے ہیں اور مریضوں کو لے جاتے ہیں جو صنم کے لیے روزے رکھتے ہیں، عبادت کرتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں اور شفاء طلب کرتے ہیں۔

ان کا دوسرا فرقہ چاند (چندر) پرست ہے۔ یہ لوگ چاند کو تقریباً سورج پرستوں کی طرح پوجتے ہیں۔ چاند کے صنم کے سامنے رقص، تماشا کرتے اور ڈھول باجے بجاتے ہیں (الملل والنحل جلد 2 صفحہ 265، 266)۔ اسی پرستش اور طرزِ پرستش نے انہیں بت پرستی کے زمرے میں شامل کر دیا ہے۔

(9)۔صابئین

یہ لفظ صبا سے بنا ہے، اس کا معنی ہے حق کی راہ سے ہٹ جانا۔ صابئین کی ضد حُنفاء

Islam The World Religion

ہے یعنی نبیوں کی راہ پر چلنے والے اور ملتِ ابراہیمی والے۔انہیں یہ نام اس لیے دیا گیا کہ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی راہ سے ہٹ گئے اور ان کے مذہب کا دارومدار روحانیت کی مخالفت پر ہے(الملل والنحل جلد 2 صفحہ 6)۔

ان میں تین بڑے فرقے ہیں: اصحاب الروحانیات، اصحاب الہیاکل، الحرنانیہ۔ان میں سے ہر ایک کے مزید فرقے بھی ہیں(الملل والنحل جلد 2 صفحہ 7 تا 61)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ یعنی بے شک جولوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابی اور نصاریٰ اور آتش پرست اور جنہوں نے شرک کیا یقیناً اللہ ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمادے گا بے شک اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے(الحج:17)۔

قرآن شریف کی تفاسیر میں سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 62 کے تحت ان کے مختلف فرقے اور ان فرقوں کے مختلف نظریات تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔محتاط مطالعہ کے مطابق یہ لوگ یہود و نصاریٰ اور مجوس کی تعلیمات کا ملغوبہ تھے اور انہوں نے کچھ اپنی طرف سے اضافہ بھی کر رکھا تھا۔یہ مذہب اس وقت ختم ہو چکا ہے(تفسیر بغوی جلد 1 صفحہ 57)۔

(10)۔یہودی

یہود کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے یہودا کی طرف منسوب ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو یہودی کہا جاتا ہے۔اپنے نبی سے طرح طرح کی فرمائشیں کرنا، بچھڑے کو پوجنا، تورات میں تحریف کرنا اور انبیا علیہم السلام کو قتل کرنا ان لوگوں کے سیاہ کارنامے ہیں۔ان کی کتاب کا نام تورات ہے۔یہ پہلی باقاعدہ کتاب ہے جو آسمان سے نازل ہوئی، اس سے پہلے صحیفے نازل ہوا کرتے تھے۔یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات کے اسرار حضرت یوشع بن نون کو عطا کر دیے تھے، وہی ان کے وصی تھے، وہی ان کے القائم تھے۔حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہو چکی

Islam The World Religion

تھی۔ یہ کمالات حضرت یوشع بن نون نے حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹوں شبر اور شبیر تک امانت کے طور پر پہنچانا تھے۔

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا مذہب بنی اسرائیل کا مذہب ہے۔اس مذہب میں کسی دوسری نسل کا آدمی داخل نہیں ہوسکتا، بلکہ یہودی ہونے کے لیے یہودی خون کا ہونا ضروری ہے۔

یہودیوں کے بے شمار فرقے ہیں جن میں چار اہم فرقے ہیں:

(ا)۔عنانیہ: اس کا بانی عنان بن داوٗد ہے۔ یہ فرقہ ہفتے کے دن اور عیدوں کے بارے میں تمام دوسرے یہودیوں سے اختلاف رکھتا ہے۔ یہ فرقہ پرندوں ، ہرنیوں ، مچھلیوں اور ٹڈیوں کا گوشت حرام سمجھتا ہے، جانوروں کو گلے کی پچھلی جانب یعنی گردن سے ذبح کرتا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے موعظ اور اشارات درست تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تورات کی مخالفت نہیں کی بلکہ اسے برقرار رکھا اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی، وہ بنی اسرائیل میں سے ایک مبلغ تھے مگر نبی نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ انجیل آسمانی کتاب نہیں ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت کی کتاب ہے جسے ان کے چار شاگردوں نے جمع کیا، ایسی کتاب آسمان سے نازل شدہ کیسے ہوسکتی ہے۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ظلم کیا تھا کہ انہیں تسلیم نہ کیا اور آخر کار بزعمِ خویش انہیں قتل کر دیا (الملل والنحل صفحہ 192 تا 196)۔

(ب)۔عیسویہ: یہ فرقہ ابوعیسیٰ اسحاق بن یوسف اصفہانی کی طرف منسوب ہے۔ ابوعیسیٰ نبوت کا مدعی تھا اور کہتا تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رسول ہے۔

(ج)۔مقاربہ: انہیں یوذعانی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ہمدان کے ایک شخص یوذعان کی طرف منسوب ہیں۔ یہ شخص زہد وتقویٰ اور نماز کی دعوت دیتا تھا۔ کہتا تھا کہ تورات کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔

(د)۔سامرہ: یہ یہودیوں کا معروف ترین فرقہ ہے، جو حضرت موسیٰ، ہارون اور یوشع بن نون علیہم السلام کی نبوت کا قائل ہے۔ان کا کہنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف ایک نبی آئے گا جو تورات کی تصدیق کرے گا اور اس کی روشنی میں فیصلے کرے گا۔اس

Islam The World Religion

فرقے کے اندر مزید دو اہم فرقے ہیں: ایک فرقہ کوستانیہ ہے (اس کا معنی ہے سچی جماعت)۔ یہ کوستانیہ فرقہ آخرت کے ثواب اور عذاب کا قائل ہے۔ دوسرا فرقہ الفانیہ ہے جسے پہلا فرقہ دوستانیہ کا نام دیتا ہے (اس کا معنی ہے منتشر جھوٹا فرقہ) یہ فرقہ کہتا ہے کہ ثواب اور عذاب صرف دنیا میں ہی ہوتا ہے۔ ان دونوں فرقوں میں شرعی احکام کا اختلاف بھی موجود ہے۔

(11)۔عیسائی

عیسائیوں کو نصاریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ نصر سے بنا ہے۔ یہ نصران کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے مددگار۔ اس لیے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی تھی۔ ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گاؤں کا نام ناصرہ تھا۔ اسی لیے حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی مسیح ناصری کہا جاتا ہے۔

عیسائی لوگ بنیادی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں۔ عیسائیوں کا کہنا ہے کہ وہ اللہ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ اس ایک خدا کے تین اقانیم ہیں۔ باپ، بیٹا اور روح القدس۔ باپ سے مراد خدائے لاشریک ہے۔ اللہ نے اپنی صفتِ کلام کو اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعے مجسم کر دیا اور وہ مجسم صفتِ کلام اصطلاح میں خدا کا بیٹا کہلائی۔ جس قوت کے ذریعے خدا اپنے بیٹے سے رابطہ رکھتا ہے وہ روح القدس کہلائی۔ وہ قوت، رحم اور شفقت ہے۔ اس حقیقت کا نام توحید فی التثلیث ہے۔ یعنی تثلیث میں توحید۔ یا تثلیث فی التوحید ہے یعنی توحید میں تثلیث۔

ان کے کئی فرقے ہیں، جن میں سے ہر فرقہ کسی نہ کسی طور پر تثلیث کا قائل ہے۔ ان میں سے دو فرقے زیادہ مشہور ہیں۔

کیتھولک فرقہ

اس فرقے کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک شخصیت کی دو حقیقتیں ہیں۔ خدا کا بیٹا اور انسان۔ بائیبل میں جہاں جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی خدائی کا ذکر ہے وہاں وہاں اس سے مراد خدائی کی حقیقت ہے اور جہاں جہاں انسانی عوارض مثلاً کھانے پینے اور

Islam The World Religion

موت وغیرہ کا تذکرہ ہے وہاں وہاں انسانی حقیقت مراد ہے۔ یوں سمجھ لیجیے کہ اس فرقہ نے آگ اور پانی کو اکٹھا مان لیا ہے۔

پروٹیسٹنٹ فرقہ

۱۶ صدی عیسوی میں ہینری ہشتم کے دور میں مارٹن لوتھر نے پوپ کی آمریت، غلط رسوم اور پادریوں پر فضول پابندیوں کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس سے قبل پوپ صاحبان اپنے سیاسی اور دنیوی مقاصد کے لیے اپنی کرسی سے فائدہ اٹھانے لگ گئے تھے۔ جسے چاہتے مغفرت کا پروانہ عطا کر دیتے تھے۔ اس نفس پرستی میں الجھ کر پوپ بھی دو منتخب ہونے لگے تھے۔ ایک فرانس، سپین اور نے پلس کے علاقے میں، جسے ایوی نن کہا جاتا تھا اور دوسرا اٹلی، انگلینڈ اور جرمنی کے علاقے میں جسے رومن پوپ کہا جاتا تھا۔ اس انتشار کو نفاقِ عظیم کا نام دیا گیا۔ مارٹن لوتھر نے پوپ کے غیر معمولی اختیارات کو چیلنج کر دیا اور بہت سی مروجہ رسومات کو بدعت قرار دے دیا۔ یہ بات سوئزرلینڈ، جنیوا، اٹلی، فرانس، جرمنی بلکہ پورے یورپ میں ہر طرف اٹھنے لگی حتیٰ کہ برطانیہ کے بادشاہ ہنری ہشتم اور ایڈورڈ چہارم بھی اس سے متاثر ہو گئے اور یہ فرقہ رومن کیتھولک کا مدِ مقابل بن گیا۔ اس فرقہ نے بائیبل کے کچھ حصوں کا بھی انکار کر دیا ہے۔ اس مذہب کی خاص تعلیمات میں یہ چیز شامل ہے کہ دین کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔

یہودی اور عیسائی ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت کے منکر ہیں۔ قرآن شریف میں صاف طور پر ان کی تردید کی گئی ہے، فرمایا: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا إِلٰهٌ وَاحِدٌ یعنی بے شک ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ خدا تین میں سے تیسرا ہے، حالانکہ کوئی معبود نہیں سوائے ایک معبود کے (المائدہ: 73)۔ اور فرمایا: وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللهُ إِلٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَّكُونَ لَهُ وَلَدٌ یعنی تثلیث کا قول مت کرو، باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا، بے شک صرف اللہ ہی واحد معبود ہے، وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو (النساء: 171)۔ اس آیت میں لَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ کے الفاظ فرما کر عیسائیوں کے تمام فرقوں کی اکٹھی تردید کر دی گئی ہے۔

Islam The World Religion

یہود و نصاریٰ کی اکٹھی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ، اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ یعنی اور یہود نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے نبی اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کی (لغو) باتیں ہیں جو اپنے منہ سے نکالتے ہیں مشابہت کرتے ہیں ان لوگوں کی جنہوں نے ان سے پہلے کفر کیا وہ اللہ کی لعنت کے سزاوار ہیں کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں، انہوں نے اپنے دینی پیشواؤں اور عبادت گزاروں کو اللہ کے سواء اپنا رب بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو (بھی) حالانکہ انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک معبود کی بندگی کریں اس کے سواء کوئی بندگی کے لائق نہیں وہ ان کے بنائے ہوئے شریکوں سے پاک ہے (التوبہ:30،31)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ یہاں سے یہودیوں نے ٹھوکر کھائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ ناجائز اولاد قرار دیا، جبکہ عیسائیوں نے انہیں خدا کا بیٹا بنا ڈالا۔ اور اسلام نے ان دونوں انتہا پسند نظریات کی اصلاح کی اور واضح کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں بلکہ اس کے بندے اور رسول ہیں اور وہ ناجائز اولاد بھی نہیں بلکہ اللہ کے کلمہ کی برکت سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی لیے قرآن نے انہیں کلمۃ اللہ اور روح اللہ کا لقب دیا ہے۔

یہودیوں کا نظریہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا جبکہ عیسائیوں کا نظریہ ہے کہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ اسلام نے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر نہیں چڑھے اور نہ ہی قتل ہوئے ہیں بلکہ اللہ نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا ہے۔

یہود و نصاریٰ سے دوستی منع ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

Islam The World Religion

الظّٰلِمِيْنَ (المائدة:51)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کے اپنا دوست نہ بناؤ (تمہارے خلاف) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اگر تم میں سے کسی نے انہیں دوست بنایا تو وہ انہیں میں سے ہوگا، بے شک اللہ ہدایت نہیں فرماتا ظالم قوم کو۔

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: اِنَّ مَنۡ لَّمۡ یُکَفِّرۡ مَنۡ دَانَ بِغَیۡرِ الۡاِسۡلَامِ کَالنَّصَارٰی، اَوۡ شَكَّ فِیۡ تَکۡفِیۡرِھِمۡ اَوۡ صَحَّحَ مَذَاھِبَھُمۡ فَھُوَ کَافِرٌ یعنی جو اسلام کے علاوہ دوسرے ادیان کو اختیار کرنے والوں مثلاً نصاریٰ کی تکفیر نہیں کرتا یا ان کے مذاہب (کی موجودہ صورت) کو صحیح مانتا ہے وہ کافر ہے (الاعلام بقواطع الاسلام صفحہ 164)۔

(12)۔ثنویہ مذہب

ثنویہ فرقہ دو چیزوں کو دنیا کی بنیاد سمجھتا ہے اسی لیے اسے ثنویہ کہا جاتا ہے۔ وہ دو چیزیں نور اور ظلمت ہیں یعنی روشنی اور اندھیرا۔ اس فرقے کے اندر مزید کئی فرقے ہیں۔ جن میں سے دو فرقے زیادہ مشہور ہیں۔

مانویہ فرقہ

اس فرقے کا بانی مانی بن فاتک ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے بعد سابور بن اردشیر کے زمانے میں ہوا۔ اسے بہرام بن ہرمز بن سابور نے قتل کیا۔

اس کا عقیدہ یہ تھا کہ دنیا (عالم) دو چیزوں سے مرکب ہے جو ازلی ہیں ایک نور اور دوسری ظلمت۔ نور خوبصورت ہے اور ظلمت بدصورت۔ نور بھلائی ہے اور ظلمت شرارت۔ نور صلح ہے اور ظلمت فساد۔ نور اوپر کو جاتا ہے اور ظلمت نیچے کو۔ نور زندگی ہے اور ظلمت موت۔ نور سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور ظلمت سے شیاطین۔

مجوسی فرقہ

مجوسیوں کا ذکر قرآن شریف میں اس طرح ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ھَادُوۡا وَالصَّابِئِیۡنَ وَالنَّصَارٰی وَالۡمَجُوۡسَ

Islam The World Religion

وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (الحج:17)۔

ترجمہ: بے شک جولوگ ایمان لائے اور جولوگ یہودی، صابی، عیسائی، مجوسی ہوئے اور جن لوگوں نے شرک کیا بے شک اللہ ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔

مجوسی لوگ عملیات اور جادو کے چکر میں رہتے ہیں اور اسے بہت بڑی روحانیت سمجھتے ہیں۔ مجوس کو فارسی میں مغ اور انگریزی میں Magus یا Magian کہا جاتا ہے، جس کا معنی ہے: جادوگر۔

مجوس کہتے ہیں کہ نور اور ظلمت دو چیزیں ہیں اور دو چیزوں کا قدیم ہونا ممکن نہیں۔ ان کے نزدیک نور ازلی اور قدیم ہے جبکہ ظلمت حادث ہے۔ پھر اس ظلمت کے حدوث کے بارے میں ان کا آپس میں اختلاف ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ظلمت اسی نور سے نکلی ہے۔ نور سے نکلنے والی چیز اسی نور کا حصہ ہوگی لہٰذا یہ حصہ شر نہیں ہوسکتا۔ ماننا پڑے گا کہ شر کوئی دوسری ہی چیز ہے یہاں سے مجوس کا خبط ظاہر ہوتا ہے۔

ان کی اہم عیدیں بھی سورج کے مختلف برجوں میں داخل ہونے پر منعقد ہوتی ہیں۔ اسی بنا پر مجوسیوں کی ایک مشہور عید کا نام نوروز ہے۔ جب یہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ان کے دعائیہ الفاظ یہ ہوتے ہیں کہ: ہزار نیروز اور ہزار مہرجان زندہ رہو (ابن جریر: 1319، بغوی جلد 1 صفحہ 79)۔

اَلنَّيْرُوْزُ اَوَّلُ يَوْمٍ مِنَ الصَّيْفِ وَهُوَ اَوَّلُ يَوْمٍ تَحُلُّ فِيهِ الشَّمْسُ الْحَمَلَ الخ یعنی یہ گرمی کے موسم کا پہلا دن ہوتا ہے، اور یہ وہ پہلا دن ہے جس میں سورج بُرج حمل میں داخل ہوتا ہے، اور مہرجان سردیوں کا پہلا دن ہے جس میں سورج برج میزان مین داخل ہوتا ہے (البحرالرائق جلد 6 صفحہ 145)۔

شیعہ کی کتاب مناقبِ آلِ ابی طالب میں لکھا ہے کہ: حضرت امام موسیٰ بن جعفر سے منصور نے نوروز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: میں نے اپنے جدِ امجد رسول اللہ ﷺ کی

Islam The World Religion

احادیث میں اس کی تفتیش کی ہے، تو مجھے اس عید کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی، یہ فارس کے لوگوں کا طریقہ تھا جسے اسلام نے مٹایا (مناقبِ آل ابی طالب از ابن شہر آشوب صفحہ 1182)۔

اسی مذہب کے عالم محمد حسین نجفی لکھتے ہیں: اسلام کے تمام احکام کا تعلق قمری تاریخوں سے ہے جبکہ اس عید کا انحصار شمسی تاریخوں پر ہے، پھر اس میں بھی شدید اختلاف ہے کہ 21 مارچ کو ہوتی ہے یا 13 اپریل کو۔۔۔ الغرض اس عید کی کوئی کل اور کوئی پول سیدھی نہیں ہے، ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ (اصلاح الرسوم الظاہرہ بکلام العترۃ الطاہرہ صفحہ 342)۔

یہ لوگ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔ آگ کو پوجنے کی وجہ سے سورج کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ انہیں آتش پرست بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی بت پرستوں کے زمرے میں آتے ہیں اور بت پرستوں کی طرح کافر ہیں۔ یہ لوگ آگ کی تعظیم تین وجوہ کی بنا پر کرتے ہیں: ایک اس لیے کہ آگ ہمیشہ بلندی کی طرف اٹھتی ہے، دوسرے اس لیے کہ اس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نہیں جلایا تھا، تیسرے اس لیے تاکہ اس کی تعظیم انہیں جہنم کے عذاب سے بچائے (الملل والنحل جلد 1 صفحہ 235)۔

اللہ کریم فرماتا ہے: وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ (النمل: 24)۔ تفسیر قرطبی وغیرہ میں ان کا سورج پرست اور مجوسی ہونا لکھا ہے (قرطبی جلد 13 صفحہ 166)۔

مجوس کے کئی فرقے ہیں:

(ا)۔ کیومرثیہ فرقے کے نزدیک دو ہستیاں دنیا کی بنیاد ہیں۔ یزداں اور اہرمن۔ یزداں ازلی اور قدیم ہے جب کہ اہرمن مُحدَث اور مخلوق ہے۔ ان کے خیال میں یزداں نے جب سوچا کہ اگر میرا کوئی مقابل ہوتو پھر کیا ہوگا؟ اس کی یہ سوچ نوری طبیعت کی شان کے منافی تھی۔ اس سوچ سے ظلمت کو جنم ملا جس کا نام اہرمن ہوا۔ اہرمن کی طبیعت میں ہی شرارت تھی۔ نور نے روحوں کو اختیار دیا کہ چاہو تو اہرمن کی جگہ سے نکل جاؤ اور اگر چاہو تو جسم کا لباس پہن کر اہرمن سے جنگ کرو۔ روحوں نے جسم کے لباس اور اہرمن سے جنگ کو پسند کیا تاکہ نور کی مدد سے اہرمن پر غالب آئیں۔ اہرمن کی ہلاکت پر قیامت آئے گی۔

Islam The World Religion

(ب)۔ زَورانیہ فرقے کے خیال میں پہلا انسان کیومرث نہیں بلکہ زَوران ہے۔ زَوران نے جب کسی چیز میں شک کیا تو اس شک کی نحوست سے اہرمن یعنی شیطان نے جنم لیا۔

(ج)۔ زردشتیہ فرقے کا بانی زردشت بن بورشب ہے جو کشتاسب بن لھراسب بادشاہ کے زمانے میں تقریباً ۶۰۰ قبل مسیح میں گزرا ہے۔ یہ بنیادی طور پر موحد تھا۔ اس کے ماننے والوں کے نزدیک زردشت نبی اور رسول تھا۔ کشتاسب بادشاہ نے زردشت کی دعوت کو قبول کیا۔ اس مذہب کے مطابق زردشت پر نازل ہونے والی کتاب کا نام ''زنداوستا'' ہے۔

زردشت کا کہنا ہے کہ: اس جہان میں ایک قوتِ الٰہیہ ہے جو اس جہان کی ہر چیز کی تدبیر کرتی ہے اور ابتداء سے انتہا تک جہان کی تربیت کرتی ہے، اسے مجوسی لوگ مشاسبند کہتے ہیں۔ فلاسفہ کی زبان میں اسی کو عقلِ فعال کہا جاتا ہے اسی سے فیضِ الٰہی اور نیابتِ ربانی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَا تَتَّخِذُوٓا اِلٰـهَيۡنِ اثۡنَيۡنِ‌ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ یعنی دو معبود مت پکڑو، وہ تو صرف ایک ہی معبود ہے (النحل: 51)۔ اس آیت میں دو معبودوں کی نفی کر کے کثیر التعداد معبودوں کی نفی بدرجہ اولیٰ کرنا مقصود ہے، لیکن آیت کے صریح الفاظ میں ثنوی مذہب اور اس کے تمام فرقوں پر اکٹھی ضرب لگائی گئی ہے، یہ قرآن کا زبردست اعجاز ہے۔

مجوس کو اہل کتاب سے ملتا جلتا قرار دیا گیا ہے۔ یہ اہل کتاب کی طرح ذمی کے طور پر اسلامی ملک میں رہ سکتے ہیں، لیکن ان کا ذبیحہ حلال نہیں اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں۔

دہریہ اور ثنویہ مذہب کے بارے میں ہم نے امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب التوحید صفحہ ۲۰۹ تا ۲۴۶، حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب المنقذ من الضلال اور علامہ عبدالکریم شہرستانی کی کتاب الملل والنحل جلد ۱ صفحہ ۲۱۳ تا ۲۳۵ سے مدد لی ہے۔

(13)۔ منکرینِ ختمِ نبوت

ان کے اندر کئی فرقے ہیں۔ ان کا قدیم ترین فرقہ بلوچستان میں ہے جو ذِکری کہلاتا ہے، جس کی بنیاد دسویں صدی ہجری میں تربت میں ملا محمد اٹکی (متوفی 1029ھ) نے رکھی۔ ملا

Islam The World Religion

محمد انکی مرید تھا سید محمد جونپوری کا۔ جونپوری نے مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے بعد انکی نے پہلے امام مہدی ہونے کا، پھر نبوت کا اور پھر خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ فرقہ اسلامی عبادات کو منسوخ سمجھتا ہے، اور کوہِ مراد پر جا کر مخصوص قسم کے اعمال کو حج قرار دیتا ہے، نماز نہیں پڑھتا اور جو انہیں چھوڑ کر مسلمان ہو جائے تو کہتے ہیں کہ فلاں شخص نمازی ہو گیا ہے۔

ایران میں ان کا ایک فرقہ بابی کہلاتا ہے جو محمد علی باب کی طرف منسوب ہے۔ باب کا کہنا تھا کہ وہ اپنے بعد آنے والے مسیح کی راہ ہموار کرنے آیا ہے۔ اسی لیے اس کو باب کہا گیا یعنی بہاء اللہ کا دروازہ۔ ایران میں ان کا ایک فرقہ بہائی کہلاتا ہے جو بہاء اللہ کی طرف منسوب ہے۔ بہاء اللہ کا کہنا تھا کہ محمد علی باب اسی کا راستہ ہموار کرنے آیا تھا۔ بہاء اللہ نبوت اور مسیحیت دونوں کا مدعی تھا اور مرزا قادیانی کی طرح جہاد کا مخالف تھا۔

پاک و ہند میں ان کا ایک فرقہ قادیانی کہلاتا ہے جو مرزا قادیانی کی طرف منسوب ہے۔ نہایت دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے تقریباً تمام دلائل وہی ہیں جو بہاء اللہ وغیرہ کے ہیں۔ قادیانیوں کے اندر کئی لوگ نبوت کے دعوے کر چکے ہیں۔ قادیانیوں کا ایک فرقہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا بلکہ مجدد مانتا ہے، اس فرقے کا نام لاہوری فرقہ ہے جس کا بانی محمد علی لاہوری ہے۔ قادیانی خود بھی اس فرقے کو کافر سمجھتے ہیں۔

قادیانی لوگ ہمارے نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کرتے ہیں اور قرآن میں آیت خاتم النبیین کی موجودگی میں ختم نبوت کا انکار کرنے کے لیے انہیں جو فریب کاریاں کرنا پڑتی تھیں وہ سب فریب کاریاں انہوں نے ضرور کی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، مسیح اور مہدی مانتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا قرآن شریف کی آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب: ۴۰)۔ سے ثابت ہے اور سیدنا عیسی علیہ السلام کا جسم سمیت اٹھائے جانا آیت وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۚ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (النساء: 157,158) سے ثابت ہے اور آپ کے نزول پر متواتر احادیث موجود ہیں۔ ان قطعیات کا انکار کرنے اور انبیاء علیہم السلام کی بے ادبی کرنے کی وجہ سے مرزا قادیانی کافر ہوا اور اس کے ماننے والے بھی اس کی

تصدیق کرکے کافر ہوئے۔مرزا کی مزید کفریہ عبارات مختصراً دیکھیے!

(1)۔مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۷)۔

(2)۔ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۴۰)۔

(3)۔ جب مرزا سے کہا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردوں کو زندہ کرنے جیسے معجزات دکھاتے تھے تو مرزا نے کہا: یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا ہے کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابنِ مریم سے کم نہ رہتا (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۸)۔

(4)۔ اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابنِ مریم ٹھہرا (روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۰، صفحہ ۳۶۱)۔

(5)۔ ہمارے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہو گئے اور انکی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں (نجم الہدیٰ صفحہ ۵۳، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۵۳)۔

(6)۔ انگریز کی شان میں مرزا لکھتے ہیں: التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو

Islam The World Religion

ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۵۰)۔

حال ہی میں احمد عیسیٰ نامی ایک شخص نے بھی نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے، یہ شخص گجرات کا رہنے والا ہے اور کسی جگہ روپوش ہے۔ یہ بھی نماز اور اسلامی عبادات کا منکر ہے اور اپنے ماننے والوں کو انیس بیس کے فرق کے ساتھ وہی باتیں بتاتا ہے جو دیگر کذابوں نے بتائی ہیں۔

(14)۔سکھ مت

اس مذہب کے بانی کا نام گرو نانک ہے۔ جو پندرھویں صدی عیسوی (1469ء) میں بھارت (موجودہ پاکستان) کے شہر لاہور کے قریب ایک گاؤں تلونڈی میں پیدا ہوئے جسے آج کل ننکانہ صاحب کہا جاتا ہے، اور 1539ء میں فوت ہوئے۔ سکھ مذہب دنیا بھر میں چھٹے نمبر پر آتا ہے، اس وقت سکھوں کی کل تعداد تقریباً دو کروڑ ہے اور یہ ہندو مذہب کی ایک شاخ ہے ۔سکھ کا لفظ سنسکرت کے لفظ سسیا (Sisya) سے بنا ہے یعنی طالب اور شاگرد۔

گرو نانک بنیادی طور پر ہندو کھتری تھے اور ان کی قوم شتریہ تھی۔ مسلمانوں سے متاثر تھے، اور دوسری طرف سنت کبیر (ہندو رہنما) سے بھی متاثر تھے، اسی لیے گرو گرنتھ میں سنت کبیر کے کئی دوہڑے موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گرو نانک بعض سطحی لوگوں کو غلطی سے اسلام اور ہندو مت کے درمیان مصالحت کراتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ گورو نانک توحید و رسالت اور نماز روزہ کے بھی قائل تھے۔ گرو نانک پنجاب کے بہت سارے صوفیاء رحمہم اللہ کے مزارات پر جاتے رہے، ایک مسلمان کی طرح حج پر بھی گئے، حج سے واپسی پر ایک گاؤں کی بنیاد رکھی جس کا نام کرتار پور ہے اور پھر اسی گاؤں میں رہائش پذیر ہو گئے، اپنے ایک مرید راھنا کو اپنا جانشین گرو مقرر کر کے فوت ہو گئے۔ انہی وجوہات کی بنا پر بعض عوام ان کی زندگی میں ہی انہیں مسلمان سمجھنے لگے۔

سکھ مذہب میں بت پرستی حرام ہے۔ اس مذہب میں اوتاروں کا کوئی تصور نہیں جن

Islam The World Religion

میں خدا کا حلول مانا جائے۔ البتہ گرو نانک تناسخ کے قائل تھے۔

گرو نانک کے کلام یعنی کلامِ نانک کے پہلے صفحے پر ان کا عقیدہ یوں لکھا ہے کہ:

اک اونکار ست نام: کرتا پرکھ، نربھو، نرویر

اکال، مورت اجونی، سے بھنگ، گر پرساد

یعنی ایک خدا کے سات مقدس نام ہیں: خالق، بے خوف، بے عداوت، لافانی، غیر مخلوق، روشن بالذات، گرو کے بتانے سے سمجھ میں آنے والا۔

اگرچہ گرو نانک نے اپنے عقائد کو اپنی اصطلاحات کے پردے میں چھپایا تھا لیکن گرو نانک کے عقائد اور دعوے ایسے تھے کہ مسلمانوں نے اپنے عقیدۂ ختم نبوت کے پیشِ نظر بھی ان کی سخت مخالفت کی؟

اس مذہب میں مصلح کو گرو کہا جاتا ہے۔ ان کے دس گرو ہو گزرے ہیں۔ انکے پانچویں گرو ارجن سنگھ نے ان کی مذہبی کتاب: گرنتھ صاحب مرتب کی۔ اس کتاب کے پہلے حصے میں لکھا ہے کہ: خدا ایک ہے جسے سچا کہا جاتا ہے۔ اسی ارجن سنگھ نے امرتسر میں ایک مرکزی عبادت گاہ تیار کی جسے ہری مندر کا نام دیا، آج کل اسے دربار صاحب کہا جاتا ہے۔

بنیادی طور پر یہ امن پسندی کا دعویدار مذہب تھا لیکن ان کے آخری گرو گوبند سنگھ نے اپنے انتہا پسند جنگجو مرید تیار کیے جنہیں خالصہ کا لقب دیا۔ اسی نے سکھوں پر پانچ چیزوں کا اپنے پاس رکھنا ضروری قرار دیا: کیس (بال)، کنگھا، کڑا، کچھا اور کرپان (چھرا)۔ ان پانچوں چیزوں کے نام ک سے شروع ہوتے ہیں، انہیں پانچ ککے کہا جاتا ہے۔ اس نے یہ فیصلہ بھی کر دیا کہ آئندہ سکھوں میں کوئی گرو نہ ہوگا اور ان کی کتاب گرنتھ صاحب ہی ہدایت کا کام دیتی رہے گی۔

گرو نانک کا عقیدۂ تناسخ، خود ہی اپنے آپ کو مسلمان نہ ماننا، بعد والوں کا قرآن کی بجائے گرنتھ کو مقدس کتابِ ہدایت سمجھنا، اپنی عبادت گاہ کو گردوارا، یا ہری مندر کہنا وغیرہ اس بات کا واضح اعلان ہے کہ یہ لوگ مسلمان نہیں بلکہ خود بھی اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتے۔

اس طرح کے لوگ تقریباً ہر زمانے میں اور ہر مذہب میں پیدا ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے اپنے طور پر خدا کی تلاش شروع کی تو کچھ اِدھر سے اور کچھ اُدھر سے لے لیا۔ ان میں

Islam The World Religion

سے بہت سارے غیر معروف لوگ کسی کنارے پر پہنچنے سے پہلے ہی دنیا سے چل بسے، لیکن ان میں سے چند لوگ مقتداء بھی بنے بیٹھے تھے جو اپنے ماننے والوں کو بیچ منجدھار چھوڑ کر چلے گئے۔

(15)۔فلاسفہ

ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل اول کو خود پیدا کیا، پھر اس عقل اول میں ایک عقل اور ایک فلک کو پیدا کیا، پھر اس عقل نے مزید ایک عقل اور ایک فلک کو پیدا کیا، یوں دس عقول (عقولِ عشرہ) اور نو افلاک پیدا ہوئے (شرح عقائد نسفی صفحہ 46)۔

یہ لوگ تین وجوہ کی بناء پر کافر ہیں: (ا)۔ان کا حشر اجساد، آگ سے عذاب اور جنت کے انعامات کا انکار کرنا۔(ب)۔ان کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو کلیات کا علم ہوتا ہے، جزئیات کا نہیں، جزئیات کا علم فرشتوں کو ہوتا ہے۔(ج)۔ان کا عالم کو قدیم کہنا۔(الاقتصاد صفحہ 151)۔

یہود ونصاریٰ، مشرکین، مجوس اور صابئین کا کفر قرآن میں منصوص ہے، جبکہ دہریہ، براہمہ اور اس طرح کے دیگر ادیان انہی سے ملحق ہیں اور ان کی تکفیر بدرجہ اولیٰ ثابت ہے۔ منکرین ختمِ نبوت، ملحدین اور فلاسفہ کی تکفیر قرآن وسنت کی قطعی نصوص کی وجہ سے ثابت ہے۔ تقریباً یہی بات امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد میں لکھی ہے۔

(16)۔اسلام

اسلام نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی وجہ سے دیگر ادیان کی نسبت ممتاز ہے بلکہ اللہ کی توحید اور اس کی صفات اور اسماء کی معرفت کا صحیح صحیح تصور فراہم کرنے میں تمام ادیانِ باطلہ پر فوقیت رکھتا ہے۔ادیانِ عالم میں اگر کسی نے توحید کا براہِ راست انکار نہیں بھی کیا، تو اللہ کے اسماء اور اس کی صفات کے معاملے میں ضرور ٹھوکر کھائی ہے۔کوئی خدا کے مجسم ہونے کا قائل ہوا اور کوئی اس کی صفات کے تشکل کا قائل ہوا اور کوئی خدا کو مختلف مظاہر میں پوجنے لگا اور کسی نے بتوں کی عبادت کو خدا کے تقرب کا ذریعہ سمجھ لیا۔ان میں سے کچھ نظریات ان مذاہب کے بانیوں نے خود وضع کیے اور کچھ مذاہب میں ان کے بانیوں کے بعد مصلحین نے رائج کر دیے۔قرآن

Islam The World Religion

مجید کی سورۃ اخلاص میں ان سب کی تردید نہایت معجزانہ طریقے سے کردی گئی ہے۔

اسلام کیوں ضروری ہے؟

مذہب کا معنی ہے راستہ۔ اللہ کی عبادت کرنے اور انسانی زندگی گزارنے کے لیے مختلف انسانوں کے بنائے ہوئے اپنے اپنے طریقے اور راستے دنیا میں جاری ہیں۔ ظاہر ہے کہ بہترین طریقہ وہی ہوگا جو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دیا ہوگا۔ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، وہی ہماری ضرورتوں اور اپنی حکمتوں کے پیش نظر ہماری بہترین راہنمائی کرسکتا ہے۔

یوں تو دنیا کا ہر مذہب اپنے آپ کو دوسروں کی نسبت درست کہتا ہے، مگر اسلام اپنی سچائی اور برتری پر مضبوط دلائل رکھتا ہے، جن کی بنا پر اسے حق حاصل ہے کہ اسے واقعی پوری دنیا کا مذہب تسلیم کرلیا جائے۔ اب اسلام کی عظمت اور اس کی ترجیح کے مختصر ثبوت ملاحظہ کیجیے!

(1)۔ اسلام کے علاوہ دیگر تمام مذاہب کے نام کسی شخصیت کے نام پر رکھے گئے ہیں مثلاً مسیحیت، کنفوشس اِزم، بدھ مت اور تاؤ اِزم۔ یا پھر کسی نسل پر رکھا گیا ہے جیسے یہودیت۔ یا پھر کسی علاقے پر رکھا گیا ہے جیسے ہندو اِزم۔

ان سب مذاہب کے برعکس اسلام کا نام زیادہ علمی، وسیع اور مناسب ترین ہے۔ اسلام کا معنی ہے مان لینا، سلامتی میں آجانا۔ یعنی دنیا کا جو انسان بھی اسلام کو ماننا چاہے اس کے لیے اس کے دروازے کھلے ہیں۔ یہ پوری دنیا کا مذہب ہے۔ سلامتی میں آجانے میں اشارہ اس طرف بھی ہے کہ جو بھی غیر مسلم دائرہِ اسلام میں داخل ہوجائے گا اس کے سابقہ گناہ معاف ہوجائیں گے اور اسے سابقہ گناہوں پر سزا کی بجائے سلامتی مل جائے گی۔ ہمارے نبی کریم وصلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ اسلام میں داخل ہوجانے کے بعد تمام سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں (مسلم: 321)۔

(2)۔ اسلام میں بچے کی پیدائش سے لے کر موت تک بلکہ موت کے بعد کفن دفن تک اور اس کی میراث کے تقسیم ہونے تک ہر قدم پر تعلیمات موجود ہیں۔ بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان، اسے گُڑتی پلانا، اس کا نام رکھنا، ساتویں دن عقیقہ کرنا اور بال کٹوانا، دوسال تک دودھ پلانا، اچھے استاد سے تعلیم دلانا، اچھے گھر میں شادی کرنا، میاں بیوی کے حقوق و فرائض،

Islam The World Religion

ماں باپ کے حقوق وفرائض میت کو سنبھالنے کا طریقہ، کفن، دفن اور تقسیم میراث ہر موضوع پر اسلامی تعلیمات لفظ بلفظ موجود ہیں۔ دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اتنی تفصیلی تعلیمات فراہم نہیں کرتا۔ جن مذاہب میں یہ تعلیمات موجود نہیں ہیں وہ مجبوری کی حالت میں ان سب تعلیمات کو غیر ضروری اور ذاتی کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(3)۔ اسلام باقاعدہ مذہبی طور پر اپنا تعلیمی نظام فراہم کرتا ہے اور اس موضوع پر حدیث کی ہر کتاب میں کِتَابُ الْعِلْمِ (Chapter of Knowledge) ہوا کرتی ہے۔ اسلام معاشیات کے موضوع پر مکمل راہنمائی دیتا ہے، اس موضوع پر حدیث کی کتابوں میں کِتَابُ الْبُیُوع (Chapter of Economics) ہوا کرتی ہے۔ اسلام ہمیں ملکی اور سیاسی نظام پر مکمل تفصیلات فراہم کرتا ہے، اس موضوع پر حدیث کی کتابوں میں کِتَابُ الْاَحْکَام (Chapter of Politics) ہوا کرتی ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب ان موضوعات پر مذہبی طور پر راہنمائی فراہم نہیں کرتا۔

(4)۔ اخلاق کے میدان میں اسلام تمام ادیانِ عالم سے بہت آگے ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جو لوگ ہمارے نبی کریم ﷺ کے کارٹون بنا رہے ہیں، ان کی مخالفت میں کبھی کسی مسلمان نے ان لوگوں کے بزرگوں کے کارٹون کبھی نہیں بنائے۔ ثابت ہوا کہ اخلاق کے میدان میں مسلم عوام مغربی حکمرانوں سے بھی بہتر ہیں۔ اسلام اپنی ایسی ہی عظیم تعلیمات اور اپنے اخلاق کے زور سے پھیل رہا ہے۔

(5)۔ عبادات کے میدان میں بھی اسلام دیگر ادیان سے بہت آگے ہے۔ مخصوص اوقات میں پاک صاف ہو کر خاص سمت میں رُخ کر کے باجماعت نماز ادا کرنا، نماز میں مخصوص قرآنی آیات اور دعائیں پڑھنا، قیام، رکوع، سجدہ اور جلسہ کی حالت بنانا، ایسی پر اثر چیزیں ہیں کہ دنیا کے کسی مذہب میں یکسوئی کا اس سے بہتر طریقہ موجود نہیں۔ سچ تو یہ ہے ہمارے نبی کریم ﷺ کی مسواک کا ہی جواب نہیں۔

اس کے علاوہ امیروں سے زکوٰۃ وصدقات لے کر غریبوں میں تقسیم کرنا، اپنے نفس کی اصلاح کرنے اور غریبوں کا دکھ سمجھنے کے لیے رمضان کے روزے رکھنا، اپنے رب سے والہانہ

Islam The World Religion

محبت کے لیے اور مسلمانوں کی اجتماعی شوکت کے اظہار کے لیے حج کرنا نہایت نمایاں اور اطمینان بخش عبادتیں ہیں۔ یہی وہ کمال ہے جس کی وجہ سے کہ قرآن میں دینِ اسلام کے مکمل دین ہونے کا اعلان موجود ہے۔

(6)۔ کسی بھی میدان میں کامیابی کا دارومدار اس میدان میں یکسوئی اور مکمل دلچسپی پر ہوتا ہے۔ یکسوئی کو ختم کرنے والی سب سے بری چیز شرک ہے۔ جن مذاہب میں دو خدا، تین خدا ہزاروں خدا اور خدا کے بیٹے مانے جاتے ہوں یا خدائی صفات و کمالات بتوں میں تسلیم کیے جاتے ہوں، ان کے ماننے والوں کو یکسوئی کیسے میسر آسکتی ہے؟ اسلام توحید کی تعلیم دے کر ان تمام ذہنی انتشارات اور بے یقینیوں سے نجات دیتا ہے۔

(7)۔ دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اگر ان تمام موضوعات پر اسلام جیسی تعلیمات دیتا ہو تو ہمارے سامنے آئے۔ لیکن اگر اسلام کا مقابلہ کوئی مذہب نہ کرسکتا ہو، تو پھر دلیل سے ثابت ہو گیا کہ اسلام کو ہی پوری دنیا کا مذہب کہلانے کا حق حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام پوری دنیا کا مذہب ہونے کا دعویٰ (Claim) کرتا ہے۔ قرآن شریف میں ہے کہ: فرمادو، اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں (الاعراف:158)۔

(8)۔ عرب شریف دنیا کے تمام براعظموں کی سرحد پر واقع ہے، پوری دنیا کے نبی کے لیے یہی علاقہ مناسب ترین تھا تاکہ ایسی رسالت کا پیغام چاروں طرف آسانی سے جا سکے۔ آج دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں دنیا کے کسی نہ کسی مقام پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کی آواز اذان کی صورت میں بلند نہ ہو رہی ہو۔

(9)۔ ایک مشن کو خود ہی شروع کرنا، خود ہی کمال تک پہنچا کر اسلامی حکومت تک قائم کر کے اپنے دین کی تکمیل کا اعلان کر دینا ہمارے نبی کریم ﷺ کا ہی کارنامہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اتنے زیادہ اور ایسے عظیم افراد تیاد کیے جن کی مثال پوری دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔

قرآن شریف میں باقاعدہ اعلان موجود ہے کہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا (المائدۃ:3)۔

Islam The World Religion

(10)۔اسلام کے علاوہ دنیا بھر کے تمام مذاہب مسیح اور قبل مسیح کے وقت سے چلے آ رہے ہیں۔تمام مذاہب کی نسبت اسلام سب سے جدید مذہب ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں: مسلمانوں کو کسی غیر سے راہنمائی لینے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ان کے پاس اللہ کا آخری پیغام موجود ہے(بخاری:2685)۔

مذکورہ بالا دلائل کی بنا پر اسلام کو ہی قبول کر لینا چاہیے۔اسلام کا ضمیر اپنی حقانیت پر مطمئن ہے، یہی وجہ ہے کہ اس میں داخل ہونے سے پہلے سوچ سمجھ لینے کی مکمل اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: دین میں کوئی زبردستی نہیں(البقرۃ:256)۔لیکن جب اسلام میں داخل ہو جائیں تو پھر ایسے مکمل، علمی، مدلل اور باضمیر مذہب سے نکلنے کی اجازت نہیں۔اسی لیے قرآن میں یہاں تک فرمادیا گیا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ یعنی بے شک اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے(آل عمران:۱۹)۔

اور فرماتا ہے: وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ یعنی جس نے اسلام کے سواء کسی اور دین کو تلاش کیا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا(آل عمران:۸۵)۔

معلوم ہوا کہ ہمارے مذہب کا واضح نام اسلام ہے۔اسلام میں انسانیت کا اکرام بہت زیادہ سکھایا گیا ہے، لیکن انسانیت کسی مذہب کا نام نہیں۔

نیز جب دوسرے تمام مذاہب کے پاس دعوت کے لیے اتنے مضبوط دلائل موجود نہیں، تو پھر ان مذاہب سے نکلنے اور اسلام میں داخل ہونے پر پابندی کیسے لگائی جاسکتی ہے؟

★...★...★

Islam The World Religion

دوسری فصل:

اسلامی فرقے

(1)۔معتزلہ

اس فرقے کا بانی واصل بن عطا تھا جو پہلے پہل حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا شاگرد تھا۔ یہ کہتا تھا کہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب نہ کافر ہے نہ مومن، اس نے اپنے استاد سے علیحدہ ہو کر تقریر شروع کر دی تو آپ نے فرمایا: اِعۡتَزَلَ یعنی علیحدہ ہو گیا۔ اسی سے ان کا نام معتزلہ پڑ گیا۔

یہ اپنے آپ کو اصحاب العدل والتوحید کہتے ہیں (الملل والنحل جلد ا صفحہ ۴۹)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک مطیع کو ثواب دینا اور نافرمان کو عذاب دینا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، یہ ان کے نزدیک عدل ہوا۔ اور ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم نہیں ورنہ تعددِ قدماء لازم آئے گا، یہ ان کے نزدیک توحید ہوئی (شرح عقائد نسفی صفحہ 23)۔

یہ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے، اللہ تعالیٰ معاذ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے، تقدیر کوئی چیز نہیں، عذابِ قبر کوئی چیز نہیں، ملائکہ انبیاء سے افضل ہیں، جنت اور دوزخ کو تا حال پیدا نہیں کیا گیا، گناہِ کبیرہ پر شفاعت جائز نہیں، اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ انسان کے فائدے کا کام کرے، انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے۔

(2)۔روافض

معتزلہ اور روافض کے اصول ایک جیسے ہیں۔ معتزلہ خود کو معتزلہ نہیں مانتے بلکہ خود کو: اَصۡحَابُ الۡعَدۡلِ وَالتَّوحِيۡد کہتے ہیں۔ روافض کے پاس عدل کا عقیدہ انہی سے ماخوذ ہے۔ معتزلہ ہمیشہ تفضیلی بھی ہوتے ہیں، نہج البلاغہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کی شروح بھی لکھی ہیں، شرح ابن ابی حدید انہی کی شرح ہے۔ اسی لیے تفضیلی بھی معتزلہ کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ یہ سب تانے بانے خوب سمجھ لو۔

Islam The World Religion

بے ادب بے نصیب

(1)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ کی شان میں بے ادبی واضح طور پر نبی کریم ﷺ کی بے ادبی ہے۔ایک خاص گروہ کے سواء دنیا کا کوئی مذہب یہ حرکت نہیں کرتا۔

(2)۔ روافض کی کتاب انوارِ نعمانیہ جلد ا صفحہ ۸۷ پر لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد چار کے سواء تمام صحابہ بعد میں مرتد ہو گئے تھے (معاذ اللہ)۔روافض کا مذہبِ مختار یہی ہے۔ انوارِ نعمانیہ کی یہ عبارت نبی کریم ﷺ کی کامیابی کے خلاف ہے۔امام شعبی فرماتے ہیں کہ: یہودیوں سے پوچھو کہ تمہارے نبی کی امت میں سب سے اچھے لوگ کون ہیں تو وہ کہیں گے ہمارے نبی کے صحابی۔عیسائیوں سے پوچھو کہ تمہارے نبی کی امت میں سب سے اچھے لوگ کون ہیں تو وہ کہیں گے ہمارے نبی کے صحابی۔رافضیوں سے پوچھو کہ تمہارے نبی کی امت میں سب سے برے لوگ کون ہیں تو وہ کہیں گے ہمارے نبی کے صحابی (بغوی جلد 4 صفحہ 362)۔

(3)۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور تبلیغ کا اصل مقصد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولایت کا اعلان قرار دینا اور اس پر بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ سے استدلال کرنا بھی رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی ہے۔

(4)۔ کسی بھی صحابی کو کُل ایمان کہنا، اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا انکار ہے، اس لیے کہ پھر کسی اور پر ایمان لانا (معاذ اللہ) ضروری نہیں رہتا۔

(5)۔ نبی کریم ﷺ کا ایک نعرہ اور آپ کی بجائے کسی بھی صحابی یا اہل بیت کے سوا لاکھ نعرے لگانا رسول اللہ ﷺ کی شان میں تنقیص ہے۔

(6)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اَنَا حَامِلُ لِوَآءِ الۡحَمۡدِ یَوۡمَ الۡقِیۡمَةِ (ترمذی:3616)۔آپ ﷺ کے علاوہ کسی کو حامل لواءِ حمد کہنا نبی کریم ﷺ کی بے ادبی ہے اور خصوصیت کا انکار ہے۔

(7)۔ اللہ کے سواء کسی کو نبی کریم ﷺ کا مشکل کشاء کہنا اور اسی طرح اللہ کے سواء کسی بھی ہستی کو نبی کریم ﷺ کا آسرا کہنا حبیبِ کریم ﷺ کی بے ادبی ہے۔

Islam The World Religion

(8)۔ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی کو بھی حُجَّةُ اللهِ عَلَى الْخَلْقِ کہنا رسول اللہ ﷺ کی سخت بے ادبی ہے، اس لیے کہ خلق میں رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں اور آپ ﷺ پر مخلوق میں سے کوئی بھی حجت نہیں ہوسکتا۔

(9)۔ اِن کی کتاب انوارِ نعمانیہ جلد ا صفحہ ۲۷اور دیگر کتابوں میں لکھا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت جبریل علیہ السلام کے استاد تھے۔

(10)۔ سادات کرام کا شجرہ بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ کو ابو طالب میں ضم کہنا نبی کریم ﷺ کی بے ادبی ہے۔

(11)۔ان کا عقیدہ ہے کہ وحی دراصل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر آنا تھی مگر جبریل بھول گئے۔ یہ فرقہ اہل بیت اطہار کو رسول کریم ﷺ پر واضح ترجیح دیتا ہے۔

(12)۔ ان کا عقیدہ ہے کہ امامت کا منصب نبوت سے اوپر ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک اہلِ بیت رضی اللہ عنہم تمام انبیاء سے افضل ہیں اور اس پر ان کا اجماع ہے البتہ نبی کریم ﷺ سے افضل ہیں یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

(13)۔ اس فرقہ کے جمہور کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن محفوظ نہیں۔ چنانچہ ان کی صحیح ترین کتاب اصولِ کافی میں لکھا ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کرنے کے بعد لوگوں کے سامنے پیش کیا، لوگوں نے کہا ہمارے پاس قرآن موجود ہے تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم تم اسے آئندہ کبھی نہیں دیکھو گے (اصولِ کافی حدیث نمبر 3579)۔

(14)۔ان کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ائمہ اہل بیت معصوم ہیں، مامور من اللہ ہیں اور ان پر وحی آتی تھی۔ اور وہ معجزات دکھاتے تھے۔ ان کی یہ سب باتیں ختمِ نبوت کا انکار ہیں۔

(15)۔ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دین چھپایا، اسے وہ تقیہ کا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں اور کوئی ایمان نہیں (اصول کافی: 2245)۔ یہ کہتے ہیں کہ: امام نے فرمایا: تم ایسے دین پر ہو کہ جس نے اسے چھپایا اللہ اسے عزت دے گا اور جس نے اسے ظاہر کیا اللہ اسے ذلیل کرے گا (اصل کافی: 2259)۔ تقیہ کے عقیدے کی وجہ سے ان کی کسی بات کا کوئی اعتبار نہیں رہا۔ ہر مسلمان بچ کے رہے۔

Islam The World Religion

ان عقائد کے لوگ قرآن وسنت اور واضح دلائل پر کان نہیں دھرتے، نرم دل خواتین کو رُلانے کے لیے نامعقول باتیں کرتے ہیں۔شرعی محبت پر ذاتی محبت کو ترجیح دیتے ہیں، علماءِ اسلام کو ملاں کہہ کر توہین کرتے ہیں، یہ پانچویں قسم کے لوگ ہوتے ہیں، جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پانچویں چیز مت بننا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے: لَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكَ (المعجم الاوسط للطبرانی: ۵۱۷۱)۔ ملحدین کو ساری خرافات اسی فرقے نے فراہم کر رکھی ہیں۔

روافض کے فرقے

(1)۔ ان کے بہت سارے فرقے ہیں، اور یہ ٹھیک ٹھاک تماشا ہے۔ ان کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد امامت منصوص ہے، تمام ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم ان کے نزدیک معصوم ہیں اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مخالفین سے تبری ان کے نزدیک ضروری ہے سوائے اس کے کہ تقیہ کیا جائے (الملل والنحل جلد ۱ صفحہ ۱۳۱)۔

(2)۔ اس فرقے کی ایک عجیب عادت یہ ہے کہ اپنی پسندیدہ شخصیات کے حق میں اور ناپسندیدہ شخصیات کے خلاف رنگا رنگ جھوٹ بولتے ہیں اور احادیث تک گھڑ لیتے ہیں۔ پھر جو اِن کے جھوٹ کو تسلیم نہ کرے اسے ناصبی کہنے لگتے ہیں۔

(3)۔ اس فرقے کی تعلیمات کا دارومدار قرآن وسنت کی بجائے تاریخی رطب و یابس، تقیہ، مسلمانوں پر الزام تراشی اور شعر وشاعری پر ہے۔

(4)۔ ان کے تین مشہور فرقے ہیں: کیسانیہ، زیدیہ اور امامیہ۔ کیسانیہ فرقہ کا سربراہ مختار ثقفی تھا، جس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اکثر قاتلوں کو قتل کیا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی امامت کا قائل تھا۔

(5)۔ زیدیہ فرقہ حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی امامت کا قائل ہے۔ مگر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالی نہیں دیتا۔ سیدھے لفظوں میں یہ ان کا تفضیلی فرقہ ہے۔ مگر دیگر روافض نے اس فرقہ کو بھی ناصبی قرار دیا ہے اَلزَّيْدِيَّةُ هُمُ النُّصَّابُ (رجال کشی صفحہ ۳۰۳)۔

بلکہ قرآن کی آیت وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ (الغاشیہ: ۲،۳) کے

Islam The World Religion

بارے میں امام علی رضا (رضی اللہ عنہ) کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ: یہ آیت ناصبیوں میں سے زیدیہ اور واقفہ فرقوں کے بارے میں نازل ہوئی (رجال کشی صفحہ ۵۱۸)۔

زیدیہ کے اندر مزید کئی فرقے ہیں، جن میں سے ہر ایک مختلف ہستیوں کی آمد کا منتظر ہے (الفرق بین الفرق صفحہ ۵۳)۔ زیدیہ کے تمام فرقے اس پر متفق ہیں کہ گناہِ کبیرہ کرنے والے لوگ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ ان کی یہ بات خوارج کے عقیدہ کی طرح ہے (الفرق بین الفرق صفحہ ۵۵)۔

(6)۔ امامیہ فرقہ میں مزید کئی فرقے ہیں۔ ان میں سے اثنا عشریہ فرقہ بارہ اماموں کو مانتا ہے اور بارہویں امام کے غائب ہوجانے اور قیامت کے نزدیک دوبارہ آنے کا قائل ہے۔

اس فرقہ کے پانچ مشہور عقائد ہیں: توحید، عدل، رسالت، امامت، قیامت۔ ان کا یہ نظریہ واضح طور پر قرآن کی اس آیت کے خلاف ہے:

وَمَنۡ یَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا یعنی اور جو کفر کرے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اسکے رسولوں اور روزِ قیامت کا تو بے شک وہ گمراہ ہو کر حق سے بہت دور جا پڑا (النساء:۱۳۶)۔

اس آیت میں پانچ اکٹھے عقائد: توحید، فرشتے، کتابیں، رسول اور قیامت مذکور ہیں (سورۃ النساء: 136)۔ ان قرآنی عقائد کے مقابلے پر روافض کے پانچ عقائد یہ ہیں: توحید، عدل، رسالت، امامت، قیامت۔ روافض نے فرشتوں اور کتابوں کو اپنے عقائد سے خارج کر رکھا ہے۔ اسی لیے قرآن میں تحریف کا قول اور جبریل علیہ السلام سمیت دیگر فرشتوں کی توہین ان کی عادت ہے۔ یہ لوگ انہیں درزی اور کمی وغیرہ کہتے ہیں۔

(7)۔ ان کا اسماعیلی فرقہ حضرت اسماعیل بن جعفر صادق کو امام مانتا ہے۔ انہیں سبعی بھی کہا جاتا ہے یعنی سات والے اور انہیں باطنیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے عقائد اور معمولات پر کتابیں دستیاب نہیں ہیں۔ باطنیہ ہونے کی وجہ سے بہت چھپے ہوئے ہیں۔ ان کا مزید ایک فرقہ ہے جو حضرت اسماعیل بن جعفر کے انتظار میں ہے۔

(8)۔ اماموں کی امامت کے بارے میں روافض کا آپس میں سخت اختلاف ہے۔ حتیٰ کہ خود

Islam The World Religion

اماموں نے بھی آپس میں امامت پر جھگڑے کیے۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ امامت منصوص نہیں ہے ورنہ یہ اختلافات نہ ہوتے۔ اس موضوع پر ان کی اپنی کتاب مقاتل الطالبیین (یعنی ابوطالب کی اولاد کے آپس میں فسادات) نہایت دلچسپ کتاب ہے۔

روافض کی پہچان

(1)۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت (یہ بھی) ہے کہ فرمایا: یہ لوگ ہم اہل بیت کی محبت کا ڈھونگ رچائیں گے، حالانکہ یہ لوگ ایسے نہیں ہیں، اور اس (عدم محبت) کی نشانی یہ ہے کہ ابوبکر اور عمر کو گالیاں دیں گے (السنۃ لعبد اللہ: 1201)۔حسن لطرقہ وشواھدہ

(2)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم اور تمہارے ساتھی جنت میں ہیں، مگر تمہاری محبت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے کچھ اقوام ایسی ہوں گی جو اسلام سے نکل چکے ہوں گے، صرف زبانی اسلام کا دعویٰ کریں گے، قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا ان کا خاص لقب ہوگا، انہیں رافضی کہا جائے گا، اگر تم انہیں پاؤ تو ان سے جہاد کرو، بے شک وہ مشرک ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: وہ جمعہ میں حاضر نہیں ہوں گے، اور نہ ہی جماعت کے وقت حاضر ہوں گے، اگلے گزرے ہوئے لوگوں پر طعن کریں گے (المعجم الاوسط للطبرانی: ۶۶۰۵، مجمع الزوائد: ۱۶۴۳۱)۔

(3)۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی جنہیں رافضی کہا جائے گا، وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے (مسند احمد: 811، السنۃ لعبد اللہ ابن احمد: 1197، مسند البزار: 2776، مجمع الزوائد: 16435)۔

(4)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ قَوْمٌ يَنْتَحِلُوْنَ حُبَّ أَهْلِ الْبَيْتِ لَهُمْ نَبَزٌ يُسَمَّوْنَ الرَّافِضَةَ ، قَاتِلُوْهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُوْنَ (المعجم الکبیر للطبرانی: 12822، مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 749، حدیث: 16434)۔

ترجمہ: جلد ہی میری امت میں ایک قوم ہوگی جو اہل بیت کی محبت کا ڈھونگ رچائے گی، انکا ایک خاص لقب ہوگا، انہیں رافضی کا نام دیا جائے گا، ان کا مقابلہ کرو، بے شک وہ مشرک ہیں۔

(5)۔ انکی ایک خاص نشانی یہ بھی ہے کہ احادیث خود گھڑتے ہیں: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ

Islam The World Religion

عَلَیۡهِ الرَّحۡمَةُ اَنَّهٗ کَانَ یَرٰی اَنَّ عَامَّةَ مَا یُرۡوٰی عَنۡ عَلِیٍّ اَلۡکِذۡبُ (بخاری:3707)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ کی تحقیق یہ تھی کہ عام طور پر جو باتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ جھوٹ ہوتا ہے۔

(6)۔ ان کی ایک شناخت اور علامت یہ ہے کہ یہ فرقہ اہل سنت کو ناصبی اور خارجی قرار دیتا ہے عَلَامَةُ الرَّافِضَةِ تَسۡمِیَتُهُمۡ اَهۡلَ الۡاَثَرِ نَاصِبَةً (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۶، فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۷۳)۔

اہل سنت کو ناصبی کہنے کی وجہ

ناصبی کی اصطلاح بنیادی طور پر روافض نے اہلِ سنت کے لیے گھڑی ہے، بعض سنی بھی عدمِ توجہ کی وجہ سے اسے استعمال کرتے رہتے ہیں یا خارجیوں کو ناصبی کہہ دیتے ہیں۔

یہ لوگ اہل سنت کو ناصبی اس لیے کہتے ہیں کہ اہل سنت اپنے امام کو مامور من اللہ نہیں سمجھتے، بلکہ جماعت کی مشاورت سے خود نصب کرتے ہیں۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اَلۡاِجۡمَاعُ عَلٰی اَنَّ نَصۡبَ الۡاِمَامِ وَاجِبٌ الخ یعنی امام کو نصب کرنا واجب ہے (شرح عقائد نسفی صفحہ 153)۔

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: تُسَمِّیۡهَا الرَّافِضَةُ نَاصِبَةً لِقَوۡلِهَا بِاِخۡتِیَارِ الۡاِمَامِ وَ نَصۡبِهٖ بِالۡعَقۡدِ یعنی رافضی لوگ اہل سنت کو ناصبی اس لیے کہتے ہیں کہ اہلِ سنت خود امام کو نصب اور منتخب کرتے ہیں (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۶)۔

حضور غوثِ اعظم پر اللہ کا انعام ہے اور انکی کرامت ہے کہ آج بعض بد بخت لوگ خود غوثِ اعظم کو ہی ناصبی کہنے لگے ہیں۔

امام لالکائی کا آنکھیں کھول دینے والا بیان سنیے! آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مَنۡ قَالَ فُلَانٌ نَاصِبِیٌّ عَلِمۡنَا اَنَّهٗ رَافِضِیٌّ یعنی جب کوئی کہتا ہے کہ فلاں ناصبی ہے تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ کہنے والا خود رافضی ہے (شرح اعتقاد اہل سنت:306)۔

یہی وجہ ہے کہ روافض فرقہِ زیدیہ کو بھی ناصبی کہتے ہیں اَلزَّیۡدِیَّةُ هُمُ النُّصَّابُ

Islam The World Religion

(رجال کشی صفحہ ۳۰۳)، اس لیے کہ وہ ابوبکر و عمر کو نصب شدہ امام برحق مانتے ہیں۔

طلباءِ اسلام اچھی طرح سمجھ لیں کہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ برحق ماننا، ان کے اسم گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہ یا کرم اللہ وجہہ کہنا، انہیں دیگر تمام اکابر صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کی طرح اپنا مولا سمجھنا، انہیں سیدہ طاہرہ زہراء رضی اللہ عنہا کا شوہر اور ذریتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جدِ امجد ہونے کے اعزاز کا حامل سمجھنا اور آپ رضی اللہ عنہ کو پہلے تین خلفائے راشدین کے بعد پوری امت سے افضل سمجھنا کسی بھی مسلمان کے اس موضوع کے اعتبار سے صحیح العقیدہ سنی ہونے کے لیے کافی ہے۔ اب ایسے شخص کو چھوٹی چھوٹی باتوں میں پھنسا کر ناصبی اور خارجی ثابت کرنا کس کا کام ہو سکتا ہے؟ غور کیجیے! حقیقت تک پہنچ جائیے! چور پکڑ لیجیے!

امام لالکائی رحمہ اللہ کا فرمان دوبارہ پڑھیے، لکھتے ہیں: جب کوئی کہتا ہے کہ فلاں ناصبی ہے تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ کہنے والا خود رافضی ہے (شرح اعتقاد اہل سنت: 306)۔

روافض کے پاس اہل سنت کے خلاف زہر اگلنے کے لیے مزید کچھ نہیں سوائے اس کے کہ: سیدنا امیر معاویہ کا احترام کیوں کیا؟ صحابہ کے ناموں کے ساتھ سیدنا کیوں لگایا؟ حضرت ابوسفیان کو گالی کیوں نہیں دی؟ اہل بیت کے اسمائے گرامی کے ساتھ علیہ السلام کیوں نہیں کہا؟ تم نے پنجتن پاک کو مقصودِ کائنات کیوں نہیں مانا؟ نعرہ اونچا کیوں نہیں لگایا؟ اہل بیت کا ذکر کرتے وقت تمہیں صحابہ کیوں یاد آ گئے؟ تم نے چار بیٹیاں کیوں مانیں؟ تم نے ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت کیوں کہا؟ تم نے یزید کو صرف برا کہا مگر لعنت کیوں نہیں بھیجی؟ تم نے حضرت علی کو کلِ ایمان کیوں نہیں کہا؟ تم نے ابوطالب کا ایمان لانا کیوں نہیں مانا؟ تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام روکھا لیا ہے اور اس کے ساتھ القاب تھوڑے کیوں لگائے ہیں؟ تم نے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو مولودِ کعبہ کیوں نہیں مانا؟ ہم نے جو جھوٹ گھڑے تھے تم نے انہیں قرآن و سنت کی روشنی میں کیوں پرکھا اور ہماری گھڑی ہوئی ہر بات کو مان کیوں نہیں لیا؟

روافض کے بارے میں یہ مضمون اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ روافض کے پاس بد گمانی اور نیت میں شک کرنے کے سواء کوئی سرمایہ نہیں۔ تفضیلی رافضیوں کے رد میں کتاب "ضربِ حیدری" کا مطالعہ فرمائیں، انشاءاللہ تفضیلی دانت پیستے رہ جائیں گے۔

Islam The World Religion

الحاد کے تین بڑے چور دروازے ہیں:(1)۔آزاد خیال لوگ جو اجماع اور جمہور کی مخالفت کرتے ہیں، اور سابقہ علماء ومجددین کے متفقہ اور اکثریتی فیصلوں کا انکار کر کے اپنی آزاد تحقیق کرتے ہیں۔(2)۔صحابہ کرام علیہم الرضوان کو برا سمجھنے والے لوگ جو پورے دین کا انکار کرنے کی غرض سے اور نبی کریم ﷺ کی کامیابی کا انکار کرنے کی غرض سے صحابہ کرام کی مخالفت کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔(3)۔جاہل اور علم کے مخالف پیر۔

(3)۔خوارج

خوارج کو دورِ صحابہ میں حروریہ بھی کہتے تھے، اس لیے کہ انہوں نے کوفہ کے قریب حروراء کے مقام پر اپنا مرکز بنالیا تھا(بخاری:321،مسلم:763)۔

ان کے اندر بیس فرقے ہیں(الفرق بین الفرق صفحہ ۷۸)۔ان کا ایک فرقہ باقی مسلمانوں کو بت پرستوں سے بھی بدتر گردانتا ہے اور انہیں مشرک سمجھ کر ان کے قتل کو جائز سمجھتا ہے۔ایک فرقہ دوسرے مسلمانوں کو مشرک نہیں بلکہ صرف کافر سمجھتا ہے۔

خوارج کی پہچان

(1)۔ یہ فرقہ نبی کریم ﷺ سے سیکھنے کی بجائے آپ ﷺ کو سکھانے اور سمجھانے کے چکر میں رہتا تھا۔اسی لیے ذوالخویصرہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا اِتَّقِ اللّٰہَ یَا مُحَمَّدُ (بخاری حدیث:3344)۔

(2)۔ خارجی حدیث کے منکر ہوتے ہیں(بخاری:321،مسلم:763)۔حدیث کو چھوڑ کر قرآن کو سمجھنے کا عقیدہ رکھتا ہے۔اسی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یَقْرَؤُنَ الْقُراٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ (بخاری:3344)۔

(3)۔ خارجی حضرت عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما دونوں سے بغض رکھتے ہیں(بخاری:3704)۔

(4)۔ خارجی سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو(معاذ اللہ) خلیفہ برحق تسلیم نہیں کرتے (ترمذی:2226،ابوداؤد:4646، مستدرک حاکم:4755)۔ان کے اسی عقیدے کا رد

Islam The World Religion

کرتے ہوئے اہل سنت حق چار یار کا نعرہ لگانا پسند کرتے ہیں۔

(5)۔ یہ فرقہ جنگِ جمل اور صفین میں حصہ لینے والے تمام صحابہ کو گمراہ سمجھتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما نے باہمی فیصلے کے لیے جب حکم مقرر کیے تو خوارج نے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ پڑھ کر دونوں کی تکفیر کر دی تھی۔

(6)۔ یہ فرقہ جھوٹ بولنے کو کفر سمجھتا ہے۔

آج کل جن عقائد کی بنا پر اہل سنت کو خارجی اور ناصبی کہا جا رہا ہے، دراصل وہ خارجیت نہیں ہیں، اس لیے کہ اسلاف نے ان عقائد کو خارجیت نہیں کہا۔ اور جن لوگوں کو رافضی کہا جا رہا ہے وہ واقعی رافضی ہیں، اس لیے کہ اسلاف نے ان عقائد کو رافضیت کہا ہے۔ ہم دکھا سکتے ہیں کہ اگلے بزرگوں نے کسی ایک صحابی کی بے ادبی، سیدنا امیر معاویہ کی بے ادبی، اہل بیت کو معصوم کہنا، ایمان ابی طالب کا عقیدہ رکھنا، ان سب چیزوں کو روافض کے عقائد قرار دیا ہے۔ لیکن کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اگلے بزرگوں نے سیدنا امیر معاویہ کا ادب کرنا اور ایمان ابی طالب کی نفی کرنا وغیرہ کو خارجیت قرار دیا ہو۔

گویا آجکل کا تقابل ہی درست نہیں، حتیٰ کہ غیر مقلدین بھی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو برا نہیں کہتے بلکہ ان کی چوتھے نمبر پر خلافت کے قائل ہیں، جبکہ خلفائے ثلاثہ کو فحش گالیاں دینے والے سرعام موجود ہیں۔ ان باتوں پر جتنا غور کرو گے جھوٹے پراپیگنڈے کا پول کھلے گا۔

عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ وَسُبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَی الْعَالِمِ اَنْ یُّظْهِرَ عِلْمَهٗ. فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفاً وَلَا عَدْلًا (السنۃ للخلال: 787، ابن عساکر جلد 54 صفحہ 80، الجامع الصغیر: 751)۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب فتنے یا بدعات ظاہر ہو جائیں، اور میرے صحابہ کو گالیاں دی جائیں، تو عالم پر لازم ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے، جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ کی لعنت، تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت، اللہ اس کی طرف سے کوئی عوض اور بدلہ قبول نہیں کرے گا۔

Islam The World Religion

(4)۔ مرجئہ (مُرْجِئَةٌ)

اس لفظ کا مصدر اِرجاء ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان والوں کو گناہ سے کوئی نقصان نہیں ہوتا جس طرح کافر کو عمل سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا (الملل والنحل جلد 1 صفحہ 125)۔

یہ لوگ نہایت جاہلانہ بات ہانک دیتے ہیں، پھر جب کوئی گرفت کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہماری بات کوئی کفر تو نہیں؟ جب کفر نہیں تو پھر خیر ہے۔ یہ فرقہ اہل سنت کے روپ میں ہے، شاید انہیں خود بھی معلوم نہیں کہ یہ مرجئہ ہیں۔ ان کی محافل میں جنت کی خوشخبریاں اس طرح دی جاتی ہیں کہ لوگ بے عمل ہو کر معاشرے کا ناسور بن جاتے ہیں۔ یہ فرقہ مذکورہ بالا جراثیم کے ساتھ بعض جگہ پر تصوف کا روپ دھارے ہوئے ہے۔

(5)۔ جبریہ

یہ فرقہ انسان کو مجبورِ محض مانتا ہے اور کہتا ہے کہ انسان جمادات اور پتھروں کی طرح بے بس ہے۔

(6)۔ قدریہ

جبریہ کی ضد قدریہ ہے جو اللہ کی تقدیر کے بالکل منکر ہیں، تقدیر کے مسئلے پر زیادہ بحث کرتے ہیں اور انسان کو ہر لحاظ سے خود مختار سمجھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ: اَلْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ یعنی میری امت میں دو فرقے ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں: مرجئہ اور قدریہ (ترمذی: ۲۱۴۹)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ یعنی قدری فرقہ اس (میری) امت کے مجوس ہیں، جب یہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو، اور اگر یہ مر جائیں تو ان کا جنازہ مت پڑھو (ابوداؤد: 4691)۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قدری فرقہ مجوسیوں کی طرح ہے خیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور شر کو انسان کی طرف منسوب کرتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کا خالق ہے، ان میں سے کوئی چیز اس کی مشیئت کے بغیر نہیں ہوتی، یہ دونوں امر خلق اور ایجاد کے لحاظ سے اس کی طرف منسوب

Islam The World Religion

ہیں جبکہ فعل اور اکتساب کے لحاظ سے بندوں کی طرف منسوب ہیں (معالم السنن جلد 4 صفحہ 293، النہایہ فی غریب الحدیث جلد 2 صفحہ 636)۔

رافضی مذہب بنیادی طور پر مجوسی مذہب سے نکلا ہے۔ مجوسی اور روافض میں پہلی قدر مشترک ناجائز عملیات اور جادوگری ہے۔ رافضی اِن عملیات کو ولایت سمجھتے ہیں۔

دوسری وجہ اشتراک یہ ہے کہ روافض کا مرکز ایران ہے اور یہ ملک بنیادی طور پر مجوسی تھا۔ ایران کے فاتح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی لیے فاروقِ اعظم کے قاتل مجوسی فیروز لؤلوی کی قبر آج بھی ایران میں مرجع روافض ہے۔

تیسری وجہ اشتراک یہ ہے کہ روافض آج بھی مجوسیوں کی عید نوروز مناتے ہیں۔ نوروز مجوس کی عید کا نام ہے (بغوی جلد 1 صفحہ 79، محمد حسین ڈھکو کی کتاب اصلاح الرسوم صفحہ 241)۔ روافض کی کتاب مناقبِ شہر آشوب صفحہ 1172 پر لکھا ہے کہ: اَلنَّیْرُوْزُ سُنَّۃُ الْفُرَسِ یعنی نوروز ایرانیوں کا طریقہ ہے۔

چوتھی وجہ اشتراک یہ ہے کہ روافض کی اکثر اصطلاحات فارسی ہیں اور ان کا تلفظ اور اذان پڑھنے کا انداز سب فارسی ہوتا ہے۔ پانچویں قدر مشترک یہ ہے کہ مجوسی اور روافض دونوں اہلسنت کے عقیدہِ تقدیر پر سخت اعتراض کرتے ہیں۔ اسی لیے حدیث میں ہے کہ: اَلْقَدَرِیَّۃُ مَجُوْسُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یعنی قدری فرقہ کے لوگ اس امت کے مجوسی ہیں (ابوداود: 4691)۔

فرقہِ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ

اہل السنۃ والجماعۃ کا نام قرآن کی آیت لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ سے اور آیت سَبِیْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور آیت کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ سے ماخوذ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تہتر فرقوں سے ناجی فرقے کے بارے میں فرمایا: مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ یعنی جنتی فرقہ وہ ہوگا جو میری سنت پر اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلے گا (ترمذی: ۲۶۴۱)۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الْاٰیَۃِ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ اَھْلُ الْبِدْعَۃِ یعنی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Islam The World Religion

قرآن کی آیت یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ سے مراد اہلِ سنت ہیں اور تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ سے مراد اہلِ بدعت ہیں (معالم التنزیل للبغوی ۱/۴۰۱، تفسیر ابن کثیر ۱/۵۳۶)۔

اہلِ سنت کے لفظ میں منکرینِ سنت یعنی خوارج اور محرفین سنت یعنی روافض کی تردید موجود ہے۔ یہ لفظ بدعت کے مقابلے پر منتخب کیا گیا ہے۔ جماعت کے لفظ سے منکرین اجماع اور صحابہ واہل بیت میں تفرقہ ڈالنے والوں کی تردید مقصود ہے۔ اجماع اور جمہور کی مخالفت آزاد خیالی ہے جو اہلِ سنت و جماعت کے نام کی روح کے منافی بلکہ اسلام سے بغاوت کو مستلزم ہے۔

ان سب کے ناموں میں ہی جماعت سے علیحدگی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ مثلاً رافضی کا معنی ہے تتر بتر ہو جانے والا، خارجی کا معنی ہے باہر نکل جانے والا، معتزلہ کا معنی ہے الگ ہو جانے والا۔ ان سب کے مقابلے پر اہل سنت و جماعت کا نام ہر لحاظ سے نہایت جامع ہے۔

حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی مذاہبِ اربعہ اور صوفیاء کے تمام سلاسل اور تمام اولیائے کرام کا تعلق اہل السنۃ والجماعۃ سے ہے۔ علمی اختلاف بجا، مگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی تکفیر نہیں کرتا جب کہ باقی تمام فرقے آپس میں ایک دوسرے کی بھی تکفیر کرتے ہیں: اَهْلُ السُّنَّةِ لَا يُكَفِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً الخ .... وَيُوْجِبُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمُ الدُّعَاءَ لِمَنْ سَلَفَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، كَمَا اَمَرَ اللهُ تَعَالٰی فِيْ كِتَابِهٖ، حَيْثُ قَالَ تَعَالٰی: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر: ۱۰) (الفرق بین الفرق صفحہ ۲۸۴)۔

★...★...★

Islam The World Religion

تیسری فصل:

عصرِ حاضر کے اہم فتنے اوران کی اصلاح

حدیث کی کتابوں میں فتنوں کے بارے میں ابواب الفتن موجود ہیں اور فتنوں کے موضوع پر مستقل کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں مثلاً حضرت علامہ نعیم بن حماد رحمہ اللہ کی کتاب الفتن ۔فتنہ کا معنی ہے: آزمائش۔

بیرونی فتنے

منکرینِ ختمِ نبوت کا فتنہ

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللہِ (بخاری:3609،مسلم:7342،ترمذی:2218)۔وزاد الترمذی راویاً عَنْ ثَوْبَانَ: وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ترمذی:2219)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے فریبی پیدا نہ ہوں گے، ان میں سے ہر ایک رسالت کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

لَایَزَالُ الْجِهَادُ حُلْوًا خَضِرًا مَا اَمْطَرَتِ السَّمَآءُ وَاَنْبَتَتِ الْاَرْضُ وَسَيُنْشَأُ نَشْؤٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَقُوْلُوْنَ لَا جِهَادَ وَلَا رِبَاطَ اُولٰئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ وَرِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللہِ خَيْرٌ مِنْ عِتْقِ اَلْفِ رَقَبَةٍ وَمِنْ صَدَقَةِ اَهْلِ الْاَرْضِ جَمِيْعًا (ابن عساکر جلد 43 صفحہ 347)۔

ترجمہ: جہاد قیامت تک جاری رہے گا، جلد ہی ایک گروہ مشرق سے نکلے گا جو کہے گا کہ جہاد ختم ہو چکا ہے، وہ لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے، حالانکہ ایک دن کا جہاد ہزار غلام آزاد کرنے اور تمام روئے زمین کا صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

Islam The World Religion

مستشرقین کا فتنہ

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ، أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ ، عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ (ترمذی: 2664، ابو داود: 4604، ابن ماجہ: 12، سنن الدارمی: 590، مسند احمد: 17199)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور ایک چیز اس کے ساتھ دی گئی ہے۔ خبردار وہ وقت دور نہیں جب ایک رجا ہوا آدمی اپنی مسندِ چودھراہٹ پر بیٹھا کہے گا، لوگو قرآن کو کافی سمجھو۔ اس میں جس چیز کو حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جس چیز کو حرام پاؤ اسے حرام سمجھو۔ حالانکہ جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام قرار دیا ہے وہ اسی طرح ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہو۔ مستشرقین اور قادیانیوں سمیت کچھ فتنے ایسے ہیں جو گمراہ ہونے کے باوجود قرآن پڑھ کر لوگوں کو ورغلاتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّينَ (سنن الدارمی: 220)۔ صحیح

ترجمہ: اسلام کو تین چیزیں منہدم کر دیتی ہیں۔ عالم کا پھسل جانا اور منافق کا قرآن پڑھ کر بحث کرنا اور گمراہ حکمرانوں کی حکومت۔

ملحدین کا فتنہ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُونَ يَسْأَلُونَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ حَتّٰى يَقُولُوا: هٰذَا اللّٰهُ، فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا فِي الْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَنِي نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ، فَقَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ،

Islam The World Religion

هٰذَا اللهُ، فَمَنْ خَلَقَ اللهَ؟ قَالَ: فَأَخَذَ حَصًى بِكَفِّهِ فَرَمَاهُمْ، ثُمَّ قَالَ: قُومُوا قُومُوا صَدَقَ خَلِيلِي (مسلم:349)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ابوہریرہ! یہ لوگ تجھ سے ہمیشہ پوچھتے رہیں گے، یہاں تک کہیں گے کہ یہ تو اللہ ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ دیہاتی لوگ آ کر کہنے لگے اے ابوہریرہ! یہ تو اللہ (کا وجود مسلّم) ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ نے مٹھی بھر کر کنکریاں ان کو ماریں، پھر فرمایا: اٹھ جاؤ اٹھ جاؤ۔ میرے خلیل ﷺ نے سچ فرمایا۔

اندرونی فتنے

ارتداد کا فتنہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ، فَقَالَ: وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ (بخاری:1399، مسلم:124)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو عرب میں بعض قبائل مرتد ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ نے کہا کہ آپ اُن لوگوں سے کیسے لڑیں گے؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا

Islam The World Religion

ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ کہیں: نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔ جس نے یہ کہہ لیا اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے بچا لی مگر حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ لے گا۔ فرمایا کہ خدا کی قسم! میں اُن سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں کیونکہ زکوٰۃ مالی حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر انہوں نے رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے تو میں اسے روکنے پر ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا اور میں نے جان لیا کہ حق یہی ہے۔

اندرونی فتنوں کی ابتداء

عَنْ شَقِيقٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ ، قُلْتُ أَنَا ، كَمَا قَالَ ، قَالَ: إِنَّكَ عَلَيْهِ لَجَرِيءٌ، قُلْتُ: فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ، وَالأَمْرُ وَالنَّهْيُ ، قَالَ: لَيْسَ هَذَا أُرِيدُ، وَلَكِنِ الفِتْنَةُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ البَحْرُ، قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا، قَالَ: أَيُكْسَرُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: يُكْسَرُ ، قَالَ: إِذًا لَا يُغْلَقَ أَبَدًا ، قُلْنَا: أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ البَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَمَا أَنَّ دُونَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ، إِنِّي حَدَّثْتُهُ بِحَدِيثٍ لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُذَيْفَةَ، فَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: اَلْبَابُ عُمَرُ (بخاری:525، مسلم:7268)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت شقیق (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ہم حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کو فتنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث یاد ہے؟ میں نے کہا: مجھے اسی طرح (لفظ بلفظ) یاد ہے جس طرح آپ (ﷺ) نے فرمایا تھا، انہوں نے فرمایا: تم اس (علم) کی ہمت رکھنے والے ہو، میں نے کہا: آدمی کی بیوی، اس کے مال، اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی میں جو فتنہ

Islam The World Religion

ہوتا ہے، نماز، روزہ، صدقہ، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے اس کا کفارہ ہو جاتا ہے، حضرت عمر نے فرمایا: میری یہ مراد نہیں ہے، بلکہ میری مراد اس فتنہ سے ہے جس کی موجیں سمندر کی موجوں کی طرح ہوں گی، میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کو اس فتنہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے، آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک مقفل دروازہ ہے، حضرت عمر نے پوچھا: آیا اس دروازہ کو کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ (حضرت حذیفہ نے) کہا: توڑا جائے گا۔ حضرت عمر نے فرمایا: پھر وہ دروازہ کبھی بند نہیں کیا جائے گا۔ ہم نے پوچھا: کیا حضرت عمر اس دروازہ کو جانتے تھے؟ حضرت حذیفہ نے کہا: ہاں! وہ اس طرح جانتے تھے جیسے کل (کے دن) سے پہلے رات ہے۔ میں نے ان کو ایسی حدیث بیان کی ہے جو بجھارت نہیں ہے، پھر ہم خود حضرت حذیفہ سے پوچھنے سے ڈرے، ہم نے مسروق سے کہا تو انہوں نے پوچھا، تو حضرت حذیفہ نے بتایا: دروزاہ حضرت عمر تھے۔

عَنِ الزُّبَيْرِ بنِ عَدِيٍّ قَالَ اَتَيْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا يَلْقَوْنَ مِنَ الحَجَّاجِ، فَقَالَ اصْبِرُوا، فَاِنَّهُ لَا يَاْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتّٰى تَلْقَوا رَبَّكُم، سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری: 7068، ترمذی: 2206)۔

ترجمہ: حضرت زبیر بن عدی کا بیان ہے کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو حجاج بن یوسف سے ہمیں تکالیف پہنچتی تھیں ان کا آپ سے شکوہ کیا۔ فرمایا کہ صبر کرو کیونکہ تم پر کوئی زمانہ نہیں آئے گا مگر اس کے بعد میں آنے والا اس سے برا ہوگا، یہاں سے کہ تم اپنے رب سے جا ملو، میں نے اسے تمہارے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

خوارج کا فتنہ

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَاَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ، قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاَرْغَمَ اللهُ بِاَنْفِكَ، ثُمَّ سَاَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ، فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ، قَالَ: هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ، اَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: اَجَلْ، قَالَ: فَاَرْغَمَ اللهُ بِاَنْفِكَ، اِنْطَلِقْ فَاجْهَدْ

Islam The World Religion

عَلَیَّ جُهْدَكَ (بخاری:3704)۔

ترجمہ: حضرت سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے شانِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے ان کے نیک اعمال بیان کر کے فرمایا: یہ باتیں تجھے بری لگی ہوں گی؟ اس نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل وخوار کرے، پھر اس نے شانِ علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے انکی بھی خوبیاں بیان کیں اور فرمایا: وہ ایسے ہیں کہ ان کا گھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان ہے اور پوچھا کہ یہ باتیں بھی تجھے بری لگی ہوں گی؟ جواب دیا ہاں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل وخوار کرے، جا دفع ہو اور میرا جو کرنا ہے کر لے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَفِيْنَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا ، ثُمَّ يَقُوْلُ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِيْ بَكْرٍ سَنَتَيْنِ ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً ، وَعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً ، قَالَ سَعِيْدٌ قُلْتُ لِسَفِيْنَةَ: اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ بِخَلِيْفَةٍ ، قَالَ: كَذَبَتْ اَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِيْ بَنِيْ مَرْوَانَ (ترمذی:2226، ابوداؤد:4646، مستدرک حاکم:4755)۔

ترجمہ: حضرت سعید بن جمہان نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خلافت تیس سال ہوگی۔ پھر ملوکیت ہو جائے گی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر کی خلافت دو سال شمار کر۔ اور عمر کی خلافت دس سال اور عثمان کی خلافت بارہ سال اور علی کی خلافت چھ سال۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ: کچھ لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے؟ انہوں نے فرمایا یہ بنی مروان کی بکواس ہے۔

روافض کا فتنہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ

Islam The World Religion

قَوْمٌ يَنْتَحِلُوْنَ حُبَّ اَهْلِ الْبَيْتِ لَهُمْ نَبْزٌ يُسَمَّوْنَ الرَّافِضَةَ، قَاتِلُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ مُشْرِكُوْنَ (المعجم الكبير للطبرانی:12822،مجمع الزوائد:16434)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت علی بھی تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی جلد ہی میری امت میں ایک قوم ہوگی جو اہل بیت کی محبت کا ڈھونگ رچائے گی، انکا ایک خاص لقب ہوگا ،انہیں رافضی کا نام دیا جائے گا، ان سے جنگ کرو بے شک وہ مشرک ہیں۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : كَانَتْ لَيْلَتِيْ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدِيْ، فَاَتَتْهُ فَاطِمَةُ، فَسَبَقَهَا عَلِيٌّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: يَا عَلِيُّ اَنْتَ وَاَصْحَابُكَ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا اَنَّهُ مِمَّنْ يَّزْعَمُ اَنَّه يُحِبُّكَ اَقْوَامٌ يَرْفُضُوْنَ الْاِسْلَامَ ، ثُمَّ يَلْفِظُوْنَه ، يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، لَهُمْ نَبْزٌ يُقَالُ لَهُمْ :اَلرَّافِضَةُ، فَاِنْ اَدْرَكْتَهُمْ ، فَجَاهِدْهُمْ ، فَاِنَّهُمْ مُشْرِكُوْنَ، قُلْتُ :يَارَسُوْلَ اللهِ، مَا الْعَلَامَةُ فِيْهِمْ ؟ قَالَ : لَا يَشْهَدُوْنَ جُمُعَةً ، وَلَا جَمَاعَةً وَيَطْعَنُوْنَ عَلَى السَّلَفِ الْاَوَّلِ(المعجم الاوسط للطبرانی:۶۶۰۵،مجمع الزوائد:۱۶۴۳۱)۔

ترجمہ: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میری باری کی رات تھی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تھے، آپ کے پاس سیدہ فاطمہ حاضر ہوئیں، علی ان سے پہلے پہنچ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے علی! تم اور تمہارے ساتھی جنت میں ہیں، مگر تمہاری محبت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے کچھ اقوام ایسی ہوں گی جو اسلام سے نکل چکے ہوں گے، صرف زبانی اسلام کا دعویٰ کریں گے، قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا ،ان کا خاص لقب ہوگا، انہیں رافضی کہا جائے گا، اگر تم انہیں پاؤ تو ان سے جہاد کرو، بے شک وہ مشرک ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: وہ جمعہ میں حاضر نہیں ہوں گے، اور نہ ہی جماعت کے وقت حاضر ہوں گے، اگلے گزرے ہوئے لوگوں پر طعن کریں گے۔

قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ يَنْتَحِلُوْنَ حُبَّنَا اَهْلِ الْبَيْتِ وَلَيْسُوْا كَذَالِكَ وَآيَةُ ذَالِكَ اَنَّهُمْ يَشْتُمُوْنَ اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ (السنة: 1201)۔حسن

Islam The World Religion

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا : یہ لوگ ہم اہل بیت کی محبت کا ڈھونگ رچائیں گے، حالانکہ یہ لوگ ایسے نہیں ہیں، اور اس عدم محبت کی نشانی یہ ہے کہ ابوبکر اور عمر کو گالیاں دیں گے۔

قدریہ کا فتنہ

عَنْ نَافِعٍ ، قَالَ : كَانَ لِابْنِ عُمَرَ صَدِيقٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُكَاتِبُه فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ : إِنَّه بَلَغَنِي أَنَّكَ تَكَلَّمْتَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكْتُبَ إِلَيَّ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّه سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ يُكَذِّبُونَ بِالْقَدَرِ (ابوداود:4613،الترمذی:2152)۔صحیح

ترجمہ: حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کا ایک دوست شام والوں میں سے تھا، جسکے ساتھ خط و کتابت رکھتے تھے،اس کی طرف عبداللہ بن عمر نے لکھا : مجھ تک بات پہنچی ہے کہ تم نے تقدیر کے کسی معاملے میں کوئی (غلط) بات کہی ہے،خبردار کہ آئندہ مجھے خط لکھو، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے : کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کا انکار کریں گے۔

جہالت کے فتنے

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُه مِنَ الْعِبَادِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا ،اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا (بخاری:100،مسلم:679)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ علم کو اچک کر قبض نہیں کرے گا کہ بندوں میں سے اسے کھینچ لے بلکہ علماء کو قبض کرنے سے علم کو قبض کرے گا۔حتیٰ کہ ایک عالم بھی باقی نہ رہے گا۔لوگ جاہلوں کو اپنا سربراہ بنالیں گے۔ پھر ان سے سوال پوچھے جائیں گے۔ وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے۔خود بھی گمراہ ہوں گے اور

Islam The World Religion

لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ اِنَّ مِن اِشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَن یُرْفَعَ الْعِلْمُ ، وَیَکْثُرَ الْجَھْلُ ، وَیَکْثُرَ الزِّنَا ، وَیَکْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ ، وَیَقِلَّ الرِّجَالُ ، وَیَکْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰی یَکُونَ لِخَمْسِینَ اِمْرَاَۃً اَلْقَیِّمُ الْوَاحِدُ (بخاری:5231،مسلم:6786)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا۔اور جہالت زیادہ ہوجائے گی اور زنا کثرت سے ہوگا اور شراب نوشی کثرت سے ہوگی۔اور مرد کم ہوجائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا ایک مرد متولی ہوگا۔

وَعَنْ مِرْدَاسٍ اَلْاَسْلَمِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَذْھَبُ الصَّالِحُونَ ، اَلْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَیَبْقٰی حُفَالَۃٌ کَحُفَالَۃِ الشَّعِیْرِ اَوِ التَّمْرِ ، لَا یُبَالِیْھِمُ اللہُ بَالَۃً (بخاری:6434)۔

ترجمہ: حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صالح لوگ چلے جائیں گے۔جتنا پہلے تھا اتنا صالح تھا۔باقی محض ردی بھوسہ رہ جائے گا جس طرح جَو کا یا کھجور کا چھلکا ہوتا ہے۔اللہ انکی کوئی پرواہ نہ کریگا۔

شرارت کے فتنے

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ ﷺ یُحَدِّثُ اِذْ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ ، فَقَالَ مَتَی السَّاعَۃُ ؟ قَالَ اِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَۃُ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ ، قَالَ کَیْفَ اِضَاعَتُھَا ؟ قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ (بخاری:59)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔اس نے کہا قیامت کب ہوگی؟ فرمایا: جب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا۔اس نے کہا اس کے ضائع کرنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جب

Islam The World Religion

حکومت نااہلوں کے سپرد کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، صِفْهُمْ لَنَا؟ فَقَالَ: هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (بخاری:3606)۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق پوچھتے رہتے لیکن میں شر کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا، اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھ سے وابستہ نہ ہوجائیں۔ پس میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ عہد جاہلیت کے اندر ہم شر میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے یہ خیر بھیج دی۔ کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں عرض گزار ہوا: کیا اس شر کے بعد خیر ہے؟ فرمایا: ہاں، لیکن اس میں ملاوٹ ہوگی۔ میں نے عرض کی وہ ملاوٹ کیا ہوگی؟ فرمایا: ایک قوم راستہ بتائے گی لیکن میرے راستے کے علاوہ، تم ان میں بھلائی اور برائی کا مجموعہ دیکھو گے۔ میں عرض گزار ہوا: کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے؟ فرمایا: ہاں، کچھ مبلغ ہوں گے جو لوگوں کو جہنم کے دروازوں کی طرف بلائیں گے۔ جو ان کے پاس آجائے گا اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ ہمیں ان کا کچھ حال بتایئے۔ فرمایا: وہ ہماری ہی قوم میں سے ہوں گے، ہماری ہی بولی میں گفتگو کریں گے۔ میں عرض گزار ہوا کہ میں اگر انہیں پاؤں تو آپ میرے لیے کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: مسلمانوں

Islam The World Religion

کی جماعت اور انکے امام سے وابستہ رہنا۔عرض کیا: اگر مسلمانوں کی اس وقت جماعت ہو نہ امام؟ فرمایا: پھر تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اور بہتر ہے کسی درخت کی جڑھ سے چمٹ جاؤ یہاں تک کہ موت آئے اور تمہیں درخت سے وابستہ پائے۔

اصلاح کا طریقہ

ایک مسلمان کو علم ہونا چاہیے کہ میرے اعمال نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش ہو رہے ہیں، یہ بات مسلمان کے دل میں ادب وحیاء کو بیدار کرنے اور زبان کا مناسب استعمال کرنے کے لیے کافی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ وَقَالَ: حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُونَ وَنُحَدِّثُ لَكُمْ، وَوَفَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ، فَمَا رَأَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللهَ عَلَيْهِ، وَمَا رَأَيْتُ مِنْ شَرٍّ اسْتَغْفَرْتُ اللهَ لَكُمْ (مسند البزار:1984، مجمع الزوائد:14250)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو سیر کرتے رہتے ہیں، میری امت کی طرف سے مجھ تک سلام پہنچاتے ہیں اور ابن مسعود نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے، تم ہم سے بات کرتے ہو اور ہم تم سے بات کرتے ہیں اور میری وفات تمہارے لیے بہتر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے رہیں گے، میں جو بھلائی دیکھوں گا اس پر اللہ کا شکر ادا کروں گا، اور میں جو شر دیکھوں گا اس پر تمہارے لیے اللہ سے استغفار کروں گا۔

وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُولَ اللهِ كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَأَوْصِنَا، فَقَالَ أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى

Islam The World Religion

اِخۡتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيۡكُمۡ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الۡخُلَفَآءِ الرَّاشِدِينَ الۡمَهۡدِيِّينَ ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيۡهَا بِالنَّوَاجِذِ ، وَاِيَّاكُمۡ وَمُحۡدَثَاتِ الۡاُمُورِ ، فَاِنَّ كُلَّ مُحۡدَثَةٍ بِدۡعَةٌ ، وَكُلَّ بِدۡعَةٍ ضَلَالَةٌ (مسند احمد:17149، ابوداود: 4607، ترمذی: 2676، ابن ماجہ:42)۔ سَنَدُہٗ صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر اپنا چہرہ اقدس ہماری طرف کر لیا اور ہمیں بڑا زبردست وعظ فرمایا جس سے آنکھیں آنسو بہانے لگیں اور دلوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے لگتا ہے کہ یہ خطاب آخری ہے۔ آپ ہمیں وصیت فرمائیں۔ فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ ناک کٹا حبشی کیوں نہ (تمہارا امیر) ہو۔ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ جلد ہی بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا۔ تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو۔ اس کے ساتھ چمٹے رہو اور اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ نئے نئے کاموں سے بچ کے رہنا۔ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ مَنۡ كَانَ مُسۡتَنًّا فَلۡيَسۡتَنَّ بِمَنۡ قَدۡ مَاتَ فَاِنَّ الۡحَيَّ لَا تُؤۡمَنُ عَلَيۡهِ الۡفِتۡنَةُ اُولٰئِكَ اَصۡحٰبُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا اَفۡضَلَ هٰذِهِ الۡاُمَّةِ ، اَبَرَّهَا قُلُوبًا ، وَاَعۡمَقَهَا عِلۡمًا ، وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفًا ، اِخۡتَارَهُمُ اللهُ لِصُحۡبَةِ نَبِيِّهٖ ، وَلِاِقَامَةِ دِينِهٖ ، فَاعۡرِفُوا لَهُمۡ فَضۡلَهُمۡ ، وَاتَّبِعُوهُمۡ عَلٰى اٰثَرِهِمۡ ، وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِنۡ اَخۡلَاقِهِمۡ ، وَسِيَرِهِمۡ ، فَاِنَّهُمۡ كَانُوا عَلَى الۡهُدَى الۡمُسۡتَقِيمِ رَوَاهُ رَزِينٌ كَمَا فِي الۡمِشۡكٰوةِ (مشکوٰۃ المصابیح:139)۔ حسن

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: جو پیروی کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے ان کے طریقے پر چلے جو فوت ہو چکے ہیں۔ بے شک زندہ آدمی فتنوں سے محفوظ نہیں ہوتا۔ وہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں جو اس امت میں سب سے افضل تھے، انکے دل سب سے نیک تھے، علمی طور پر سب سے گہرے تھے، تکلف میں سب سے کم تھے، اللہ نے

Islam The World Religion

انہیں اپنے نبی کی صحبت کے لیے اور دین کی اقامت کیلیے منتخب فرمایا تھا۔ انکے فضائل کو پہچانو، قدم بہ قدم انکی پیروی کرو۔ جس قدر ہو سکے انکے اخلاق اور طریقے سے سبق حاصل کرو۔ وہی لوگ سیدھی ہدایت پر تھے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۸۰ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۸۱ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۸۲ (والصافات: 180، 181، 182)۔

★...★...★

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خاتم النبیین اَمَّا بَعۡدُ!

سال کے مہینوں اور اہم ایام کی عبادات و اعمال کو جاننا ہر باعمل مسلمان کے لیے اہم اور خصوصاً صوفیاء کے لیے ضروری ہے اس لیے کہ نوافل ہی قربِ مزید کا بہترین ذریعہ ہیں ۔ حدیثِ قدسی مَا يَزال عَبۡدِی يَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوافل اس پر شاہد ہے ۔صرف فرض نمازوں پر اور عشاء کے فرض اور وتر پر اکتفاء کے مشورے ایک خشک مسلمان کے لیے قابلِ قبول ہو سکتے ہیں مگر فضائل سے محرومی اور قربِ نوافل سے بے گانگی ایسے لوگوں کا مقدر ہوتی ہے ۔ مذکورہ حدیث پر ذہبی کا تبصرہ دکھانے والوں کو چاہیے کہ ذہبی کے تبصرے پر علماء کا تبصرہ بھی ضرور دیکھ لیں کہ الناس اعداء لما جهلوا ۔

ایام و شہود کے موضوع پر متفرق احادیث کتابوں میں موجود ہیں ۔فقیر کے مطالعہ کے مطابق امام بیہقی کی کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہا اللہ کی کتاب ما ثبت بالسنۃ اس موضوع پر اہم حیثیت رکھتی ہیں ۔ دیگر علماء نے بھی اس موضوع پر اپنی اپنی کتابوں میں ضمناً قلم اٹھایا ہے جیسے: غنیۃ طالبی طریق الحق وغیرہ اور بعض نے مستقل کتب لکھی ہیں اور اشتہارات مرتب فرمائے ہیں ۔

لیکن فاضلِ جلیل حضرت علامہ پیر شہزاد احمد مجددی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اس موضوع پر PHD کر کے کمال کر دیا اور ماشاء اللہ اس موضوع پر براہِ راست لکھنے کے ساتھ ساتھ اس کے دیگر تحقیقی پہلوؤں کو بھی ملحوظ رکھنے کا حق ادا فرما دیا ۔آپ ایک دینی درد رکھنے والے اور اپنے دور کے ایک عظیم عالمِ دین صوفی بزرگ ہیں ۔ اللہ کریم آپ کا سایہ اہلِ سنت پر دراز فرمائے اور امت مسلمہ جناب کے فیضان سے سیراب ہوتی رہے۔

فقیر غلام رسول قاسمی

حال مکۃ المکرمۃ 8 ذی الحجۃ 1443

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
سید الانبیاء والمرسلین اَمَّا بَعۡدُ!

الهداية هو كتاب الفقة الحنفى وهو شرح بداية المبتدى ، و مصنف الهداية هو العلامة برهان الدين المرغينانى رحمه الله تعالىٰ وهو صاحب الترجيح ، رجح فى كتابه هذا الفقة الحنفى بالدلائل الباهرة كما لا يخفىٰ على الماهر وليس عند مخالفيه شئ ُ الا عض الانامل۔

و شروح الهداية كثيرة مثل البناية والعناية والدراية فى تخريج احاديث الهداية ۔ ولا يوجد فى العالم كتاب مثل فتح القدير ما مصنفه الامام ابن الهمام رحمه الله تعالىٰ الذى كسر القلم بعد شرحه هذا ۔

ولكن كانت ضرورة حل كثير من المسائل الحديثة ورد غير المقلدين فى شبه القارة الذين ينتحلون اهلَ الحديث و رد الروافض الذى ينتحلون فقه اهل البيت۔

طالعتُ كتاب: كاشف الغواية لاخى المكرم الفاضل الكامل ابى الكرم احمد حسين قاسم الحيدرى الحنفى الر ضوى دام ظله ، و وجدته شرحا بليغاً سهلاً مملوءً بالنكت والتحقيق ، ليستفيدُن منه الطلاب والاساتذة ان شاء الله ۔ العلامةُ الحيدرىؒ عالمٌ تقى قد اُلقِى فى صدره حب اصلاح الامة المسلمة ، وليس هذا الا من فضله تبارك وتعالىٰ ۔ فجزاه الله تعالىٰ عن جميع اهل السنة والجماعة جزاءً وافراً ۔ آمين

كتبة الفقير غلام رسول القاسمى

Islam The World Religion

حال مکۃ المکرمۃ 8ذی الحجۃ 1443

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ الذی امر اُمۃ حبیبہٖ بالتفقہ فی الدین والصلوٰۃ والسلام علی من قال : من یر د اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین و علی آلہ و اصحابہ والامام ابی حنیفۃ سراج الامۃ ، اولِ مَن الَّف الفقہ الاکبر والاصغر ،رئیس المتقین وعلینا معھم اجمعین ۔ اما بعد

فقہ اسلامی کی ترتیب اور ابواب بندی میں اولیت کا سہرا امامِ اعظم ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے سر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے بھی مؤطا میں ابواب بندی فرما کر کمال کر دیا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کو فقہی رنگ دے کر اپنی علمیت کے جوہر دکھائے ہیں۔ اللہ کریم اپنے ان پیاروں کو امتِ مسلمہ کی طرف سے جزائے جزیل عطا فرمائے اور ان پر کروڑوں اربوں رحمتیں نازل فرمائے۔ لیکن: الاول ھو الاول ۔

فقہ میں سب سے پہلا مرتبہ متون کا ہے۔ احناف کے متون چار ہیں۔ المختار للفتویٰ، مجمع البحرین ، الوقایۃ اور کنز الدقائق ۔ متاخرین نے تین متون پر اعتماد فرمایا ہے: وقایہ، کنز الدقائق اور قدوری۔ دوسرا مرتبہ شروح کا ہے جیسے: فتح باب العنایہ، جوہرہ نیرہ، البحر الرائق ، الاختیار، وغیرہ۔ تیسرا مرتبہ فتاویٰ جات کا ہے جیسے: فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ ہندیہ، فتاویٰ سراجیہ اور خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ۔

بعض علماء نے درپیش آنے والے سوالوں کے جوابات لکھ لکھ کر اپنے پاس جمع شدہ مواد کو ترتیب دے دیا، جس میں فقہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ طہارت سے لے کر فرائض تک ضروری نہیں۔ ہمارے زمانے کے اردو فتاویٰ جات اکثر اسی ڈھب پر ہوتے ہیں۔

عالمِ جلیل حضرتِ علامہ مفتی پیر انوار الحق صاحب دام ظلہم اپنے دور کی ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ آپ نے اپنے اس فتاویٰ میں علمیت وقابلیت کے جوہر دکھائے ہیں اور بلاشبہ ہم

IslamTheWorldReligion

فقیروں کی دعاؤں کے مستحق بنے ہیں۔اللہ کریم آپ کی اس علمی خیرات کو قبول فرمائے اور ہمیں ان کے علمی ذخائر سے فیضیاب فرمائے۔

فقیرغلام رسول قاسمی

حال مکۃ المکرمۃ 8ذی الحجۃ 1443

Islam The World Religion